نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

کہ شامل ست سیر صحیحہ مختصرہ حبیب اللہ را بحالت نور تا وقت دخول جنان و خالی ست از مواضع منکورہ رسائل متعارفہ زمان بغرض تسہیل انتفاع شائقین از افادات ماہر اسرار شریعت واقف رموز طریقت حضرت حکیم الامۃ مولانا الحاج الحافظ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی در ماہ فروری ۱۹۱۱ء حسب فرمائش جناب محمد عبد الغفور صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

باہتمام عاجز محمد عبد الواحد

در مطبع انتظامی کانپور طبع شد

قیمت مجلد عہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام بہجت التیام مین حضرت اقدس حافظ قاری مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف کثیرہ سے جو ہر ایک خاص و عام مین آفتاب کی طرح سے معروف مشہور ہین۔ یہ کتاب نہایت عجیب و غریب جس کا نام نامی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

ہے۔ اور اسمین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت سچے حالات ابتدائے نور سے وفات تک معتبر روایتون سے درج ہیں جناب محمد عبد الغفور صاحب مالک کتبخانہ اشرفیہ کوچہ شیخ ولایت علے کانپور کی فرمایش سے باہتمام خواجہ محمد عبد الواحد

مطبع انتظامی کانپور مین طبع ہوئی

اِس مبارک کتاب (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب) کے مضامین کی فہرست

بسم اللہ حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

اما بعد عرض کرتا ہے خیرخواہ خلق اللہ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور کہ یہ مبارک کتاب (**نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب**) جناب رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین جسقدر مستند اور معتبر ہے اسکا بیان نہین ہو سکتا اور اسکے مثل دوسری کتاب نظر سے نہین گذری اسکو بھی حضرت اقدس جناب مولٰنا محمد **اشرف علی** صاحب تھانوی ظلہ العالی نے تصنیف فرمایا ہے جنکی مفید و معتبر تصانیف سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ چونکہ جناب موصوف کی اکثر کتابین احقر نے طبع کی ہین اور خدا کے فضل و کرم سے وہ سب لوگون کو بہ نسبت دوسری جگہون کے بہت پسند ہوئی ہین اسلیے اکثر شائقین حضرات نے مجھ سے اسکے طبع کی بھی درخواست کی چنانچہ انکی درخواست کی منظوری کے بعد اسکی کتابت وغیرہ کا اہتمام کیا گیا اور اسکی تقطیع $\frac{20}{26}$ اسوجہ سے رکھی گئی کہ یہ تقطیع لوگون کو نہایت پسند ہے اور اس قسم کی کتابین جیسے آلاسلام کامل تینون حصے اور تواریخ حبیب اِلٰہ وغیرہ اسی تقطیع پر ہین۔ اور اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسکی تصحیح کا انتظام جناب مولوی محمد اکرام اللہ خانصاحب و مولوی محمد عبد العزیز صاحب مصححان مطبع مجیدی و قیومی کانپور (صینت عن الفتن والشرور) کے سپرد کیا گیا ان دونون صاحبون نے نہایت کوشش سے اسکی تصحیح (کاپی و پروف دونون کی) بخوبی انجام دی۔ اگر بمقتضاے بشریت اب بھی کسی جگہ غلطی رہ گئی ہو تو وہ قابل الزام نہین اور اس سے بڑے بڑے محفوظ نہین رہ سکتے۔ اِس کتاب کے علاوہ حضرت مولانا صاحب کی دوسری کتابین بھی جیسے **بہشتی زیور کامل**۔ اور **مناجات مقبول** گلابی و سفید مع ٹیٹل طلائی مینا کار کے میرے کتب خانہ سے باہتمام خاص طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین۔ اور خدا کے فضل سے آجکل مولانا روم کی مثنوی کے چھٹے دفتر کی شرح کلید مثنوی بزبان اردو حضرت مولٰنا محمد اشرف علی صاحب کی تصنیف کی ہوئی نہایت عمدہ طیار ہو رہی ہے اور اسکے ہر شعر کے نیچے اردو با محاورہ ترجمہ بھی لکھا گیا ہے جسقدر تصوف اور درویشی کی باتین اس دفتر اور اسکی شرح کلید مثنوی مین ہین دوسرے دفترون مین نہین ہین۔ چونکہ یہ بہت بڑی شرح ہے اسلیے اسکے متعدد حصے کر دیے ہین پہلا حصہ پہلے ملیگا اسکے بعد دوسرے حصے ملینگے

ملنے کا پتہ محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور مورخہ فروری ۱۹۱۵ء
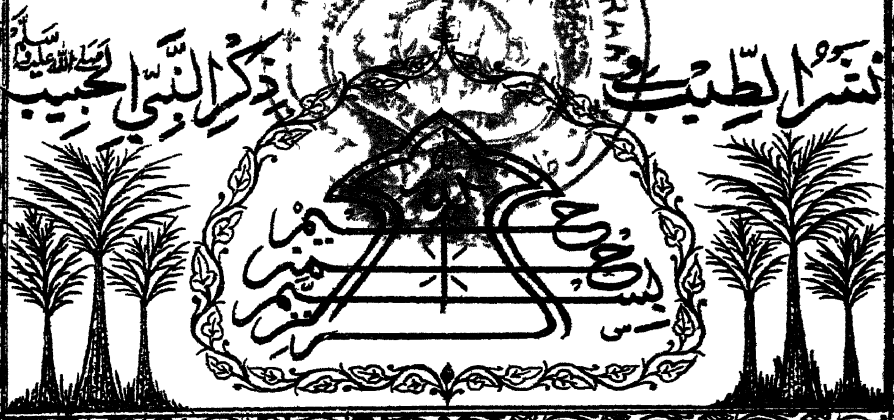
الحمد للہ رب العالمین۔ الذی من علی المؤمنین۔ اذ بعث
فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم
الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

اما بعد یہ گرسنۂ رحمت غفار و تشنۂ شفاعت سید الابرار صلے اللہ علیہ وعلی
آلہ الاطہار۔ واصحابہ الکبار۔ عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی
خدمت مین عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمایش
تھی کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے
صحیح روایات سے تحریر کیے جاوین کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت
بغرض ازدیاد محبت آپکے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو
اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنون اتفاق سے پیہم چند دیندار دوستون کے
خطوط[عہ] اسی استدعا مین آئے جنمین مجموعا اس غرض کی اسطرح تقریر کی گئی

عہ بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خانصاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبد الحکیم
خانصاحب کا اور الہ آباد سے مولوی مسیح الدین صاحب کا ۱۲ منہ

کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنیکے اس احقر نے بعض رسائل مین
لکھے ہین کوئی شخص اُسی طرح اُن حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ مین نمازی جمع ہو گئے
اُن کو سُنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلا لیا اور اُن کو سُنا دیا یا اسی طرح
اور شرائط کی رعایت واہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھدیا جاوے
حاصل تقریر ختم ہوا - ایسی تصریح کے بعد بامید اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاویگا ازدیاد
محبت برعایت اتباع سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا
اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے ایک مین یہ بھی استدعا ظاہر
کی گئی کہ موقع موقع سے اسمین مناسب مواعظ ونصائح بھی بڑھا دیے جاوین[ع۱]
سوا اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونون مصلحتونکے ساتھ ہی
اسوجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور
زلزلہ[ع۲] وگرانی وتشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع
بدعات والحاد وکثرت فسق وفجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے
ہین ایسے آفات کے اوقات مین علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی تلاوت احادیث وتالیف روایات اور نظم مدائح ومعجزات اور تکثیر سلام وصلوٰۃ
سے توسل کرتے رہے ہین چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین کی تالیف
اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ[ع۳] مشہور ومعروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد

ع۱ یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کردیے ۱۲ منہ ع۲ جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے پیہم زلزلے آچکے تھے ۱۲ منہ ع۳ حصن حصین کی تو خود خطبہ مین لکھا ہے اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہوگیا تھا جب کوئی تدبیر مؤثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی ۱۲ منہ

ہوئی کہ اِس رسالہ مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہونگی جابجا اُس مین درود شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے سُننے والے بھی اُسکی کثرت کرینگے کیا عجب ہے کہ حق تعالےٰ اِن تشویشات سے نجات دین چنانچہ اِسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہے اوراسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کے لیے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اِسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اَب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے الحمد للہ علےٰ ذٰلک اور نیز رسالۂ ہذا مین جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت مین معیت اور شفاعت کی اُمید یہ اعظم مقاصد سے ہین غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے اِن وجوہ سے بنام خدا آج کہ روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا و ما بطن کا دونون عالم مین فرما دین آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلے اللہ تعالیٰ علیہ بارک وسلم ابد الآبدین و دہر الداہرین - اور رسالۂ ہذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہون مقدمہ مین

عہ چنانچہ ابتداء رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلا سے محفوظ ہے کیونکہ اَب تک یہ رسالہ شائع نہین ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد وامصار و قری مین طاعون کا استداد اور امتداد رہا اکثر جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک ساتوان مہینہ ہے امن نہین ہوا مگر بفضلہ تعالیٰ یہان خود کچھ بھی اثر نہین ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہان طاعون نہ ہوگا مگر اب بعد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہون کہ وہ خیال میرا کہ اسکی یہ برکت ہوگی صحیح ہوا سو مین یہ بھی امید کرتا ہون کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہان جہان اسکا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن و سکون میسر ہوگا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن عبدی بی حدیث قدسی مین ارشاد ہے ۱۲ منہ عہ ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے مضامین فضائل مین ہے اُس مین اس علم مخفی کی تقریر کی گئی ہے ۱۲ منہ

رسالۂ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول مین مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہین
خاتمہ مین بعض دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ مذکور ہونگے و باللہ التوفیق وہو نعم المولیٰ و نعم الرفیق
مقدمہ مشتمل تین مضمون پر مضمون اوّل اس رسالہ کے لکھنے کیوقت یہ کتابین
میرے پیش نظر تھین۔ مشکوٰۃ۔ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ مواہب لدنیہ۔
زاد المعاد ابن القیم سیرۃ۔ ابن ہشام۔ الشمامۃ العنبریہ عہ فی مولد خیر البریہ تصنیف
مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسکو اُنھون نے شیخ امام سید شبلنجی معروف
بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب آلہ۔ قصیدہ عہ بردہ۔
الروض النظیف۔ (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک۔
مضمون دوم۔ اُن خطوط فرمائشی مین سے ایک خط مین اس استدعا کا تو اوپر
ذکر ہو چکا ہے کہ اُسمین مواعظ اور نصائح بھی جابجا لکھے جادین اور ایک خط مین
یہ استدعا تھی کہ کہین کہین مناسب لطائف و نکات بھی لکھدیے جاوین اور
سیر و احوال کی استدعا تو سب مین مشترک و اصل مضمون تھا اِسلیے احقر نے اول
اس رسالہ کو بلحاظ اِن ہی تینون مضامین کے تین باب پر منقسم کرنے کی تجویز کی تھی
کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ مین ہو اور اس باب کا نام باب الاخبار ہو
دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ مین ہو اور اُسکا نام باب الانوار ہو

عہ یہ رسالہ لکھنؤ کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اسکی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب
مضامین کی اور طور پر ذہن مین آئی لہذا یہ فرمائش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ مین رکھنے
کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن مین ظاہریت غالب ہے ذاب صاحب کے انتساب سے اُن کے غلو کی بھی
اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ عہ رسالہ مین جہان من القصیدہ کہونگا مراد اُس سے یہی قصیدہ
ہوگا اور جہان من الروض کہونگا اُس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ مین ہوا اور اُسکا نام باب الاسرار ہوتا کہ اگر کبھی وقت کم ہوا اور مجمع مین اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوے جنکو صرف حالات کا سُننا بھی نافع ہو سکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کر لیا جاوے۔ اور اگر کہین مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہو ئی تو باب الانوار بھی پڑھدیا جاوے۔ اور اگر کہین اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب خیر لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور حاصل انتفاع مین تکلف ہوتا اسلیے یہ تجویز موقوف کر کے اخبار کو متن مین اور کسی کسی موقع پر نصائح و لطائف کو حواشی مین رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہین موقع ہوا اُسکو حاشیہ مین دیکھکر پڑھ لیا یا سُنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کر کے چند فصلین لکھی تھین پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا (یاد نہین رہا) توقف ہو گیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّٰی بہ شیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کاندھلہ مین نظر پڑا اُسکی جازت و بلاغت کو دیکھکر دل چاہا کہ اِسکو تمامہا اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اُس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اِس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم مین سمجھا جاوے پس جہان سے وہ شروع ہو گا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کر دونگا ایک مین اصل رہیگا دوسرے مین ترجمہ اور اُتنے حصہ کا نام بھی مستقل رکھدینا مناسب معلوم ہوا اور مصلحت طرز رسالہ بے اس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مشفقی مولوی فتح محمد خانصاحب سلمہ لبستوی

مصنف رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالہ کی تکمیل کیجاوے اور طبع کے لیے اُن کو دیا جاوے چنانچہ اسکا وعدہ کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۲۵ ۱۳۳۰ھ مین اسکا قصد کیا گیا۔ **مضمون سوم** اس رسالہ مین بعض بعض مقام پر شوق مین اشعار لکھدیے ہین اگر مستورات کے مجمع مین پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاوین فقط۔ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔

الفصول

پہلی فصل نور محمدی کے بیان مین۔ **پہلی روایت** عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ مین نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون مجکو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالٰے نے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اُسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اُسوقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے

عہ مگر اُنکی اجازت سے مدرسہ دیوبند مین طبع کرایا گیا ۱۲ عہ اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار ہین اور اُنکے ساتھ ایک شعر درود کا بھی جو قصیدہ بردہ کا نہین ہے تبرکاً بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ اردو قصیدہ لطیف کے اشعار ہین اور اسی طرح اُن کے ساتھ بھی ایک شعر درود کا جو اُسکا نہین ہے ۱۲ منہ

سہ روایات ہذا الفصل کلہا من المواہب ۱۲ منہ للعہ الفاظ اس روایت کے یہ ہین یا جابر ان اللہ تعالٰے خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ ۱۲ منہ

چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے **ف** اس حدیث سے نور محمدیؐ کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے اُن اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اِس حدیث میں منصوص ہے

دوسری روایت حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک مین حق تعالی کے نزدیک خاتم النبیین ہوچکا تھا اور آدم علیہ السّلام ہنوز اپنے خمیر ہی مین پڑے تھے عـہ (یعنی اُنکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے

عـہ ظاہرا نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہین پس ظاہرا اُس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اُس مادہ کے چار حصے کیے گئے الخ اور اُس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اسطرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اُسکا جزو نہ ہو بلکہ کسی طریق سے محض اُسکا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ عـہ اور اُسوقت ظاہر ہے کہ آپکا بدن تو بنا ہی نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہوچکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السّلام پر ثابت نہ ہوا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر یہ تمام اشیاء مخلوقہ کی اُن کے وجود سے متقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اِسکی کہ مقدر ہونا مراد نہین بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہوگیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہ تھا اسلیے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہوگیا۔ اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ اُسوقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر مین عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبۂ ظہور مین ہے مرتبۂ ثبوت مین نہین جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج ملجاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل مین بھیجے جانے کے بعد ۱۲ منہ

اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے ف اور مشکوٰۃ مین شرح السنہ سے بھی یہ حدیث
مذکور ہے تیسری روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے
پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوۃ کسوقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ
جسوقت مین کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان مین تھے
(یعنی اُنکے تن مین جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذی نےؔ اور اس حدیثؑ کو
حسن کہا ہے ف اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبیؓ کی روایت مین بھی آئے ہین
امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین اُسکو روایت
کیا ہے اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے چوتھی روایت شعبیؒ سے روایت
ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ
آدم اُسوقت روح اور جسد کے درمیان مین تھے جبکہ مجھ سے میثاقؑ (نبوۃ کا)
لیا گیا (کما قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن
نوح الاٰیۃ) روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے
ذکر کے موافق پانچوین روایت احکام ابن القطان مین منجملہ اُن روایات کے
جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہین حضرت علی بن الحسینؓ (یعنی امام زین العابدین) سے
روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ اُنکے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے
نقل کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے
چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور مین ایک نور تھا ف اس عدد مین

ع اس حدیث مین بھی مثل حدیث بالا کلام ہے ۱۲ منہ ع حدیث بالا مین جو مقدر ہونے کے
احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب مین نص ہے کیونکہ اخذ میثاق توقیفیا موقوف
ہے وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر مین میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہے نہ عقل ۱۲ منہ -

لم کی نفی ہے زیادتی کی نہین پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہہ نہ کیا جاوے
رہگئی تخصیص اسکے ذکر مین سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اُسکو مقتضی ہو **چھٹی**
روایت ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو مین سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے
وہ کہتے ہین مین نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سب انبیا سے تقدم کیسے ہوگیا حالانکہ آپ سب کے آخر مین مبعوث ہوے
اُنھون نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالی نے بنی آدم سے یعنی اُنکی پشتون مین سے
اُنکی اولاد کو (عالم میثاق مین) نکالا اور اُن سب سے اُنکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا
مین تمھارا رب نہین ہون تو سب سے اوّل (جواب مین) بلی (یعنی کیون نہین) محمد
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو سب انبیا سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر مین
مبعوث ہوے **ف** اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہوگیا ہو
تاہم احکام روح ہی کے غالب ہین اِسی لیے اس روایت کو کیفیات نور مین
لانا مناسب سمجھا اور شعبی کی روایت مین آپ سے قبل آدمؑ میثاق لیا جانا مذکور
ہے اور یہ میثاق اَلَسْتُ بِرَبِّکُم ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے
سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا اشتراک غیر سے ہو جب اُس حدیث کے ذیل مین
اسطرف اشارہ بھی کیا گیا ہے **ساتوین روایت** جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ
طیبہ مین واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو اجازت
دیجیے کہ کچھ آپکی مدح کرون (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اسلیے) آپ نے ارشاد
فرمایا کہ کہو اللہ تعالی تمھارے منھ کو سالم رکھے اُنھون نے یہ اشعار آپکے سامنے پڑھے

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق

تو هبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صلب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما	فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المهیمن۵ من	خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت	الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور	سبل الرشاد نخترقع

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ مین خوش حالی مین تھے اور نیز ودیعت گاہ مین جہان (جنت کے درختون کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے۔ (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام مین تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایون مین تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت مین مفسرین نے کہا ہے فمستقر ومستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصے کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اُس منع کیے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اُتر گیا تو درختون کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اُسوقت بھی آپ مستودع مین تھے) اسکے بعد آپنے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اُسوقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق کیونکہ یہ حالتین جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہین اور ہبوط کے وقت جنین ہونیکا انتفا ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ

۵ قوله المهیمن صفة للبیت و علیا مفعول لاحتوی وتحتها النطق جملة حالیة من علیاء والنطق نواح و اوساط من الجبال شبهت بالنطق التی تشد بها اوساط الناس ضرب مثلا فی ارتفاعه وتوسطه فی عشیرته وجعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال ۱۲ مواهب ع نقطع المفازة ۱۲

آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ لبشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آباء مین محض ایک مادۂ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) مین سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اُسکے ماننے والون کے لبون تک طوفان غرق پہونچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

زجودش گرنگشتی راہ مفتوح	بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہوجاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات مین یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ اسی سلسلہ مین) آپنے نار خلیل مین بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُنکی صلب مین مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہانتک کہ آپکا خاندانی شرف جو کہ (آپکی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف مین سے ایک ذروۂ عالیہ پر جاگزین ہوا جسکے تحت مین اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقون کے) تھے خندف لقب ہے آپکے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی اُنکی اولاد مین سے آپکے خاندان اور دوسرے خاندانون مین باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ مین ذیر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجون مین ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اسطرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل تشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپکے نور سے آفاق

ع ؎ کذا فی القاموس ۱۲

منور ہوگئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

ومن القصیدۃ

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ
فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ اور ہر معجزہ جسکو رسولان کرام لائے سوائے اسکے نہیں کہ وہ معجزہ اُن کو صرف بدولت حضور پُرنور ہوگیا ہے + وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل و کمال ہیں اور انبیاء علیہم السلام اُس آفتاب کے اقمار و کواکب ہیں ۱۲ عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالےٰ۔

دوسری فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

عـــہ ظاہر ہے کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور نار خلیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت جسمانیہ ہے پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے کہ عبارت ہے نور سے اور ظاہراً ان مراتب میں صرف آپ کا وجود بالقوۃ مراد نہیں ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام میں مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہے ایک گونہ اختصاص کو پس یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اوروں کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزء مادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح امادکے جو آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو تو یہ قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا مسبب بتایا گیا ہے آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اُس جزء مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزء کے وارد فی النار ہونیکے کیا معنی کیونکہ ورود کے معنی لغوی مقتضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزء کو داخل کہا جاتا ہے وارد نہیں کہا جاتا۔ پس یہ امر خارجی آپ کی روح مبارک ہے جسکا تعلق اُس جزء مادی سے ہے کہ مجموعہ جزء و اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل و الخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ تطورات آپکے نور مبارک کے لیے ثابت ہوگئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلیے حدیث تقریری ہے انکے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہوگیا ۱۲ منہ عـــہ بحر احادیث مشکوۃ کے اسمیں سب روایا صحیح ہیں مقبول ہیں ۱۲ منہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو مین تمکو پیدا نہ کرتا **ف** اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے **دوسری روایت** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو اُنھون نے (جناب باری تعالیٰ مین) عرض کیا کہ اے پروردگار مین آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہون کہ میری مغفرت ہی کر دیجیے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز مین نے اُنکو پیدا بھی نہین کیا۔ عرض کیا کہ اے رب مین نے اسطرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو مین نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایون پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سو مین نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپکے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع مین وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہین اور جب تم نے اُنکے واسطے سے مجھسے درخواست کی ہے تو مین نے تمھاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو مین تمکو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل مین عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اسکے ساتھ عبدالرحمن متفرد ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہی کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمھاری اولاد مین سب انبیا سے آخری نبی ہین **ف** یہان بھی مثل فائدہ

بالا کے سمجھنا چاہیے **تیسری روایت** ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان
مین ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوّا علیہما السلام سے قربت کرنا چاہا
تو اُنھون نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب مین انکو (مہر مین)
کیا چیز دون؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا۔ **چوتھی روایت** احمد
اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث مین جسکا اوّل کا حصہ فصل
اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُسکا اوسط حصہ یہ ہے کہ آپنے) فرمایا کہ
مین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہون اور عیسیٰ علیہ السلام
کی بشارت (کا محکی عنہ) ہون **ف** اسمین اشارہ ہے دو آیتون کے مضمون کی
طرف **اوّل** ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک الی قولہ
تعالیٰ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الخ **ثانی** یبنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی
اسمہ احمد یعنی اوّل آیت مین ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا ہے
کہ ہماری اولاد مین ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اُس جماعت مین ایک ایسا
پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ بجز آپ کے
اور کوئی پیغمبر ایسے نہین کہ دونون حضرات کی اولاد مین ہون۔ اور دوسری
آیت مین عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ مین بشارت دینے والا ہون

عـــہ اور اسکا آخری حصہ یہ ہے ورؤیا امی التی رأت الحدیث چنانچہ آگے آوے گا ۱۲ منہ

ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آوینگے جنکا نام احمد ہوگا۔ **پانچوین روایت**
مشکوۃ مین بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ توراۃ مین
آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہمنے تمکو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بناکر اور
بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ اُمیین کی پناہ بناکر (مراد اس سے
امت محمدیہ ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک اُمّی جماعت
ہین) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہین مین نے آپ کا نام متوکّل رکھا ہے نہ آپ
بدخلق ہین اور نہ سخت مزاج ہین نہ بازارون مین شور مچاتے پھرتے ہین اور برائی کا
بدلہ بُرائی نہین کرتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور بخشدیتے ہین آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی
وفات نہ دینگے یہان تک کہ آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدّل
بہ ایمان نہ کردین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگین اور یہان تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا
آنکھون کو اور ناشنوا کانون کو اور سربستہ دلون کو کشادہ نہ کردین (مطلب یہ ہے
کہ جب تک دین حق خوب پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی) **چھٹی روایت**
مشکوۃ مین مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ توریت سے
نقل کرتے ہین اُسمین لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہین ۔
بدی کا بدلہ بدی نہین دیتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور درگذر فرماتے ہین مکہ اُن کی
جاے ولادت ہے اور مدینہ اُنکا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے
چنانچہ بعد خلفاے راشدین پایہ سلطنت ملک شام رہا اور وہان سے
اسلام کی خوب اشاعت ہوئی **ساتوین روایت** مشکوۃ مین ترمذی سے
بروایت عبداللہ بن سلام مروی ہے کہ توریت مین نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے

اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے **ف** ان اخیر تین روایتوں کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہیں اول اور اخیر صحابی ہیں اور اوسط تابعی ہیں اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہیں چنانچہ دو آیتوں کا مضمون تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح میں مذکور ہو چکا ہے اور تین آیتیں اور مذکور ہوتی ہیں پہلی آیتوں کو ملا کر پانچ ہو گئیں **تیسری آیت** سورۂ اعراف میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایسے لوگ جو کہ پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی جنکا ذکر اسطرح لکھا ہوا پاتے ہیں توراۃ میں اور انجیل میں کہ اُن لوگوں کو نیک کام بتلاوینگے اور بُری بات سے منع کرینگے اور ستھری چیزوں کو اُنکے واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزوں کو حرام کرینگے اور جو احکام بہت سخت اور گران تھے اُنکو موقوف کردینگے **چوتھی آیت** سورۂ فتح میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُنکے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے موصوف ہیں اور ان سب کی صفت توریت و انجیل میں اس اس طرح سے موجود ہے **پانچویں آیت** سورۂ بقرہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُنکے علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُسکے آنے سے پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ میں آپ کے توسل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو اُنپر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب اُنکے پاس جانی پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن و صاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہو گئے **ف** یہ استفتاح اور معرفت ان لوگوں کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی یس آپ کا مذکور فی الکتب السابقہ ہونا معلوم ہوا اسی معرفت کو اسی سورۂ بقر کی ایک آیت میں اسطرح فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

ف ۵ رد کلا الاحلاف فی المتفسیر ۱۲ منہ

ومن القصیدة

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ	ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت و سیرت مین سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھ گئے ہین اور
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ	وہ سب حضرات آپکے علم و کرم مین لگا نہین کھاتے
وَکُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ	اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو کے ہین آپکے
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمٖ	دریاے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ لے آپکے علم کے مارا ہوا کیا یا بارہمیشہ برسنے والے
وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْهِ عِنْدَ حَدِّهِمٖ	سے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام آپکے حضور مین اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہین اور وہ اُنکی حد
مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَکْلَةِ الْحِکَمٖ	آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتون
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا	کی کتاب سے مثل اعراب کے ۱۲ عطر الوردہ
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ	

تیسری فصل آپ کے شرف و نزاہت نسب مین پہلی روایت مشکوۃ مین

ترمذی سے بروایت حضرت عباسؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین محمد ہون عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجکو اچھے گروہ مین بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان مین دو فرقے پیدا کیے عرب اور عجم مجکو اچھے فرقے یعنی عرب مین بنایا پھر عرب مین کئی قبیلے بنائے اور مجکو سب سے اچھے قبیلہ مین پیدا کیا یعنی قریش مین پھر قریش مین کئی خاندان بنائے تو مجکو سب سے اچھے خاندان مین پیدا کیا یعنی بنی ہاشم مین پس مین ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہون اور خاندان مین بھی سب سے اچھا ہون الخ **دوسری روایت** حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نکاح سے پیدا ہوا ہون اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہین پیدا ہوا ہون آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک

یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھکو نہین پہونچا (یعنی زمانۂ جاہلیت مین جو بیحیائی ہوا کرتی تھی میرے آباء و اُمہات سب اُس سے منزہ رہے پس میرے نسب مین اسکا کوئی میل نہین ہے) روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین اور ابونعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** روایت کیا ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعًا یعنی خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگون مین سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہین ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب مین بھی دخل ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہین ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھکو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفّٰی مہذّب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علیٰ ہذا) مین بہترین شعبہ مین رہا کذا فی المواہب **چوتھی روایت** دلائل ابونعیم مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہین اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین تمام مشارق و مغارب مین پھرا سو مین نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط مین بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایان ہین کذا فی المواہب **ف** حضرت جبریل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر مین گویا ترجمہ کیا گیا ہے

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

پانچوین روایت مشکوٰۃ مین مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی

اولاد مین سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ مین سے قریش کو اور قریش مین سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین سے مجکو اور ترمذی کی روایت مین یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا من الروض۔

اَکْرِمْ بِہٖ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ	اَصْلًا وَّ فَرْعًا وَّ قَدْ سَادَتْ بِہِ الْبَشَرُ
آپکا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اُس کے مواد پاکیزہ ہین	اصل کے بھی اور فرع کے بھی اور آپکے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہوگیا
مُطَهَّرٌ مِّنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا	يَشُوْبُهٗ قَطُّ لَا نَقْصٌ وَّ لَا كَدَرُ
وہ نسب مطہر ہے لوث جاہلیت سے اس مین	کبھی آمیزش نہین ہوئی نہ نقص کی نہ کدورت کی
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
اے پروردگار ابدالاباد تک درود اور سلام بھیجیے	اپنے حبیب پر جن سے زمانون کی زینت ہو گئی

چوتھی فصل آپکے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے مین آپکے والد ماجد و جد امجد مین۔ پہلی روایت حافظ ابوسعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور اُنھون نے سعید بن عمرو انصاری سے اور اُنھون نے اپنے باپ سے اور اُنھون نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب مین منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم مین سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ مین سرمہ لگا ہوا ہے سر مین تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بر ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہین یہ کس نے کیا ہے اِنکے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنانِ قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا اُنھون نے جواب دیا کہ معلوم کرلو کہ رب السموات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ اُنھون نے اول قیلہ سے نکاح کیا اور انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپکے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئین اور عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا نور اُنکی پیشانی مین چمکتا تھا اور جب قریش مین قحط ہوتا تھا تو عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور انکے ذریعہ سے حق تعالی کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالی ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم رحمت فرماتے الخ کذا فی المواہب دوسری روایت ابونعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے بطریق عطا سے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودی ہوگئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اُس نے عبد اللہ کے چہرے مین نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار کر دیا کذا فی المواہب تیسری روایت جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکے پر چڑھ آیا عبد المطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اُسوقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی مین گول بطور ہلال کے نمودار ہوکر خوب درخشان ہوا یہان تک کہ شعاع اُسکی خانہ کعبہ پر پڑی عبد المطلب نے یہ بات دیکھکر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اسطرح میری پیشانی مین جو چمکا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہین گے۔ اور عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبد المطلب اُنکے چھڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے اُنکی صورت دیکھتے ہی اُسنے باین ہیبت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی اُنکے چہرے سے نمایان تھی اُنکی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُنکو اپنے برابر بٹھلا لیا بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُسکے بادشاہ ہیبت مین آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے کذا فی تواریخ حبیب اللہ لمولانا عنایت احمد رح من الروض

ما فیہ الا ہمام قد سما عظما	آن سید ہم فی فعل الخیر مبتدر
آپ کے سلسلہ نسب میں بڑی بڑی شریف ہیں جو عظمت میں فائق ہیں	یا ایسے سردار ہیں کہ محل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہیں

حتیٰ بدا مشرقاً من آل عبد وقد	تجملت بحلاہ الشمس والقمر
یہانتک کہ آپ مشہور ہوکر اپنے والدین سے ظاہر ہوئے اور حالت یہ تھی	کہ آپکے انوار سے شمس و قمر علی ما حال ہو گئے تھے
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر

پانچوین فصل آپ کے بعض برکات مین جب آپ بصورت حمل بطن مادر مین مستقر ہوئے **پہلی روایت** آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہے کہ جب آپ حمل مین آئے تو اُن کو خواب مین بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہون تو یون کہنا اُعِیذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ اور اُن کا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **دوسری روایت** نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقہ شام کے محل اُن کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اور یہ نور کا دیکھنا اُس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا **تیسری روایت** نیز آپکی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہین کہ مین نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہین دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک و سہل ہو۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **ف** محاورہ مین اس عبارت کے معنی مساواۃ کی بھی نفی ہوتی ہے۔ سبک یہ کہ گران نہ تھا اور سہل یہ کہ اُسمین کسی قسم کی تکلیف غشیان یا کسل یا اختلاج وغیرہ نہ تھی اور شمامہ مین ہے کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ ایسا ثقل ہوا جسکی شکایت عورتون سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل ابتدائے علوق (یعنی حمل) مین تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہوگئی ہر حال مین یہ حمل

؎ مین کہتا ہون کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہین ہوتا پس مین ثقل مین بھی باین معنی خفت کا حکم صحیح ہے پس روایات مین تعارض نہ رہا ۱۲ منہ

عادت معروف سے خارج تھا الخ من الروض۔

ھٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِیْبِ بِہٖ یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوگئیں	وَلَیْسَ فِیْ حَمْلِھَا کَرْبٌ وَّلَا ضَرَرٌ اور اُن کے حمل میں نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ میں پہلی روایت محمد بن سعدؒ نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُسمیں سے عطاؒ اور ابن عباسؓ بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جُدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہوگیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب **ف** اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اسطرح ہے کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے ورؤیا امی التی رأت اور اُس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وکذلك امھات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں۔ اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی

عہ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جسکا وعدہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے اور شام کے محل نظر آنے میں اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے میں جیسا آگے تیسری روایت میں آتا ہے یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہے اور روم و شام مکے سے بہت فاصلہ پر ہیں اور اتنے فاصلے پر نظر آنے میں خود کرویت مانع ہے۔ جواب یہ ہے کہ بعض انوار کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹوری میں پیسا پڑا ہو یا بعضے طلوع و غروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہیں لیس اگر اس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آجاویں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

عن العرباض بن ساریۃ و قال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان و الحاکم۔ کذا فی المواہب
دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جنکا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانۂ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اسقدر نزدیک آ گئے کہ مجکو گمان ہوا کہ مجھپر گر پڑینگے روایت کیا اسکو بیہقی نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** ابو نعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پہ آئے اور (موافق معمول بچوں کے) آپ کی آواز نکلی تو مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے رحمك الله (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہان تک کہ مین نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر مین نے آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مرضعات مین ذکر نہیں کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھپر ایک تاریکی اور رعب اور لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے سو مین نے ایک کہنے والے کی آواز سُنی کہ کہتا ہے کہ اُن کو کہان لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل مین رہی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مبعوث

ع اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اس خبر کے واقعہ مین کوئی تردد ہی نہین اور اگر دن مین ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستارون کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاویگا کذا قالوا اور احقر کے نزدیک سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اسوقت ستارے بھی نمایان ہوتے ہین اور اسکو عوام رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہین پس دونون قول مطابق بھی ہو جاوینگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

فرمایا پس اول اسلام لانے والون مین ہوئی۔ کذا فی المواہب **ف** مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہین ہوئی دوسری روایات مین مغارب بھی آیا ہے کما فی الشمائلہ شمائلہ تخصیص ذکری اس روایت مین بنا بر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اسکے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصّٰفّٰت مین رب المشارق فرمایا گیا ہے **چوتھی روایت** اور منجملہ آپکے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہین کسریٰ کے محل مین زلزلہ پڑجانا اور اُس سے چودہ کنگرون کا گر پڑنا۔ اور بحیرۂ طبریہ کا دفعتًہ خشک ہوجانا۔ اور فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابو نعیم نے اور خرائطی نے ہواتف مین اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **ف** یہ واقعات اشارہ ہین زوال سلطنت فارس و شام کی طرف واللہ اعلم **پانچوین روایت** فتح الباری مین سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپنے شروع ولادت مین کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبرین دینا آپکے تولد شریف سے مذکور ہین۔ **چھٹی روایت** بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ مین سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سُنی بات کو سمجھتا تھا ایکدن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی سب جمع ہوگئے اور مین سن رہا تھا کہنے لگے تجکو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب مین طلوع ہوگیا جسکی ساعت مین آپ پیدا ہونیوالے تھے۔

عہ اور اہل تنجیم و کہانت کی خبرین اس نظر سے ذکر نہین کین کہ یہ دونون خبرین شرع مین معتبر نہین اور کتب سابقہ کی خبرین فی نفسہٖ صحیح ہین جبکہ اُنمین تحریف کا احتمال نہو اور ظاہر ہے کہ ایسی مضر خبر دینا دلیل الیقینی ہے کہ اسمین تحریف نہین ہوئی اور بعض علما نے انکے اقوال ذکر کیے ہین بقصد محبت از اسکے ذکر کیے ہین اور یہ قصد صحیح ہے دنکل وجھۃ ھو مولیھا ۱۲ منہ **عہ** اس سے شبہہ فن تنجیم کے صحیح ہونیکا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کی تولد مین مؤثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہین آیا بلکہ معنی یہ ہین کہ اسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپکے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلاوے کہ ہمارا فلان نائب ہمارا فرستادہ فلان ماہ کی فلان تاریخ کو پہونچے گا تو ایک وقت کی تعیین ہے نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

کذا فی المواہب سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبد الرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی انھوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ترپن سال کی عمر میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو انھوں) نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سُنا **ساتویں روایت** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکے میں آرہا تھا سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُسنے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انھوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اسکے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہے (جسکا لقب مُہر نبوت ہی) چنانچہ قریش نے اسکے پاس سے جاکر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا انھوں نے آپ کو اُن لوگوں کے سامنے کر دیا جب اُس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اے گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اُسکی خبر شائع ہوگی روایت کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری میں کہا ہے۔ کذا فی المواہب من **الفصیدۃ**

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ
يَا طِيْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمٖ
يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيْهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ

لے آپکے زمان ولادت نے (بسبب ظہور امور غریبہ کرامت عظیمہ) آپ کی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو ظاہر کر دیا اے قوم آپکی خوشبو تم حاضر ہوا ور آپ کے حسن ابتدا اور خوبی خاتمہ کو دیکھو (اور اسکے بیان) ۶۲ ۵۲ آپ کی پیدائش کا روز وہ مبارک روز ہے کہ اہل فارس

قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ
وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْریٰ وَهُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْریٰ غَیْرَ مُلْتَئِمِ
وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَیْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَیْنِ مِنْ سَدَمِ
وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَیْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَیْظِ حِیْنَ ظَمِیْ
کَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ ضَرَمِ
وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ یَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًی وَّمِنْ کَلِمِ
عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ
مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ کَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِیْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ یَقُمِ
وَبَعْدَ مَا عَایَنُوْا فِی الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

تھے اپنی فراست سے (کہ اسوقت آیات بینات بکثرت
ظاہر ہوئیں اور نیز اوضاع فلکیہ) دریافت کر لیا کہ
وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ آگیا زوال سلطنت اور
پیش آنے مصائب کا (بسبب ولادت سرور کائنات) اور
آگیا ۱۲ع ۵۳ اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت
با سعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہو گیا جیسے لشکر
کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا ۱۲ع ۵۴ (آپکے میلاد
شریف کے وقت) آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر
روشن تھی) بسبب افسوس کے (جو بطلان کی دلیل ہے) سرد ہو گئی
اور نہر فرات ایسی حیران اور بیخود ہوئی کہ گویا بہاؤ
چھوڑ کر ساوہ کے کھالے میں جا پڑی ۱۲ع ۵۵ اور
اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اُسکے دریاچہ کا
پانی خشک ہو گیا اور اُسکے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ
ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹایا گیا یا اُسنے اُسکو تشنہ لوٹایا
۱۲ع ۵۶ گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہو گئی جو پانی
میں ہوتی ہے بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب
حاصل ہو گیا جو آگ میں تھا ۱۲ع ۵۷ اور جنات ظہور حضور
کی آوازیں کر رہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر باہر
ہو رہے ہیں اور حق ظاہر ہو رہا ہے امور باطنیہ سے
(مثل ظہور نور وغیرہ کے) اور امور ظاہریہ سے (مثل
آواز ہاتف کے) ۱۲ع ۵۸ منکرین اندھے (ہو گئے)
اور بہرے ہو گئے سو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق
تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ع ۵۹ اور زیادہ عجیب یہ ہے
کہ یہ قبول حق سے اُن کا اندھا اور بہرا ہونا) اس
امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ
خبر دی تھی کہ اُن کا ناراست و کج دین آئندہ قائم
نہیں رہے گا اور (وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ
صواب سے اندھے اور بہرے ہو گئے) بعد دیکھنے شعلہائے
آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے
تھے مثل اوندھے اور منہ کے بل گرنے بتہائے
روے زمین کے ۱۲ عطر الوردہ۔

ساتوین فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ مین **یوم و تاریخ** سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ مین اختلاف ہے آٹھوین یا بارھوین کذا فی الشمامۃ۔ **ماہ** سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ **سنہ** سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد کذا فی الشمامۃ۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزرکشی بعض نے طلوع فجر کذا فی الشمامۃ۔ **مکان** بعض کے نزدیک مکہ مین بعض کے نزدیک شعب مین بعض کے نزدیک ردم مین بعض کے نزدیک عسفان مین کذا فی الشمامۃ عن المواہب۔

من الروض

وَكَانَ مَوْلِدُهُ أَيْضًا وَنَقْلَتُهُ	لِيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ هٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرُ
اور آپ کی ولادۃ شریفہ اور وفات شریف	دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

آٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت مین **پہلی روایت** ابن سبع نے خصائص مین ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتون کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ (کذا فی المواہب) **دوسری روایت** بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ کہتی تھین کہ انھون نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے

ع اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل مین نور محمدی عبد المطلب کی جبین مین ہویدا تھا ۔۔۔ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہین جس طرح ہیرم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اسکا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ ع جھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل مین وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ ع اشہر قول اول ہے دوسرے اقوال ضعیف ہین یا قابل تاویلات مناسبہ ۱۲ منہ ع شاید یہ وہی شعب ہے جسمین قریش مخالفین کے تعاہد و تحالف کے وقت ابو طالب آپ کو لے کر رہے تھے جسکا قصہ گیارھوین فصل مین آتا ہے ۱۲ منہ

دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اوّل جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لیجاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر اُن سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب تیسری روایت ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں ایک بار اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی (رضاعی) بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کیے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہونچے۔ کذا فی المواہب چوتھی روایت حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکے کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اس سال سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اُسکو کافی ہوتا رات بھر اُسکے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمراہی بھی اس سے تنگ آ گئے تھے ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہیں کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں

معلوم ہوتا کہ مین خالی جاؤن مین تو اُس یتیم کو لاتی ہون شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالےٰ
برکت کرے غرض مین آپ کو جا کر لے آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود مین لیکر دودھ
پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اُترا کہ آپ اور آپکے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہوکر پیا اور
آسودہ ہوکر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا
تھا غرض اُسنے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہوکر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری
اور اسکے قبل سونا میسر نہین ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچے کو لائی
مین نے کہا ہان مجکو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکے سے روانہ ہوئے اور مین آپ کو لیکر اُسی
دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اُسکا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی
عورتین تعجب سے کہنے لگین کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جسپر تم آئی تھین مین نے
کہا ہان وہی ہے وہ کہنے لگین کہ بیشک اسمین کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہونچے
اور وہان سخت قحط تھا سو میری بکریان دودھ سے بھری آتین اور دوسرون کو اپنے
جانورون مین ایک قطرہ دودھ نہ ملتا میری قوم کے لوگ اپنے چرواہون سے کہتے
کہ ارے تم بھی وہان ہی چراؤ جہان حلیمہ رضکے جانور چرتے ہین مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے
اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ مین کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض
ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہان تک کہ دو سال پورے ہوگئے اور مین نے
آپکا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشوونما اور بچون سے بہت زیادہ تھا یہان تک کہ دو سال
کی عمر مین اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپکو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی
برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہین اسلیے آپ کی والدہ سے اصرار کرکے وبا
مکہ کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے

ساتھ مواشی مین پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھسے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیون نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ مین اسی حال مین چھوڑ کر آیا ہون سو ہم دونون گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہین مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے مین نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجکو لٹایا اور پیٹ چاک کرکے اُسمین کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہین کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہؓ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اسکے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو ان کے گھر پہونچا آ۔ مین والدہ کے پاس لیکر گئی کہنے لگین کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کیون لے آئی؟ مین نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور مین اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اسلیے لائی ہون۔ اُنھون نے فرمایا یہ بات نہین سچ بتلا؟ مین نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگین تجکو انپر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ مین نے کہا ہان۔ کہنے لگین ہرگز نہین واللہ شیطان کا انپر کچھ اثر نہین ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر اُنھون نے بعض حالات حمل و لادت کے بیان کرکے کہا (جو پانچوین فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر مین مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس روایت مین متعدد واقعات پُر کرامات مذکور ہین جیسا کہ ظاہر ہے **ف۲** اور حلیمہؓ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسہ اور جذامہ کے بھائی ہین اور یہ جذامہ شیما کے نام سے مشہور ہین اور یہ سب اولاد ہین حارث بن عبدالعزی کی جو شوہر ہین حلیمہؓ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشمامۃ و زاد المعاد **پانچوین روایت** محمد بن اسحق نے

ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو انکی امت کے دس آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو مین بھاری نکلا پھر اسی طرح سنو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کرو واللہ اگر انکو انکی تمام اُمت سے وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی نکلین گے کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف ۱ اس جملہ مین آپ کو بشارت سُنادی کہ آپ نبی ہونے والے ہین ف ۲ اور شق صدر اور قلب مطہر کا دُھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسری بار بعمر دس سال یہ صحرا مین ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے ماہ رمضان غار حرا مین۔ چوتھی بار شب معراج مین اور پانچوین ثابت نہین کذا فی شمامۃ بتغییر یسیر۔ شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ نے تفسیر سورۂ الم نشرح مین اسکے متعلق نکتہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اسلیے تھا کہ آپ کے دل سے حب لہو و لعب جو لڑکون کے دل مین ہوتی ہے نکال ڈالین۔ اور دوسری بار اسلیے کہ جوانی مین آپکے دل مین رغبت ایسے کامون کی جو بمقتضاے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتے ہین نہ رہے۔ اور تیسری بار اسلیے کہ آپکے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت کی ہو کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ چھٹی روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہؓ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت مین تھا۔ اور لڑکپن مین کبھی آپنے بول و براز کپڑے مین نہین کیا بلکہ دونون کے وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپکو اُٹھا کر حاضر ور

ع یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول مین کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ عہ عطف ہے عالم بہینہ کو ملکوت پر کیونکہ عالم ماسوی اللہ ہے اور لاہوت مراتب الٰہیہ سے ہے ۱۲ منہ

پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی ستر آپ کا برہنہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اُٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ مین ایک بار بچون کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہا تھا اور سب اپنی لنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے مین بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ اتنے بچپن مین انسان مکلّف بھی نہین ہوتا اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہین سمجھا جاتا) دفعۃً (غیب سے) زور سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس مین نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ ساتوین روایت ابن عساکر نے حلیمہؓ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ مین مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط مین تھے قریش نے کہا اے ابوطالب چلو پانی کی دعا مانگو ابوطالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اسقدر حسین جیسے بدلی مین سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اُسوقت ابوطالب کی پرورش مین تھے) ابوطالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانۂ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے اُنگلی سے اشارہ کیا اور آسمان مین کہین بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپ کی صغر سنی مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ آٹھوین روایت ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر مین سفر تجارت شام کو گئے راہ مین بحیرا راہب نصاریٰ کے پاس اتفاقِ قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلے کی دعوت کی اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالمون کے ہین اور اہل کتاب یہود اور نصاریٰ اِنکے دشمن ہین انکو ملک شام مین نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابوطالب نے مالِ تجارت

وہین بیچا اور بہت نفع پایا اور وہین سے مکے کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ ف سیرۃ ابن ہشام مین یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہے۔ **نوین روایت** آپ جب ابوطالب کی کفالت و تربیت مین تھے جب اُنکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذا فی الشمامۃ۔

من الروض

وَبَاهَنَا ابْنَةِ سَعْدٍ وَهِیَ قَدْ سَعِدَتْ
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی کہ اُنکو ایسی سعادت

سَعَادَۃً قَدْرُهَا بَیْنَ الْوَرٰی خَطِرُ
حاصل ہوئی جس کی قدر مخلوق مین عظیم ہے

اِذْ اَرْضَعَتْ خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ
کیونکہ اُنھون نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا

هٰذَا هُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْكٌ وَّلَا وَزَرُ
یہ بڑی کامیابی ہو (اسکی برابر) سلطنت نہ وزارت

رَاَتْ لَهٗ مُعْجِزَاتٍ فِی الرَّضَاعِ بَدَتْ
اُنھون نے آپکے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت میں ظاہر ہوئے

وَشَاهَدَتْ بَرَکَاتٍ لَیْسَ تَنْحَصِرُ
اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جن کا حصر نہین ہو سکتا

وَحَدَّثَتْ قَوْمَهَا اَهْلُ الْکِتٰبِ بِمَا
اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے

یَکُوْنُ مِنْ شَاْنِهٖ مُذْ شَخْصَهٗ نَظَرُوْا
حالات بیان کیے جب سے کہ آپ کو دیکھا

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

نوین فصل اُنکے نامون مین جنکے متعلق آپ کی تربیت رضاع کے بعد دیگرے ہوتا رہا۔ آپ زمانہ حمل مین تھے کہ آپکے والد عبداللہ کی وفات ہوگئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبداللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہان سے پھرتے ہوئے مدینہ مین اپنے مامون کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے اور وہان ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپکی والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کو لیکر مدینہ مین اپنے اقارب سے ملنے گئین تھین مکے کو واپس آتے ہوئے

درمیان مکے و مدینے کے موضع ابوا مین اُنھون نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام
اور اُسوقت ام ایمن بھی ساتھ تھین کذا فی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی
پرورش مین رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبدالمطلب کی بھی وفات ہوئی کذا
فی سیرۃ ابن ہشام اور اُنھون نے ابوطالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ
اُنکی کفالت مین رہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہانتک کہ اُنھون نے نبوت کا زمانہ بھی
پایا۔ اور سات روز تک آپنے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ پھر چند
روز تک ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اِنکے اسلام مین
اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔ اور
اُسوقت اُنکا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہؓ نے پلایا اور اس دودھ کے
شریک بھائی بہنون کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھوین فصل کی چوتھی روایت کے ذیل مین
کچھ مضمون مذکور ہوا ہے اور ان ہی حلیمہؓ نے آپکے ساتھ آپکے چچازاد بھائی ابوسفیان
بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح مین مسلمان ہوئے اور بہت پکے
مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانے مین حضرت حمزہ بھی بنی سعد مین کسی عورت کا دودھ
پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک روز آپ کو دودھ پلا دیا جب آپ حلیمہؓ کے پاس تھے
تو حضرت حمزہ دو عورتون کے دودھ کی وجہ سے آپکے رضاعی بھائی ہین ایک ثویبہ کے
دودھ سے دوسرے اِس سعدیہ کے دودھ سے۔ کذا فی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش
مین آپ پلے ہے وہ یہ ہین۔ آپ کی والدہ۔ اور ثویبہ۔ اور حلیمہؓ۔ اور شیماء آپکی رضاعی
بہن اور ام ایمن حبشیہ جنکا نام برکت ہے یہ آپ کو آپکے والد سے میراث مین ملی تھین اور آپنے

انکا نکاح حضرت زیدؓ سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذا فی زاد المعاد ف

شاباش آن صدف کہ چنان پرورد گہر	آبا از و مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین۔ **پہلی روایت** جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان مین ایک لڑائی ہوئی تو اِس واقعہ کے بعض تاریخون مین آپ بھی تشریف فرمائے معرکہ ہوئے مین اور آپنے فرمایا ہے کہ مین اپنے اعمام کو عدو کے تیرون سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اِس سے آپ کا اوّل ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ **دوسری روایت** جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے جو کہ قریش مین ایک مالدار بی بی تھین اور تاجرون کو اپنا مال کثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھین آپکے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سُنکر آپسے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپنے قبول فرمایا یہان تک کہ آپ شام مین پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہان ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپکو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہین میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم مین سے ایک شخص ہین راہب نے کہا کہ اِس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہین اُترا آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکے پہونچے تو حضرت خدیجہؓ کو اُنکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دُگنا یا اُسکے قریب نفع ہوا (یہ تو آپکے صدق و امانت کی بیّن دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن سے

اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کیا حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچا زاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ اسے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجکو (کتب سماویہ سے) معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اُسکا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہؓ بڑی عاقل تھیں سیبب بنکر آپکے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں آپنے اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اُس راہب کا نام نسطورا تھا۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ۔ تیسری روایت جب آپ پینتیس ۳۵ سال کے ہوئے قریش نے خانۂ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پر میں رکھوں قریب تھا کہ اُنمیں ہتیار چلنے آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب میں پہلے آوے اُسکے فیصلے پر سب عمل کرو سو سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب دیکھکر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا آپنے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپنے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانۂ کعبہ تک لاوین جب وہاں تک پہونچا آپنے خود اُسکو اٹھا کر اُسکے موقع پر رکھدیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپنے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اُسکے موقع پر رکھنے کے لیے

اپنا وکیل بناویں کہ فعل وکیل کا بمنزلۂ موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہوگئے۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ بتغیر الالفاظ۔

من الروض

وَفِیْ خَدِیْجَۃِ الْکُبْرٰی وَقِصَّتِہَا — عَجَائِبُ یَا اُولِی الْاَبْصَارِ فَاعْتَبِرُوْا

اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قصے میں — عجائب امور ہیں اے اہل بینش سوخیال کرو

اِخْتَارَتِ الْمُصْطَفٰی بَعْلًا وَقَدْ نَظَرَتْ — فِیْ مُعْجِزَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَنْتَشِرُ

اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے — معجزات میں جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

گیارھویں فصل نزول وحی میں اور کفار کی مخالفت میں۔ جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہوگئی آپ غار حرا میں تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھویں دوشنبے کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورۂ اقرأ کی شروع کی آیتیں آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہوگئے۔ اِسکے ایک عرصہ کے بعد سورۂ مدثر کی آیتیں اول کی نازل ہوئیں تو آپ نے حسب حکم قانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپ نے علی الاعلان دعوت شروع کی بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایکبار کفار نے جمع ہوکر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے انھوں نے حوالے کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپکے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپکو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی میں واسطے محافظت کے جارہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کردی اور سوداگردن کو

منع کردیا کہ اِن لوگون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجین اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھکر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب مین نہایت تکلیف مین رہے آخر کار آپ کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اُس عہدنامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے کہ اُسمین کہین کہین تھا ایک حرف نہین چھوڑا آپنے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ اُنھون نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم اُنھین تمھارے حوالے کردینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اِس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبے پر سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہدنامہ کو چاک کر ڈالا ابو طالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب[ف] کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ مین مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وغیرہ اور یہ عہدنامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرۂ محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُسکا ہاتھ خشک ہوگیا اور نبوت سے سال دہم مین شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال مین حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابو طالب کا انتقال ہوگیا اور اُن کے تین دن بعد

ف عبدمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبدشمس۔ نوفل۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد مین ہین اور مطلب کی اولاد مین بنی مطلب ہین۔ عبدشمس کی اولاد مین بنی اُمیہ ہین۔ حضرت عثمان رضی بنی امیہ مین ہین۔ اور نوفل کی اولاد مین حضرت جبیر بن مطعم رضی ہین۔ بنی مطلب حالت کفر مین بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حصۂ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت عثمان رض اور جبیر بن مطعم رض نے اِس باب مین عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح ہمین انکار نہین اِس لیے کہ خدا نے تعالیٰ نے آپ کو اُن مین پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہین اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب و بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہین۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے ۱۲ منہ

حضرت خدیجہ رضی کی وفات ہوگئی کذا فی الشمامہ بعد وفات حضرت خدیجہؓ کے آپ کے دو نکاح
قرار پائے ایک حضرت عائشہؓ سے کہ اسوقت چھ سال کی تھین مکے مین اُنکا نکاح ہوا اور مدینے
آکر نو برس کی عمر مین رخصت ہو کر آئین اور دوسرا نکاح حضرت سودہؓ بنت زمعہ ہے کہ بیوہ
تھین سکے مین نکاح ہوا اور آپ کے ساتھ مدینے مین آئین اور ہمیشہ ازواج مین رہین۔ کذا
فی تاریخ حبیب اله۔ اس سال دہم مین آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور
یہ جانا دعوتِ اسلام کے لیے اور نیز اسلیے تھا کہ اُنسے کچھ مدد لین (کیونکہ بعد وفات ابوطالب کے
کوئی با وجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہان کے سردارون نے آپ کی کچھ مدد نہ کی
بلکہ سفلے لوگون کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہونچائی آپ وہان سے ملول ہو کر مکے کو واپس ہوئے
جب آپ بطن نخلہ مین کہ ایک دن کی راہ پر مکے سے ہے پہونچے رات کو وہان رہ گئے آپ
قرآن مجید نماز مین پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے موصل مین
وہان پہونچے اور کلام اللہ سُنکر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے اُنھین اسلام
کی طرف دعوت کی وہ سب بلا توقف مسلمان ہوگئے اور اُنھون نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی
دعوت دی سورۂ احقاف آیۃ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن مین اسی قصے کی طرف
اشارہ ہے پھر آپ مکے تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ مین مشغول ہوئے اور
آپ عکاظ و مجنہ و ذی المجاز مین کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی
قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہان تک کہ سن گیارہ نبوت مین آپ موسم حج مین اسلام کی طرف
دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے آپنے اُن کو دعوت اسلام کی کی
اُنھون نے یہود مدینہ سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہون گے اور وہ انصار سے
مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہون گے ہم اُنکے ساتھ ہو کر تم کو

قتل کرین گے انصار نے آپ کی دعوت سُنکر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہین جن کا ذکر یہود کرتے ہین لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملین اور چھۃ آدمی اُنمین سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آیندہ مین ہم پھر آوینگے مدینے مین جاکر اُنھون نے آپکا ذکر کیا اور ہر گھر مین آپ کا ذکر پہونچا اگلے سال کہ نبوت سے بارھوان سال تھا بارہ آدمی نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلون مین کے اور سات اور اور اُنھون نے احکام اسلام اور طاعت پر بیعت کی اسکا نام بیعت عقبۂ اولی ہے آپ نے حسب درخواست اُنکی مصعب ابن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینے کو بھیجدیا مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار مین کے مسلمان ہوگئے تھوڑے اُنمین سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرھوان سال تھا ستر آدمی شرفاے انصار مین سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپکے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینے کو تشریف لیجاوینگے ہم خدمت گذاری مین کوتاہی نہ کرینگے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینے پر چڑھ آویگا ہم اُس سے لڑینگے اور جان نثاری مین قصور نہ کرینگے اسکا نام بیعت عقبۂ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین ایک گھاٹی پر یہ دونون بیعتین ہوئی تھین کذا فی تاریخ حبیب اله و سیرۃ ابن ہشام

من الروض

وَعِنْدَ مَا جَآءَ جِبْرِیْلُ وَقَالَ لَهٗ
اور جب جبریل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ

دَعْ اِلٰی دِیْنِ اِلٰهِ الْعَرْشِ قَاطِبَةً رَبَّتْ
اپنے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائیے سو آپکی دعوت پر

وَقَامَ یُنْذِرُ قَوْمًا مَا خَالَفُوْا سَفَهًا
اور آپ مستعد ہوگئے کہ ایسی قوم کو ڈرانے لگے جنھونے حماقت سے مخالفت کی

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَدْ رَمَوْهُ بِهٖ
سو اللہ تعالی نے آپ کو اُن تہمتون سے بری کیا

اِقْرَأْ وَاُنْزِلَتِ الْاٰیَاتُ وَالسُّوَرُ
پڑھیے اور آیات اور سورتین نازل ہوتے لگین

لَمَّا دَعٰی زُمَرًا مِنْ بَعْدِهَا زُمَرُ
بہت سی جماعتین دوڑین اور اُنکے بعد و جماعتین دوڑین

وَکَذَّبُوْا حَسَدًا وَالْحَقُّ هُمْ بَطَرُوْا
اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا

وَزَوَّرُوْهُ فَافْتَرَاهُ الْعِدٰی هَذَرُ
جو اُنھون نے آپ پر لگائی تھین اور اُن کو اختراع کیا تھا

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَۃٍ	مِّنَ الدُّرُوْعِ فَمَا الْاَرْمَاحُ وَالْمُتُرُ
حمایت خداوندی نے زرہون کے اوپر تلے پہننے کی	ضرورت سے رکھی سو نیزے اور تلوارین کیا چیز ہیں
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

فصل بارھوین[1] واقعۂ معراج شریف مین (اور اس فصل کو بوجہ مہتم بالشان ہونے کے ملقب[2] بتنویر السراج فی لیلۃ المعراج کرتا ہون)

منجملہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکے مین بقول زہری[3] سنہ ۵ ہجری نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہین حضرت[1] عمرؓ حضرت[2] علیؓ۔ حضرت[3] ابن مسعودؓ حضرت[4] ابن عباسؓ۔ حضرت[5] ابن عمرؓ حضرت[6] ابن عمروؓ۔ حضرت[7] اُبی بن کعبؓ۔ حضرت[8] ابوہریرہؓ۔ حضرت[9] انسؓ۔ حضرت[10] جابرؓ۔ حضرت[11] بریدہؓ۔ حضرت[12] سمرہ بن جندبؓ۔ حضرت[13] حذیفہؓ بن الیمان۔ حضرت[14] شداد بن اوسؓ۔ حضرت[15] صہیبؓ۔ حضرت[16] مالک بن صعصعہؓ حضرت[17] ابی امامہؓ حضرت[18] ابو ایوبؓ۔ حضرت[19] ابو حبہؓ۔ حضرت[20] ابوذرؓ۔ حضرت[21] ابوسعید خدریؓ حضرت[22] ابوسفیان بن حربؓ۔ مردون مین سے اور حضرت[23] عائشہؓ۔ حضرت[24] اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت[25] ام ہانیؓ۔ حضرت[26] ام سلمہؓ۔ عورتون مین سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہون۔ واقعۂ اوّل آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین حطیم مین لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ شعب ابی طالب مین تھے (رواہ الواقدی)

---

[1] اس فصل کی روایتین مواہب سے ہین اور جو دوسری کتاب کی ہین وہان اُنکے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اُسکی تمہید مین مذکور ہے جیسا حاشیہ آئندہ مین معلوم ہوگا ۱۲ منہ [2] اس تلقیب مستقل مین یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اسکو جداگانہ چھاپا جاوے تو تمام نہ سوجھا پڑے البتہ اس صورت مین اسکے اول مین بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا۔ بعد حمد و صلوٰۃ یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعۂ معراج شریف مین جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جسکو مستقلاً شائع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ [3] مگر چونکہ مشہور بارھوان سنہ تھا اسلیے یہ فصل ترتیب مین فصل سابق کے مضمون سے مؤخر کی گئی ۱۲ منہ

اور ایک روایت مین ہے کہ آپ ام ہانی رضؓ کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ اپنے گھر مین تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) **ف** جمع ان روایات مین یہ ہے کہ ام ہانی رضؓ کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا وہان سے آپ کو مسجد مین حطیم مین لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہان پہونچکر بھی لیٹ گئے **ف** اور چھت کھولنے مین حکمت یہ تھی کہ آپ کو ابتداے امر ہی سے معلوم ہوجاے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارقِ عادت ہونے والا ہے۔ **واقعۂ دوم** کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آپ مسجد حرام مین سوتے تھے کہ آپکے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت مین ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) مین سے کون سے ہین دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہین تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے لو آیندہ شب کو پھر وہی تینون آئے اور کچھ بولے نہین اور آپ کو اُٹھالے گئے (رواہ البخاری) **ف** یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا مین تھی اور اسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اُٹھے اور تمام واقعہ مین بیدار رہے۔ اور بعض روایت مین جو معراج کے اخیر مین آیا ہے کہ پھر مین جاگ اُٹھا مراد یہ ہے کہ اُس حالت سے افاقہ ہوگیا اور بعض نے اس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان حاضرین مین سے کون سے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ قریش خانۂ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی مین ہے کہ اوّل جبرئیلؑ و میکائیلؑ آئے اور یہ گفتگو کرکے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم مین ارشاد نبوی ہے کہ مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے کہ ان تین مین ایک شخص ہین جو دو شخص کے بیچ مین ہین اور مواہب مین ہے کہ مراد ان دو شخصون سے حضرت حمزہ رضؓ و حضرت جعفر رضؓ ہین کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

ان دونون کے درمیان سو رہے تھے۔ واقعۂ سوم اول آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت مین زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس مین ایمان اور حکمت تھا وہ قلب مین بھر دیا گیا اور اُسکے اصلی مقام پر اُسکو رکھکر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم عن روایتین عن ابی ذر ومالک بن صعصعۃ) ف ملائکہ کا زمزم شریف سے آپکے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علما کے نزدیک اسکی دلیل ہے کہ آب زمزم اُس سے افضل ہے (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود اُسکے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہے اول یہ کہ تحریم ذہب مدینے مین ہوئی تو اُسوقت تحریم نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت مین استعمال سونے کا جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپنے استعمال نہین کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلّف نہین (عن ابی حمزۃ) اور ایمان وحکمت کا طشت مین ہونا اِسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت مین ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر تلبس واستعمال قلب اور دماغ مین قوت اور فرحت بڑھاتا ہے چونکہ وہ سبب تھا حکمت وایمان کا اِسلیے اُسکا یہی نام رکھدیا گیا (کذا قالہ النووی) واقعۂ چہارم پھر آپکے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو بُراق کہلاتا ہے جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر تیز رفتار ہے کہ اپنی منتہاے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اُسپر زین ولگام رکھا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تجکو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھپر سوار نہین ہوا بس وہ عرق عرق ہوگیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسپر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور

اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہین اور جب وہ کچلے جا چکتے ہین تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہین اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہین ہوتا آپنے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہین۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا کہ اُنکی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپنے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہین ادا کرتے اور انپر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہین کیا اور آپ کا رب اپنے بندون پر ظلم کرنے والا نہین۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا مین پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا مین کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اُس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہین اور پکا ہوا گوشت نہین کھاتے آپنے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت مین سے وہ مرد ہے جسکے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہان تک کہ صبح ہو جاوے اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھکر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُسکے پاس رہے یہان تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیون کا جمع کر رکھا ہے کہ وہ اُسکو اُٹھا نہین سکتا اور وہ اُسمین اور لالا کر رکھتا ہے آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت مین ایسا شخص ہے جسکے ذمے لوگون کے بہت سے حقوق و امانت ہین جنکے ادا پر قادر نہین اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانین اور ہونٹ آہنی مقراضون سے کاٹے جا رہے ہین اور جب وہ کٹ چکتے ہین تو پھر حالت سابقہ پر

ہوجاتے ہین اور یہ سلسلہ بند نہین ہوتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گڑبڑی
مین ڈالنے والے واعظ ہین۔ پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جسمین سے ایک بڑا بیل
پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہین جاسکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بُری بات مُنہ سے نکالے پھر نادم
ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہین۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہان ایک پاکیزہ
خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھسے وعدہ کیا ہے مجکو دیجیے کیونکہ
میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور
سونا اور گلاس اور تشتریان اور دستے دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ
اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدے کی چیز (یعنی سکّان جنت) مجکو
دیجیے (کہ وہ اِن نعمتون کو استعمال کرین) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز
کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھپر اور میرے رسولون پر ایمان لاوے
اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیرا دے اور جو مجھسے ڈریگا
وہ مامون رہیگا اور جو مجھسے مانگے گا مین اُسکو دون گا اور جو مجکو قرض دیگا مین اُس کو
جزا دون گا اور جو مجھپر توکل کریگا مین اُسکو کفایت کرونگا مین اللہ ہون میرے سوا
کوئی معبود نہین ہین وعدہ خلافی نہین کرتا بیشک مومنون کو فلاح حاصل ہوئی اور
اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے جنت نے کہا کہ مین راضی ہوگئی۔ پھر ایک وادی پر
گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھسے جو وعدہ کیا ہے (یعنی

دوزخیون سے بھرنے کا مجکو عطا فرما کیونکہ میری زنجیرین اور طوق اور شعلے اور گرم پانی
اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز
ہوگئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر
اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہین رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ مین راضی
ہوگئی۔ اور ابو سعیدؓ کی روایت مین بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجکو داہنی طرف سے
ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرتا ہون
مین نے اُسکی بات کا جواب نہین دیا پھر ایک اور نے مجھ کو بائین طرف سے اِسی طرح
پکارا مین نے اُس کو بھی جواب نہین دیا اور اُس مین یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر
پڑی جو اپنے ہاتھون کو کھولے ہوے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرایش ہے جو خدا تعالیٰ
نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرونگی
مین نے اُسکی طرف التفات نہین کیا۔ اور اُسی حدیث مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے
آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی
اُمت یہودی ہوجاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اُسکو جواب
دیتے تو آپ کی اُمت نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُسکے پکارنے پر جواب
دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر[عہ] آچکا ہے) اور
ظاہرا یہ واقعات قبل عروج الی السموٰت دیکھے[عہ] گئے اور بعضے واقعات مین

عہ یعنی سُرخی واقعہ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ عہ چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع
مین یہ الفاظ وارد ہین فقال له جبرئیل مہ یا براق فو اللہ ما رکبک مثلہ فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاذا ہو بعجوزۃ الخ جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان
واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ

بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ) اُسی حدیث بالا مین ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہان آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہان بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہین اور دوسرے خوانون پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُسپر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو حلال کو چھوڑتے ہین اور حرام کو کھاتے ہین اور اُسی مین یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریون جیسے ہین جب اُنمین سے کوئی اُٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپسے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ اُنکے لب اونٹ کے سے ہین وہ چنگاریان نگلتی ہین اور وہ اُنکے اسفل سے نکل رہی ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپکا گذر ایسی عورتون پر ہوا کہ پستانون سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھین اور وہ زنا کرنے والیان تھین۔ اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چین تھے **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہین ہو مگر انکشاف اُسکا مشروط نہین صاحب کشف کے اُس مکان مین ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتون کے نظر آئے ہون جو آدم علیہ السلام کے یسار مین تھین جن کا ذکر واقعۂ دہم مین آویگا۔ اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہین کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسون پر گذر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے

ف مقتضا ترتیب کا انکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا مگر واقعات کے تناسب سے یہ قران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہان تک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا آپ نے
پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا گیا کہ موسیٰؑ اور اُنکی قوم ہین لیکن اپنا سر اوپر اُٹھایئے
اور دیکھیے سو دیکھتا کیا ہون کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو
گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمّت ہے اور اِنکے علاوہ آپکی اُمّت
مین سے ستر ہزار اور ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہون گے۔ اور آپ نے
ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہین جو داغ نہین لگاتے اور جھاڑ پھونک نہین کرتے
اور شگون نہین لیتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہین (کذا رواہ الترمذی)
واقعۂ ہفتم۔ جب آپ بیت المقدس پہونچے حضرت انسؓ سے مسلم کی روایت
ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے
انبیا علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہؓ سے
روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر مین جو کہ بیت المقدس مین ہے اُنگلی سے
سوراخ کرکے اُس سے بُراق کو باندھ دیا **ف** دونون روایتین اس طرح جمع
ہوسکتی ہین کہ وہ حلقہ تو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہوگیا ہو
جبرئیل علیہ السلام نے اُنگلی سے کھولدیا ہو اور دونون حضرات باندھنے مین
شریک ہون۔ اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی
کہ وہ تو مسخر کرکے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم مین آنے سے اُسمین کچھ آثار
یہان کے پیدا ہوگئے ہون اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہو تاہم اُسکی شوخی وغیرہ
سے آپکے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتون کا احاطہ کون کرسکتا
ہے۔ **واقعۂ ہشتم** تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ جب آپ بیت المقدس پہونچے اور اُس مقام پر پہونچے جسکا نام باب محمدؐ ہے
تو بُراق کو باندھ کر دونون صاحب فنار مسجد مین پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا
کہ اے محمدؐ کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حورعین دکھلاوے آپ نے
فرمایا ہان جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اِن عورتون کے پاس جائیے اور اِن کو
سلام کیجیے آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُن کو سلام کیا تو اُنھون نے میرے سلام کا
جواب دیا مین نے پوچھا تم کس کے لیے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم نیک ہین حسین ہین
اور ایسے مردونکی بیبیان ہین جو پاک ہین صاف ہین الو میلے نہونگے اور ہمیشہ رہینگے
کبھی جنت سے جُدا نہ ہون گے اور ہمیشہ زندہ رہین گے اور کبھی نہ مرینگے سُو وہانسے
ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہوگئے پھر ایک مؤذن نے
اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے
سو میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا مین نے سب کو نماز پڑھائی
جب مین فارغ ہوا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگون نے
آپ کے پیچھے نماز پڑھی مین نے کہا نہین اُنھون نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوے
سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور بیہقی نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اور جبرئیل بیت المقدس (کی مسجد) مین داخل ہوے
اور دونون نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت مین اتنا اور زیادہ ہے
کہ مین مسجد مین گیا تو انبیا علیہم السلام کو مین نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہین کوئی رکوع
مین ہین کوئی سجدہ مین پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست
کر کے اِس انتظار مین کھڑے ہوگئے کہ کون امامت کرتے ہین سو جبرئیل علیہ السلام نے

میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور میں اُنکا امام بنا اور ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہونچے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیا آپکے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی میں ابو سعیدؓ سے اسطرح روایت ہے کہ آپنے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اُس جماعت کے آپؐ امام ہوے) جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمھارے ہمراہ کون ہیں اُنھوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہؑ نے کہا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانوں پر بُلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ) پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن سبھوں نے اپنے رب پر ثنا کی سو ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھکو خلیل بنایا اور مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو مقتدا اصاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھکو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اُسکو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنادیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھکو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ ظاہر فرمائی اور میری اُمت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں

لہ کیونکہ جب آپ امام الانبیا ہیں اور انبیا ملائکہؑ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجۂ اَولیٰ ہونگے ۱۲ منہ

اور اُسی کے موافق عدل کرتے ہیں پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالی کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو زبور کا علم دیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا اور میرے لیے پہاڑون کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہین اور پرندون کو بھی (تسبیح کے لیے مسخر فرمایا) اور مجھکو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہین اللہ تعالے کے لیے جس نے میرے لیے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز مین چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارات عالی شان اور مجسّم تصاویر (کہ اسوقت درست تھین) اور مجھکو پرندونکی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھکو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لیے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکرونکو مسخر کیا اور مجھکو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے شایان نہ ہوگی اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُسکے متعلق مجھسے کچھ حساب ہی نہ ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالے کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو اپنا کلمہ بنایا اور مجھکو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ اُن کو مٹی سے بنا کر کہدیا کہ تو (ذی روح) ہوجا اور وہ (ذی روح) ہوگیا اور مجھکو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اُسمین پھونک مار دیتا تھا تو وہ خدای تعالے کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین بحکم خدا مادرزاد اندھے اور مبتلائے جذام کو اچھا کر دیتا تھا اور مُردون کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھکو پاک کیا اور مجھکو

اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہین چلتا تھا۔ راوی کہتے ہین کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تمنے سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور مین بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہون۔ جمیع محامد اللہ تعالی کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو رحمۃ للعالمین۔ اور تمام لوگون کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھپر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جسمین ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری اُمّت کو بہترین امت بنایا کہ لوگون کی نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہین (یعنی رتبہ مین) اور آخر بھی ہین (یعنی زمانہ مین) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھکو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور مین اوّل اور ظہور مین آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہوگئے۔ پھر آپ نے عروج الی السمٰوات کا ذکر کیا اور ایک روایت مین آپ نے بالخصوص تین پیغمبرون کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حُلیہ بیان فرمایا اور اُسمین یہ بھی ہے کہ جب مین نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمدؐ یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہین ان کو سلام کیجیے مینے اُنکی طرف دیکھا تو اُنھون ہی نے پہلے مجھکو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباسؓ نے آپ سے روایت کیا ہے لیلۃ الاسرا مین دجّال کو بھی دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہرا اس

اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا
یعنی اُسکی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہان اُسکا نہ ہونا ظاہر ہے۔ **واقعہ نہم**
اور ایک روایت مین ہے کہ جب آپ فارغ ہوکر مسجد سے باہر تشریف لائے
جبرئیل علیہ السلام آپکے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے
آپ فرماتے ہین مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے
فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان کی طرف عروج کیا (کذا رواہ
مسلم) اور احمد کی حدیث مین بروایت ابن عباسؓ ایک ظرف دودھ کا ایک
شہد کا آیا ہے۔ اور بزار کی روایت مین تین ظرف آئے ہین دودھ اور شراب
اور پانی اور شدّاد بن اوس کی حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھکو
پیاس لگی اُسوقت یہ برتن حاضر کیے گئے اور جبکہ مین نے دودھ کو اختیار کیا تو
ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ تمھارے دوست
نے فطرت کو اختیار کیا **ف** براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات
متعلق دفعہ ہشتم و نہم ۱۲
مذکور ہین اُنمین ترتیب اسطرح مفہوم ہوتی ہے۔ نمبر ۱۔ فنا ر مسجد مین پہونچکر حوروں سے
ملنا بات کرنا۔ ۲۔ آپ کا اور جبرئیل علیہ السلام کا دو دو رکعت پڑھنا غالبًا
یہ تحیۃ المسجد ہے اسوقت غالبًا بعض دوسرے انبیا علیہم السلام پہلے سے جمع تھے
جن کو آپنے مختلف حالتون مین دیکھا کسی کو راکع کسی کو ساجد غالبًا یہ سب تحیۃ المسجد
پڑھتے تھے اور انمین سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمام ہم
اپنی نمازون سے فارغ ہوکر اسی تحیۃ المسجد مین بھی آپکے مقتدی ہو گئے ہون گے
۳۔ پھر بقیہ انبیا علیہم السّلام کا جمع ہوجانا ۴۔ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت

ہونا جسمین آپ امام تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام اور بعض ملائکہ آپکے مقتدی تھے
اسمین سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اِسکی واسطے جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ
جمیع انبیاء مبعوثین نے آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اسکی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی
واقعۂ نسبت وسوم کے ذیل مین آوے گی اور اذان واقامت یا تو ایسی ہی ہو
گو عام حکم اُسکا مدینہ مین پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو ۵ پھر ملائکہ سے
تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن مین ہوئی ہو جسمین اُنھون نے
پوچھا کہ یہ کون ہین اور نام سُنکر فرشتون کا پوچھنا کہ کیا اُنکے پاس پیام آپہ بھیجا گیا
دلیل اسکی ہے کہ ان فرشتون کو آپکے متعلق یہ علم تھا کہ آپکے لیے ایسا ہونیوالا ہے
آگے اسمین دو احتمال ہین یا تو ہنوز اعطاء نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے
مشاغل مختلف ہین دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہین ہوتا اور یا نبوت کا علم
پہلے سے ہوا ور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لیے اُنکے پاس حکم پہونچ چکا
اور اسی طرح آگے جو سمٰوات مین سوال ہوا ہے وہان بھی یہی تقریر ہے ۶ پھر حضرات
انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا ۷ پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا ۸ پھر پیالونکا
پیش ہونا جن کی روایات مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور
شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ
کہ تین ہون ایک پیالے مین پانی ہو کہ شیرینی مین شہد جلیسا ہو کہ کبھی اُس کو شہد
کہدیا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اُسوقت حرام نہ تھی کیونکہ یہ مدینہ مین حرام
ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اِسلیے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی اکثر تلذذ کے
لیے پیا جاتا ہے غذا کے لیے نہین تو یہ بھی امر زائد اشارہ لذات دنیا کی طرف

ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا نہین جس طرح دنیا معین دین ہے مقصود نہین اور دین خود غذائے روحانی مقصود ہے جلیسا دودھ غذائے جسمانی مقصود ہے اور گو غذا ئین اور بھی ہین مگر دودھ کو اورون پر ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونون کا کام دیتا ہے اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہی کے پیش ہونا آیا ہے جلیسا آگے آویگا تو یہ پیشی مکرر ہوئی ہے (صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر) شاید اسمین مصلحت تقویت تنبیہ و تاکید تحذیر ہو ع۹ پھر آسمان کا سفر۔ اور اس تقریر سے جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشکالات از قبیل تعارض بھی رفع ہو گئے اور روایات جمع ہو گئین ولعلؑ عند غیری احسن من ہذا۔ اور شاید یہان پر انبیا اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم واقعۂ دہم اسکے بعد آپ کا آسمانون پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ براق پر تشریف لے گئے بخاری مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب دھونے اور اُس مین ایمان و حکمت بھرنے کے مجھکو براق پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اُسکے منتہائے نگاہ پر پڑتا ہے اور مجھکو جبرئیلؑ لے چلے یہان تک کہ آسمان دنیا تک پہونچے اِس سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان مین بیت المقدس مین بھی اُترے۔ اور بیہقی مین ابو سعیدؓ کی روایت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس کے میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جسپر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے) چڑھتی ہین سو اُس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہین گذرا تم نے (بعض) میت کو آنکھین پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہو گا سو وہ

اس زینہ کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور شرف مصطفےٰ مین ہے کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُسکے داہنے بائین ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے اور کعبؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کے لیے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا یہان تک کہ آپ اور جبرئیلؑ اُسپر چڑھے۔ اور ابن اسحٰق کی روایت مین آپ کا ارشاد ہے کہ جب مین بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق راہ (جبرئیلؑ) نے مجھکو اُسپر چڑھایا یہان تک کہ دروازۂ آسمان تک پہونچے

ف براق اور زینہ کی روایات مین اسطرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جسطرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریان حاضر کیجاتی ہین اُسکو اختیار ہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع کرے۔ اور بُراق ہر چند کہ نہایت تیز رفتار ہے مگر اسکی سُرعت اور بطور رکاب کے قبضہ مین ہوگا کیونکہ براق پر سوار ہونیکے بعد مختلف مواقع و مقامات پر نزول اور مختلف مناظر پر مفصل اطلاع وہر وظاہر اعتدال فی السیر کا قرینہ ہے۔ **واقعۂ یازدہم** حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اوّل آسمان دنیا تک پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ بوّابین کی طرف سے) پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانون پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث مین ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ آسمانون کے دروازون مین سے ایک دروازے پر پہونچے اُسکا نام باب الحفظہ ہے اُسپر ایک فرشتہ مقرر ہے اُسکا نام اسماعیل ہے اُسکی ماتحتی مین بارہ ہزار فرشتے ہین اور ہر ایک کی

روایت مین حدیث بخاری مین یہ بھی ہے کہ اہل سمٰوات کو خبر نہین ہوتی کہ زمین پر
اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک کہ اُن کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے
اھ جیسے بیان جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتون کے اس پوچھنے کی
وجہ معلوم ہوگئی کہ کیا انکے پاس پیام الٰہی پہونچا ہے اور اس پوچھنے مین جو دو
احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اسکی واقعۂ ہشتم حاشیہ مین مذکور ہوئی ہے اور وہان
خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید
ہوگئی۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ فرشتون نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا
آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہین کہ مین وہان پہونچا تو حضرت آدم
علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے باپ آدم ہین ان کو
سلام کیجیے مین نے اُن کو سلام کیا اُنھون نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند
صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ آسمان دنیا مین ایک شخص کو بیٹھا دیکھا
جن کے داہنی طرف کچھ صورتین نظر آتی ہین اور کچھ صورتین بائین طرف ہین جب وہ
داہنی طرف دیکھتے ہین ہنستے ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین روتے ہین مین نے
جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا آدم علیہ السلام ہین اور
یہ صورتین داہنی اور بائین انکی اولاد کی روحین ہین سو داہنی طرف والے جنتی
ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہین اور
بائین طرف دیکھکر روتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث مین
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اُنکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے
خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائین طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے بدبودار

ہوا آتی ہے جب وہ اپنی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں مغموم ہوتے ہیں۔ اور شریک کی روایت بالا میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سماء دنیا میں نیل اور فرات کو دیکھا اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسی سماء دنیا میں ایک اور نہر بھی دیکھی کہ اس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہیں اور وہ کوثر ہے ف حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اسکے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسطرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سموات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر اُنکی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہوگیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن انکے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ اور ظاہرا یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں اُنکو وہاں دیکھنا مع الجسد ہوسکتا ہے لیکن اُن کو جو بیت المقدس میں دیکھا جیسا واقعہ ہشتم میں مذکور ہے وہ مع الجسد نہیں تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آگئے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں کہ اول آسمان سے بیت المقدس آئے ہوں پھر یہاں سے وہاں پہونچ گئے ہوں مگر خلاف ظاہر ہے واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائیں جو صورتیں نظر آئیں وہ بھی ارواح کی صورتیں مثالیہ تھیں اور بزار کی روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھین بلکہ اپنے ٹھکانے پر تھین اور
اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُس دروازہ سے اُن
صورتون کا عکس اس مقام پر پڑتا ہوگا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہی اس مین
خاصیت انطباع وانعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شعاعون سے متکیف ہوکر قابل رویت کے
ہوجاتی ہے کیونکہ اُس روایت مین دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہر اقرینہ ہے اس کا کہ وہ
دروازہ واسطہ تھا یہان تک اُن صورتون کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس اسمین یہ
اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم
ابواب السماء سے معلوم ہوتا ہے کہ کُفار کی ارواح آسمان پر نہین جا سکتین پھر آسمان دنیا پر
یہ روحین کافرون کی جو بائین طرف تھین کیسے پائی گئین۔ اور نیل و فرات کا دوسری روایت
مین ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ سے دیکھنا ثابت ہوتا ہے سو اس سوال کا
جواب کہ یہ نہرین تو دنیا مین ہین وہان ہمونچے کیسا یعنی آگے سدرۃ المنتہی کے
ذکر کے موقع پر دیا جاویگا یہان صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہے
کہ اصل سرچشمہ انکا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہو اور پھر نکلکر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور
پھر وہان سے زمین مین آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا۔ اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال
رفع کرلیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت مین ہونا منصوص ہے
یعنی اصل وہان ہو اور یہان اُسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اُسکی میدان قیامت
مین ہوگی۔ **واقعۂ دوازدہم**۔ بخاری کی حدیث مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیلؑ آگے لیکر
چڑھے یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے
کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے
یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب مین (وہان) پہونچا
تو حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام موجود ہین اور وہ دونون باہم خلیرے ہین جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ وعیسیٰ ہین ان کو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُن دونون نے
جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ
حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہین تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہین
چونکہ نانی بمنزلہ مان کے ہوتی ہے اسلیے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی
والدہ کی قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع مین عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتین تو یحییٰ علیہ السلام
وعیسیٰ علیہ السلام خلیرے ہوتے اسلیے مجازاً اُنکو خلیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد مین ہین اگرچہ بیٹے نہین مگر نواسے
ہین۔ اور ان دونون نے بھائی اسلیے کہا کہ یہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے
نہین ہین۔ واقعہ سیر و ہم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام تیسرے آسمان کی
طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے
ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی
بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے
اور دروازہ کھول دیا گیا جب مین (وہان) پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود
ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے
جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ حضور صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا کیا ہون کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کا ایک (بڑا) حصہ

عطا کیا گیا ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث مین بروایت ابوسعیدؓ اور
طبرانی کی حدیث مین بروایت ابوہریرہؓ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے کہ ایک
ایسے شخص کو دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگون پر حُسن مین ایسی فضیلت
رکھتا ہے جیسے چودھوین شب کا چاند باقی کواکب پر۔ف اسمین دو احتمال ہن ایک یہ
کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہون اور قرینہ اسکا ایک
حدیث ہے جسکو ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو
مبعوث نہین فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہوا ور تمھارے نبی اُن سب سے زیادہ
حسین اور سب مین زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر
باقی رہے اور فضل جزئی فضل کُلی مین قادح نہین۔ یا یون کہا جاوے کہ حُسن کے انواع مختلف
ہین ایک نوع مین حضرت یوسف علیہ السلام احسن ہون اور ایک نوع مین ہمارے
آقاے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہون اور خود ان دونون نوعون مین یون تفاضل ہو
کہ نوع یوسفی ظاہراً و بداہتہً ابہر و اظہر۔ اور واقف عند حدّ ہوا ور نوع محمدی معنیً و
اصالتاً الطف وادق اور لاتقف الی حدّ ہوا ول نوع کا لقب حُسن صباحت مناسب
ہے اور دوسری نوع کا نام حسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے ؎ یزیدک
وجہہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا۔ واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ادب۔ واقعہ چہارد ہم
بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چوتھے
آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے
ساتھ کون ہین انھون نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس
پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ

بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین وہان پہونچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف باوجودیکہ ادریس علیہ السلام آپ کے اجداد مین ہین پھر اُنکا برادر کہنا اخوۃ نبوۃ کی بنا پر ہے اور ابن پر اسکو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھائی کے لقب سے پکارنے لگتے ہین اور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق شاذ مین مرحبا بالابن الصالح بھی آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام کا لقب ہے اور یہی ملے ہین اور یہ اجداد نبویہ مین سے نہین واللہ اعلم۔ **واقعہ پانزدہم** بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیلؑ آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ پانچوین آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام آلہی بھیجا گیا کہا ہان تو کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو **واقعہ شانزدہم** بخاری مین ہو کہ پھر مجھکو جبرئیلؑ آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آلہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر

صالح اور نبی صالح کو پھر جب مین آگے بڑھا تو وہ روئے اُن سے پوچھا گیا آپکے رونے کا
کیا سبب ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین اِسلیے روتا ہون کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث
ہونگے جنکی اُمت کے جنت مین داخل ہونے والے میری اُمت کے جنت مین داخل ہونیوالون سے
بہت زیادہ ہون گے (تو مجکو اپنی امت پر حسرت ہے کہ اُنھون نے میرا اسطرح اتباع نہ کیا جسطرح
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپکی اطاعت کرے گی اور اسلیے میری اُمت کے ایسے لوگ
جنت سے محروم رہے تو اُنکے حال پر رونا آتا ہے) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپکے اتباع تھوڑی ہی مدت مین کہ اُسوقت
تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہونچین گے اتنی کثرت سے ہوجاوین گے کہ اوروں کے
سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہین ہوے ونیز آپ کی کُل عمر ترسٹھ سال کی ہوئی
اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیا) **واقعہ**
ہفتدہم بخاری مین ہے کہ پھر مجکو جبرئیل آگے لیکر ساتوین آسمان کی طرف چڑھے اور
دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین
کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آپ بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا
آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہین
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے جد امجد ابراہیم ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا
اُنھون نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور بیت المعمور مین
ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین کہ جنکی باری پھر نہین آتی (یعنی اگلے روز
اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم اور لائل بیہقی مین ابوسعید سے

روایت ہی کہ جب مجھکو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہین بہت حسین ہین اور اُنکے ساتھ اُنکی قوم کے کچھ لوگ ہین اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جنپر سفید کپڑے ہین اور ایک وہ جنپر میلے کپڑے ہین مین بیت المعمور مین داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوے اور دوسرے روک دیے گئے سو مین نے اور میرے ساتھ والون نے وہان نماز پڑھی ف بعض روایات مین ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہی جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا واقعہ ہشتدہم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا سو اُسکے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اُسکے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہان چار نہرین ہین دو اندر کو جاری ہین اور دو باہر کو آرہی ہین مین نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہین یہ جنت مین دو نہرین ہین اور باہر جو آرہی ہین یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ مین یہ چار نہرین ہین اور مسلم مین یہ ہے کہ اُسکی جڑ سے یہ چار نہرین نکلتی ہین اور ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھکو ساتوین آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے یہان تک کہ آپ ایک نہر پر پہونچے جسپر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے

رکھے تھے اور اُس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپکے رب نے آپ کو دی ہے اُسکے اندر برتن سونے اور چاندی کے پڑے ہیں اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزہ ون پر چلتی ہے اُسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے مین نے ایک برتن لیکر اسمین سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور بیہقی کی حدیث مین ابوسعیدؓ کی روایت سے ہے کہ وہان ایک چشمہ تھا جسکا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہرین نکلتی تھین ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت۔ اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ مجھکو سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان مین ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہین وہ اُس تک پہونچتے ہین اور وہان سے اوپر اُٹھالیے جاتے ہین اور جو احکام اوپر سے آتے ہین وہ (اول) اُسی پر نزول کرتے ہین اور وہان سے نیچے (عالم دنیا مین) لائے جاتے ہین (اور اسی واسطے اُسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے) اور بخاری مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسے رنگون نے چھالیا کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور مسلم مین ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث مین ہے کہ ٹڈیان تھین سونے کی اور ایک حدیث مین ہے کہ اُسکو فرشتون نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ جب خدا کے حکم سے اُسکو ایک عجیب چیز نے چھالیا تو اُسکی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق مین سے اُسکا وصف بیان نہین کرسکتا۔ اور ایک روایت مین سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے اور برتنون کے پیش کیے جانے کے درمیان مین یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ مسلم) اور ایک روایت مین بعد سدرۃ المنتہیٰ دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر مین جنت مین داخل کیا گیا تو اُسمین موتیون کے گنبد ہین اور مٹی اُسکی مشک ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین

ف ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہیٰ کا ساتویں آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور چھٹے میں ہونے کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اسکی جڑ ممکن ہے چھٹے میں ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چار نہریں چھٹے میں ہوں جیسا کہ روایات میں ہے کہ یہ نہریں اسکی جڑ سے نکلتی ہیں اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتویں کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اسکے لیے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتویں میں ہے تو وہ نہریں اس دوسری جڑ سے نکلیں اور یہ جو اندر کو جاری تھیں یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں سلسبیل کی شاخیں ہیں ممکن ہے کہ یہ سلسبیل اور اسکا وہ موقع جہاں سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ میں ہوں اور ابن ابی حاتم کی حدیث بالا سے ظاہرا کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے سو غالبًا خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ میں ہے باقی زیادہ حصہ اسکا جنت کے اندر ہے جیسا اور حدیثوں میں اسکا جنت کے اندر ہونا وارد ہے۔ اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہے کہ دنیا میں جو نیل و فرات ہیں ظاہر ہے کہ بارش کا پانی جذب ہوکر سیر سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ ہے ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر نیل و فرات کی اصل آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہیٰ کے الوان کی نسبت فراش وجراد کہنا تشبیہًا ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھے اسکے معنی یا تو یہ ہیں کہ اوّلاً معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجبًا ہے کہ اسکے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہیں معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر ہے جیسا اس لفظ سے

معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفع الی البیت المعمور کا اور یہ رفع مؤخر ہے
سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے سے جیسے کلمۂ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہیٰ کا مقام
ابراہیم علیہ السلام سے بالا تر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اس لفظ کا مدلول ہے
کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہیٰ کا
اور یہ مؤخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمۂ ثم سے معلوم ہوتا ہے پھر
اسکے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا
واقعۂ ہفدہم مین ہے سو اسکی توجیہ قریب یہ ہے کہ بنیاد اُسکی ساتوین آسمان میں ہو
اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے ہون مگر ارتفاع اُسکا رفیع سے
بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ ہے جو کہ ساتوین آسمان سے بلند ہے نیز بلند تر ہوا اور
واقعۂ ہفدہم مین جو آپ کا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والون کے
مذکور ہے اسمین بھی اشکال نہین کیونکہ نماز نیچے کے درجہ مین ہوگی جیسا اکثر مساجد مین ایسا ہی
ہوتا ہے۔ اور طبری نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور ایک مسجد ہے آسمان مین مقابل خانۂ کعبہ کے
اسطرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اُسمین ستر ہزار فرشتے روزانہ
داخل ہوتے ہین اور جب وہ نکل آتے ہین تو اُنکی باری دوبارہ نہین آتی اور جنت مین
داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہوا ور ممکن ہے
کہ بعد مین ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے
اور اسمین دونون احتمال ہین کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو
اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویہ جنت قریب سدرۃ المنتہیٰ کے ہے

مگر اُس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدری رضؓ سے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کے یہ روایت کیا ہے کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھکو جنت کی طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اُس مین اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اُسمین پتھر اور لوہا بھی ڈالدیا جاوے تو اُسکو بھی کھالے پھر وہ بند کردیا گیا اھ اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پہ رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اُٹھا کر آپ کو دکھلا دیا گیا واقعۂ نوزدہم[19] بخاری مین بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنون کے پیش کیے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھپر پچاس نمازین ہر یوم مین فرض کی گئین اور ایک روایت مین بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہے کہ پھر مجھکو عروج کرایا گیا یہان تک کہ مین ایک ہموار میدان مین پہونچا جہان مین نے قلمون کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سُنی سو مجھپر اللہ تعالےٰ نے پچاس نمازین فرض کین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) ف پہلی روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کلمۂ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا اُس میدان مین پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فاء کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونون مین غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ مین آتی ہے کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان مین پہونچنا ہوا اور اُس میدان مین پہونچنے کے بعد نمازین فرض ہوگئین واللہ اعلم نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہین جو احکام

تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہین اور سدرہ کی نسبت واقعۂ مشہد ہم
مین آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہین وہ اول وہان آتے ہین تو سدرہ
اُسکے تحت مین ہوا اسیطرح بیت المعمور کی اصل ساتوین آسمان مین ہے اور وہان فرشتے
عبادت مین مشغول ہین اور سمٰوات اس عموم مین داخل ہین تینزل الامر بینھن تو بیت المعمور
بھی اُسکے تحت مین ہوا واقعہ الستم بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب مین ایک
حدیث ذکر کی ہے اور اُسمین جبرئیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے یہان تک
کہ حجاب تک پہونچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے
مین پیدا ہوا ہون مین نے اس فرشتہ کو نہین دیکھا اور حالانکہ مین خلائق مین رتبہ کے
اعتبار سے بہت مقرب ہون اور دوسری حدیث مین ہے کہ مجھسے جبرئیل علیہ السلام
نے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازین مجھسے منقطع ہوگئین (کذا فی شرح النووی لمسلم)
اور ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع بن سبع کی طرف شفاء الصدور مین حدیث ابن عباسؓ
سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور
میرے رب کی طرف چلنے مین میرے ہم سفر رہے یہان تک کہ ایک مقام تک پہونچے
پھر ٹھہر گئے مین نے کہا اے جبرئیل کیا ایسے مقام مین کوئی دوست اپنے دوست کو
چھوڑتا ہے اُنھون نے کہا کہ اگر مین اس مقام سے بڑھون تو نور سے جل جاؤن اھ
شیخ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ؎ بدو گفت سالار بیت الحرام * کہ اے حامل
وحی برتر خرام * چو در دوستی مخلصم یافتی * عنانم ز صحبت چرا تافتی * بگفتا فراتر مجالم
نماند * بماندم کہ نیروی بالم نماند * اگر یکسر موی برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم * اور اُسی

حدیث مذکور مین یہ بھی ہے کہ پھر مجھکو نور مین پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھکو
طے کرائے گئے کہ اُن مین ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھسے تمام
انسانون اور فرشتون کی آہٹ منقطع ہو گئی اُسوقت مجھکو وحشت ہوئی تو اُسوقت
مجھکو ایک پکارنے والے نے ابو بکرؓ کے لہجے مین پکارا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ
مین مشغول ہے اور اُسمین یہ بھی ہے کہ مین نے عرض کیا کہ مجھکو ان دو امر سے تعجب ہوا
ایک تو یہ کہ کیا ابو بکر مجھسے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلوٰۃ سے بے نیاز
ہے ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ آیت پڑھو ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم
من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما سو میری صلوٰۃ سے مُراد رحمت
ہے آپکے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے۔ اور ابو بکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک
فرشتہ ابو بکر کی صورت کا پیدا کیا جو آپ کو اُنکے لہجے مین پکارے تاکہ آپ کی وحشت
دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو جو آپ کو فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور
شفاء الصدور کی ایک روایت مین ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی
مسند سبز میرے لیے آتا ری گئی اور مین اُسپر رکھا گیا پھر مجھکو اوپر اُٹھایا گیا
یہانتک کہ مین عرش تک پہونچا تو مین نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اُس کو
بیان نہین کرسکتی مواہب مین ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور
سے نقل کر کے کہا ہے والعہدۃ علیہ فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا
معلوم ہوتا ہے کہ عروج سمٰوات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ کی
توجہ کے لیے جو آپ کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اسکا یہ مطلب نہین کہ آپ کا آگے بڑھنا
نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو شغل مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جس طرح

مخلوق کے لیے ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ چونکہ اللہ تعالیٰ
اِس وقت خاص رحمت فرما رہے ہین آپ سیر کو منقطع کیجیے اور اُسمین مشغول ہوجیے کیونکہ
شغل سیر مانع ہوگا یکسوئی تام سے اُس رحمت کے اخذ کرنے مین واللہ اعلم واقعہ
بست و یکم حق تعالیٰ کی رویت اور کلام۔ ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر کے حسن سے
روایت کیا کہ انھون نے حلف کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباسؓ کے تمام
اصحاب اسکے قائل ہین اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اسکا جزم کرتے ہین اور نسائی نے
باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے
اُنھون نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہوا اور کلام حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبرانی نے اوسط مین
بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلال نے کتاب السنہ
مین مروزی سے نقل کیا ہے کہ مین نے امام احمدؒ سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت عائشہؓ
فرماتی ہین کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
تو اُس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہؓ
کے قول کا جواب دیا جاوے تو انھون نے فرمایا کہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے قول سے رأیت ربی یعنی مین نے اپنے رب کو دیکھا ہے (تو امام احمد کی روایت
سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہوگئی) اور کلام کرنا صحاح مین ان امور کے ساتھ وارد ہے

پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور خواتیم سورۂ بقرہ عنایت ہوئیں اور جو شخص آپ کی امت میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اُسکے گناہ معاف کیے گئے (کذا رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اسکو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اُسکو کرلیا تو (کم از کم) دس حصے کرکے لکھی جاوے گی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور اگر اُس کو کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اُسکا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا مُلک عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑون کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس وجن وشیاطین وہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل وتوراۃ اور ابراء اکمہ وابرص واحیاء موتیٰ کا عطا ہونا اور اُنکا اور اُنکی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگون کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر ووضع وزر ورفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمھارا بھی ہوتا ہے اور تمھاری امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اوّل بھی اور آخر بھی بنایا اور اُنکا کوئی خطبہ درست نہین جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دین اور تمھاری امت مین ایسے لوگ پیدا کیے جن کے سینے مین اُنکی کتاب رکھی اور تمکو پیدائش (عالم نور) مین سب سے اوّل اور بعثت مین سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ مین سب سے مقدم بنایا اور مین نے تمکو سبع مثانی اور خواتیم سورۂ بقرہ بلا شرکت دوسرے

انبیاء کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور آپکو فاتح اور خاتم بنایا اسکی اسناد میں ابوجعفر ہیں جن کو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے ف بعض صحابہؓ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے سے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لا تدرکہ الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ واحاطہ پر اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی اراہ محمول اسپر ہے کہ نور جس درجہ میں مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی نہیں ہوا اور آخرت میں یہ عادت مبدل ہو جاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہیں اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہیں۔ اور خواتیم سورہ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ میں ہونا اس روایت کے منافی نہیں کہ اسوقت اجمالاً وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ میں نزول تفصیلاً عطا ہوگیا اور پانچ نمازوں کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر میں پانچ رہ گئیں اور ظاہراً یہ سب کلام مقام رویت میں ہوئے ہیں قرینہ اسکا یہ ہے کہ واقعہ نوزدہم میں مقام صریف الاقلام کے بعد نمازونکا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہراً یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو ممکن ہے کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صریف اقلام کے ہوئی ہو اور خود یہ امور جن کے ساتھ کلام واقع ہوا ظاہراً متحد الوقت ہیں جب فرضیت صلوٰۃ کا یہ وقت ہے تو سب

ع کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشہؓ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃ اُخری انہا سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال انما ہو جبریل وفی روایۃ ابن مردویہ فقلت یا رسول اللہ ہل رأیت ربک فقال لا انما رأیت جبریل منہبطا حیث حکت النفی عنہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال وہو ای جزم النووی بان عائشۃ لم تنف الرؤیۃ بحدیث مرفوع، عجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرؤیۃ الخاصۃ المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ لا مطلق الرؤیۃ والکلام فی مطلقہا فافہم ۱۲ منہ

مکالمات کا یہی ہوگا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثوں میں کعبؓ کا قول ہے ان اللہ قسم رؤیتہ وکلامہ بین محمد وموسیٰ (کذا رواہ الترمذی) اس سے نفی کلام کی لازم نہیں آتی کیونکہ مراد اس سے عادت کلام کی ہے جو مرۃً بعد اُخریٰ ہوا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام خاص ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اُسی حدیث میں کعبؓ کا قول ہے فکلم موسیٰ مرتین ورآہ محمد مرتین اور یہ رؤیت مرتین جو فرمایا وظاہر یہی ہے جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا ایک بار بصر سے اور یہ جو حدیث میں حضرت جابرؓ کی نسبت آیا ہے کہ انکے قبل کسی سے مشافہۃً کلام نہیں ہوا مراد اس سے یہ ہے کہ ایسے درجہ کے آدمیوں میں پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوئی اور یہ جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خلّت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مراد اس سے بعض آثار خاصّہ خلت کے ہیں تو انکے اختصاص بابراہیم علیہ السلام سے انتفاء نفس خلّت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہیں آتا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہیں لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہیں وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی میں بھی لکھا جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبہ تمنّی ہے جبکہ ارادہ پختہ نہوا ہو لیکن نیکی کی تمنّی کو زائل کرنے کا قصد نہ ہوا اور بدی کی تمنّی کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت میں نیکی لکھی جاوے گی اور بدی نہ لکھی جاوے گی۔ واقعہ بست و دوم واپسی فوق سمٰوات سے سمٰوات کی طرف۔ بخاری میں بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر ولبن وعسل کے (جس کا ذکر واقعہ ہشتدہم میں ہوا ہے) یہ ہے کہ پھر مجھ پر ہر رات دن پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر میں واپس ہوا آپ فرماتے ہیں کہ میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو انھوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ پچاس نمازوں کا

رات دن مین حکم ہوا اُنھون نے فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازین ہرگز رات دن مین نہ پڑھی جاوینگی واللہ مین آپ سے پہلے لوگون کا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہون اپنے رب کے پاس (یعنی اُس مقام کو جہان یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امّت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے مین واپس گیا سو اللہ تعالی نے دس نمازین کم کردین مین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا تو مجھکو ہر روز مین دس نماز و نکا حکم ہوا مین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو ہر روز مین پانچ نمازونکا حکم رہ گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت (یعنی سب اُمت) ہر دن مین پانچ نمازین بھی نہ پڑھ سکینگی اور مین آپکے قبل لوگونکا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہون پھر اپنے رب کے پاس جائیے اور اپنے لیے اور تخفیف مانگیے آپنے فرمایا مین نے اپنے رب سے بہت درخواست کی یہانتک کہ مین شرما گیا گو پھر بھی عرض کرنا ممکن تھا) لیکن اب راضی ہوتا ہون اور تسلیم کرتا ہون آپ فرماتے ہین جب وہان سے آگے بڑھا ایک پکارنیوالے نے (حق تعالی کی جانب سے) پکارا مین نے اپنا فرض جاری کردیا اور اپنے بندون سے تخفیف کردی۔ اور مسلم کی روایت مین پانچ پانچ کا کم ہوتا آیا ہے اور اُسکے اخیر مین یہ ہے کہ اے محمّد یہ پانچ نمازین ہین دن اور رات مین اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئین۔ اور نسائی مین ہے کہ حق تعالے نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازین فرض کی تھین سو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی کیجیے۔ اور

اُس حدیث مین موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تھین مگر اُنسے نہو سکین اور اُسکے آخر مین یہ ہے کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اسکی پابندی کرین آپ فرماتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے کہا پھر جائیے (اور تخفیف کرائیے) مگر مین پھر نہین گیا۔ اور شیخین کی روایت مین ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئین تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہین اور (ثواب مین) پچاس ہین میرے یہان بات نہین بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اُسمین تبدیل اور کمی نہین ہوئی اور پچاس نمازونکا بدلنا ہی مقدر تھا اِسلیے اُسمین بھی تبدیل نہین ہوئی) کذا فی المشکوٰۃ **ف** فرضیت صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان مین رویت و مکالمت وغیرہ ہوکر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونیکے معنی یہ ہین کہ دو دو بار مین یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اسکو تعارض نہین۔ اور نسائی کی روایت سے اور مشکوٰۃ سے جو شیخین کی روایت نقل کی ہے اُس سے آپکے شرما جانے اور پھر درخواست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے اور میرے یہان بات نہین بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونیکا سمجھے گو اسمین تصریح نہین ہے کہ اس سے کمی ممکن نہین کیونکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ کا ہے یہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب مین کمی نہین ہوئی اسمین اور کم ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانے کی نہی ہے اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کی برابر ہوجاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اُس سے یہ لازم نہین آیا تھا

کہ اِس سے کم عدد اُس فضیلت کو نہین پہونچ سکتا بلکہ اُسکے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد اُس سے کم فضیلت نہین رکھتا۔ **واقعہ بست و سوم** واپسی سمٰوات سے زمین کی طرف محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ مجھکو اُم ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہند ہی معراج شریف کے متعلق یہ خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتی تھین کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر مین سوتے تھے آپ نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپکے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے اُم ہانی مین نے تم لوگون کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر مین بیت المقدس پہونچا اور اُسمین نماز پڑھی پھر مین نے اب صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لیے اُٹھے مین نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگون سے یہ قصہ نہ کہیے آپ کی تکذیب کرین گے اور آپ کو ایذا دین گے آپنے فرمایا واللہ مین ضرور اُنسے اسکو بیان کرونگا مین نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا تاکہ جو آپ لوگون سے کہین اور لوگ آپ سے کہین اُسکو سُنے جب آپ باہر تشریف لے گئے اُن کو خبر دی اُنھون نے تعجب کیا اور کہا اے محمدؐ اسکی کوئی نشانی ہے (جس سے ہمکو یقین آوے) کیونکہ ہمنے ایسی بات کبھی نہین سُنی آپنے فرمایا نشانی اسکی یہ ہے کہ مین فلان وادی مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُن کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور مین نے اُنکو بتلا دیا تھا اُسوقت تو مین شام کو جا رہا تھا (یعنی سفر اسرا آغاز تھا) پھر مین واپس آیا یہان تک کہ جب ضجنان مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر پہونچا مین نے لوگون کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جسمین پانی تھا اور اُس کو

ڈھانک رکھا تھا مین نے ڈھکنا اُتار کر اُس مین کا پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور ڈھانک دیا اور اُسکی یہ بھی نشانی ہے کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آرہا ہے سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اُس پر دو بورے لدے ہین ایک کالا دوسرا دھاری دار لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہین ملا جیسا آپ نے فرمایا تھا اور اُنسے برتن کا قصّہ پوچھا اُنھون نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکا ہوا تو ملا مگر اُسمین پانی نہ تھا اور اُن دوسرون سے بھی پوچھا (جنکا اونٹ بھاگنا بیان فرمایا تھا) اور یہ لوگ مکہ آچکے تھے اُنھون نے کہا واقعی صحیح فرمایا اُس وادی مین ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اونٹ کی طرف ہمکو پکار رہا ہے یہان تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت مین ہے کہ آپ سے نشانی کی درخواست کی تو آپ نے اُن کو بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہان تک کہ آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رک گیا یہان تک کہ وہ لوگ جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا آگئے **ف** ان روایات سے چند امور ثابت ہوے اول عشا اور فجر کے درمیان سفر ذہاباً وایاباً ختم ہو گیا اور عشا کی نماز گو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہونگے اور دوسرے مومنین بھی آپ کے ساتھ پڑھ لیتے ہونگے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول امامت جبرئیل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی ابتداء اسوقت بہ ظہر ہو گی۔ اور بیت المقدس مین جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات مین

آیا ہے حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالبًا یہ تہجد کی نماز ہوگی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے مؤکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لیے ہوئی ہوگی جیسا رمضان المبارک مین حضرت بلالؓ کی اذان اُسوقت مین وارد ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگونکی تکذیب کی کیا وجہ اور اُس تکذیب مین آپ کے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہین ہے بلکہ روحانی و منامی ہے جسمین مستبعد سے مستبعد امر کا دعویٰ بھی مقبولیت کی گنجایش رکھتا ہے، تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام مین جن قافلون کا ذکر ہے ظاہرا وہ دونون الگ الگ ہین اور بیہقی کی روایت مین جنکا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے یہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن دونون مین سے ایک تو مکہ آپہونچا تھا اور دوسرا تنعیم کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہرًا اسکا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے اور مواہب مین بلا سند دونون قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیے ہین تو غالبًا ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ تینون قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے ہین یہ دو قصے دو جماعتون مین ہوے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی مجموعہ کے آحاد ہین اسلیے دو قصونکو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہوسکتا ہے اور حبس شمس مین کوئی اشکال عقلی نہین ہے اس لیے یہ وجہ انکار کی نہین ہوسکتی ہے اور عام چرچا اسکا اسلیے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو اور یہ امر باوجود تلاش کے مجھکو نہ ملا کہ والسی آپ کی براق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بناکر اس مین ملحق کردے

واقعہ بست و چہارم معاملۂ مخاطبین بعد استماع قصہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شبا شب مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا (اسمین آگے کی نفی نہین) تو صبح کو لوگون سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوے تھے مرتد ہو گئے اور بعضے مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یون کہتے ہین کہ مجھکو رات ہی رات بیت المقدس مین لے جایا گیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہین لوگون نے کہا ہان اُنھون نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہین تو ٹھیک کہتے ہین لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر مین اُنکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کسقدر دور ہے۔) اُنھون نے فرمایا ہان مین تو اس سے زیادہ بعید امر مین اُنکی تصدیق کرتا ہون یعنی آسمان کی خبر کے بارہ مین جو اُنکے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار مین کم ہے) اُنکی تصدیق کرلیتا ہون اسی لیے اُنکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن اسحٰق نے **ف** اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری مین جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہوجاتے۔ **واقعۂ بست و پنجم**[۲۵] مطالبۂ حجت از کفار و اقتش از سید الابرار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے کو حطیم مین دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھون نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتین پوچھین کہ جن کو مین نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھکو اسقدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ نے

اُسکو میرے لیے ظاہر کر دیا کہ مین اُسکو دیکھتا تھا اور وہ جو مجھ سے پوچھتے تھے مین اُنکو تبلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی المشکوٰۃ) اور احمد اور بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور مین اُسکو دیکھ رہا تھا یہان تک کہ عقیل کے گھر کے پاس لاکر رکھی گئی اور آپنے سب بیان فرمایا اور مین اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعدؓ نے اُم ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میرے لیے متخیل (متمثل) کیا گیا اور مین اُن لوگون کو اُسکے نشان تبلا رہا تھا۔ اور اُم ہانی کی اسی حدیث مین ہے کہ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے کَے دروازے ہین آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہین کہ بس مین اُسکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلی کی روایت مین ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری مین مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمائیے کیونکہ مین نے اُسکو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابو بکرؓ تصدیق کرتے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) تو اسمین کچھ تعارض نہین کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لیے نہ تھا بلکہ اس لیے تھا کہ کفار سُن لین اور کفار کو حضرت ابو بکرؓ پر اس امر مین اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھے ہوے ہین اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات مین خلاف واقع کی تصدیق نہ کرینگے اور کفار کا دریافت کرنا تو اسی مجلس مین ہو پھر یا دی خواہ وہ ہون حضرت ابو بکرؓ ہون اور دوسرا شوید سوال کا ہو گو قصہ ہر ایک کا مختلف ہوا اور یا دو مجلس مین ہو

اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہکر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا اُسکی مثال کا منکشف ہونا انمین جمع کی صورت سہل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُسکی مثال منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایان ہوئی جیسا نسائی کی حدیث مین آپ کے سامنے دوزخ جنت کا متمثل ہونا آیا ہے اور غایۃ تشابہ کی وجہ سے اُسکو بیت المقدس کا منکشف ہونا فرمایا گیا اب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہان آتا تو اپنی جگہ سے اُتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ مین منقول ہوتا۔ وہذا آخر ما اردت ایرادہ فی ہذا الجز ومضی اللیل وبدا السحر۔ وصلے اللہ تعالیٰ علے ہذا النبی خیر الخلائق والبشر وعلے آلہ واصحابہ مصابیح الغرر۔

فوائد متعلقہ واقعۂ معراج

چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اسلیے برخلاف دوسرے فصول کے (کہ اُنکے فوائد متعلقہ کو حواشی مین لکھا گیا جیسا کہ مقدمۂ رسالہ مین مذکور ہے) اِسکے بعض فوائد

لہ اور تین قصے روایات معراج مین اور آئے ہین ایک یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخنون سے اپنا مُنھ نوچتے ہین پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہین۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا۔ تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کے لیے مشورہ دیجیے اسوقت مجکو یہ حدیثین نہین ملین جس کو ملجاوین حاشیہ مین ملحق کر دین ۱۲ منہ عہ اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سُرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اس لیے اس کے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اس کے بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہین ایک فوائد حُکمیہ بضم الحاء جس کا حاصل احکام عملیہ ہین اور دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جس کا حاصل تحقیقات علمیہ ہین اِسکے بعد سُرخی قسم اول الخ سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

کو بھی اسکے بعد متن ہی مین لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بفتح الحاجس کا لقب مقدمہ مین باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاجس کا لقب مقدمہ مین باب الاسرار تجویز ہوا تھا۔ قسم اول علمیات ہین قسم ثانی عملیات ہین۔

قسم اوّل فوائد حکمیہ بالفتح

نمبرا۔ احادیث اسرا مین مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گو فرشتے ذکورۃ والوثۃ سے منزہ ہین مگر اطلاقات شرعیہ مین انکا ذکر بصیغ ذکور آیا ہے اسلیے یہ استنباط چسپان ہوگیا نمبر۲۔ اور اسمین یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر براق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اس سے احتیاط فی الامور ومباشرت اسباب کا منافی توکل نہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو۔ نمبر۳۔ اور اس مین یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب مین اپنا نام بتلایا کہ جبرئیل یون نہین کہا کہ مین اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب مین ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف مین کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیے کافی نہین ہوتا ایک حدیث مین اسپر انکار بھی آیا ہے۔ نمبر۴۔ اور اسی سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر مین گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیے۔ نمبر۵۔ اس مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور

قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ ہمارے لیے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں۔ نمبر ۶۔ اور انھیں میں یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھکر ہنستے تھے اور بائین طرف دیکھکر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہے کہ اُس کی خوش حالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو۔ نمبر ۷۔ اور انھین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہکر روئے کہ انکی امت کے لوگ جنت مین میری امت کے لوگون سے زیادہ جاوین گے چونکہ یہ رونا اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غبطہ کے طور پر تھا اِس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر مین غبطہ محمود ہے اور غبطہ اُس کو کہتے ہین کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہے اور حرام ہے۔ یہ فوائد نووی شارح مسلم نے لکھے ہین اور اِنکے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال مین آئے لکھے جاتے ہین۔ نمبر ۸۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اِس سے یہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خدم سے ایسا کام لے یا کوئی محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اُسکو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ براے کبر نہ ہو۔ نمبر ۹۔ اُنھین یہ بھی ہے کہ آپ نے راہ مین بعض مقامات متبرکہ مین نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ مین نماز پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اُس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہو خوب سمجھ لو نازک بات ہے۔ نمبر ۱۰۔ اور اُنھین یہ بھی ہے کہ راہ مین آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا

جیسا کہ واقعہ ششم مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب وو رجا بر کسی جالس و راجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اسکے لیے افضل ہے کہ راکب فی عابر کو سلام کرے۔ نمبر ۱۱۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے بعض اعمال پر لوگونکو جزا ملتے ہوے اور بعض کو سزا ملتے ہوے دیکھا اس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل ارتکاب یا اجتناب ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہے نمبر ۱۲۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے بیت المقدس مین داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ نمبر ۱۳۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ بیت المقدس مین آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل ہے۔ نمبر ۱۴۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام نے بیت المقدس مین اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی نعمتون کو بطور شکر و تحدیث بالنعمۃ کے ظاہر کرے تو محمود ہے۔ نمبر ۱۵۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ توسع ماکل و مشارب مین خصوص ضیف کے لیے جائز ہے۔ نمبر ۱۶۔ اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین مین امتحان لینا جائز ہے۔ نمبر ۱۷۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو دونون طرف گھیرے ہوئے تھے جیسا واقعہ دہم مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکرام کے لیے خادم دونون طرف گھیرے ہون تو مذموم نہین۔ نمبر ۱۸۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانون پر پہونچے تو فرشتون نے اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کو مرحبا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اسکے آنے پر مطلوب ہے۔ نمبر ۱۹۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے آسمانون مین خود انبیاء

علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو نمبر ۲۰- اور انمین یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کرکے اپنے لیے دعا فرمائی اس سے مقام قرب مین پہونچکر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نمبر ۲۱- اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجیے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جسکو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ مین بڑا ہی ہو۔ نمبر ۲۲- اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہے نمبر ۲۳- اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت اُم ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگون سے نہ فرمائیے جیسا کہ واقعہ ۲۳ مین مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُسکو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ مبنیٰ ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے۔ نمبر ۲۴- پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل مین تفصیل ہے یعنی جو امر دین مین ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری مین فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے نمبر ۲۵ اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار رو تو ق کرین گے جیسا کہ واقعہ ۲۵ مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیے گفتگو مین ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے یہ کل پچیس ہوے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی پچیس ہین پندرہ تنبیہ کے عنوان سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور

پانچ دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ آتا ہے اور قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسراء لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کردیا ہے وہو ہذا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں) دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اسواسطے) لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جنمیں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اُنکی باتیں سُننا وغیر ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سُننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سُنتے احوال کو دیکھتے تھے اسلیے اُن کو اسطرح مکرم و مقرب بنایا) ف اِس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لیے

مستعمل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر
دال ہے اسلیے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقر نے ترجمہ میں
لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا اور یہ جانا بُراق پر تھا جیسا صحاح میں ہے جسکی
برق رفتاری بھی عجیب تھی۔ تنبیہ دُوم اِس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجانے کو
اسراء کہتے ہیں اور آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں اور گاہے دونوں
لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہیں۔ تنبیہ سَوم یہاں بعبدہ کہنے سے دو فائدے
ہیں ایک تو اظہار آپکے قرب وقبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی
آپ پر الوہیت کا شبہہ نکر سکے تنبیہ چہارم ہرچند کہ اسرار رات ہی کے چلنے
کو کہتے ہیں لیکن لیلاً کی تصریح اسلیے ہے تاکہ باعتبار عرف ومحاورات کے تبعیض پر
دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات میں اتنا دراز کام
کرلیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبدالقاہر سے اور اسکی توجیہ سیبویہ اور
ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے اللیل والنہار اذا عرفا کانا معیارًا
للتعمیم وظرفا ممدودا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ لم یقصد استغراق السری
تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور یہاں دونوں
معنی صحیح ہو سکتے ہیں کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ اُسوقت حطیم میں
تشریف رکھتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ اُم ہانی کے گھر میں تھے پس آیت کو
دونوں پر محمول کرسکتے ہیں اور وجہ تطبیق دونوں حدیثوں میں بہت سہل ہے کیونکہ
اُم ہانی کے گھر سے حطیم میں آجانا اور وہاں سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہیں۔
تنبیہ ششم مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی میں بہت دور

چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اِسلیے اقصیٰ کہا گیا **تنبیہ پنجم** ہر چند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپکے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اسمین اور اسی طرح رکوب مین اور زیادہ اکرام واظہار شان ہے اِسلیے آپ کو اسطرح لے گئے **تنبیہ ششم** رات کی تخصیص مین یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اُس مین بلانا دلیل ہے زیادت اختصاص کی **تنبیہ ہفتم** یہان مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت مین مسجد اصالۃً زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان مین اُسکی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات وقضینا الیٰ بنی اسرائیل مین مذکور ہوگا اِسلیے ظاہراً اسپر شبہہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا جب اُسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہان تک لیجانے کے کیا معنی پس اس مراد کے تعیین سے وہ شبہہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت دریافت کی تھی اِس کے کیا معنی تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ اِس کے اُس زمین کے قرب مین لوگون نے کچھ عمارتین بنام نہاد بیت المقدس کے بنائی تھین اُس سے بھی سوال ممکن ہے **تنبیہ دہم** الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہے اور اِس سے خود اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجۂ اولےٰ مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اُسکے آس پاس باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اُس مین تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ آس پاس دو قسم کی برکتین ہین ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت

ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیا ہے سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہر
اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیا علیہم السّلام کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہ
زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہاں ہی رہکر عبادت کریں کہ جسم کا تلبس
بھی ہوجاوے گا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیا کا معبد اور محل عبادت بھی
رہا ہے پس اس طرح خود اُس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہوگئی پس بعض کتب
مین جو لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم عرش سے بھی افضل ہے
اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ اعلم تنبیہ یازدہم لنریہ من اٰیاتنا
مین آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً عظم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ
خصوصاً جبکہ آسمانوں پر انبیا بھی تھے جیسا احادیث معراج مین ہے آیات ارضیہ سے
اعظم اور اکمل ہین اس طرح یہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصی سے آگے بھی آپ کو لے گئے
اسی لیے روح المعانی مین یون تفسیر کی ہے لنریہ من اٰیاتنا ای لنرفعہ الی السماء
حتی یری ما یری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے مین شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور
زیادہ عجیب ہے اور انکار اُسکا قریب ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا
رحمت ہے ضعفا کے ساتھ تنبیہ دوازدہم مِن کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے
ہے کہ واقع مین ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح مین ہے کہ اسمع صریف الاقلام
کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہراً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہین
دیکھے وعلی ہذا۔ تنبیہ سیزدہم اسرا مین ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا
اور انہ ھو السمیع پر کہ اُسمین بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان مین ضمیر
متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہے لائی گئی اسمین یہ نکات مین اول تجدید کلام

وتنشیط سامع دوم برکات اور آیات اور ارادت کا عظیم ہونا سوم اسرٰی کے بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہے تنبیہ چہاردہم انہ ھو السمیع البصیر کو بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکور فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکذبین کو وعید ہے کہ ہم تمھاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سنتے ہین خوب سزا دینگے تنبیہ پانزدہم لنریہ من آیاتنا کے بعد اس کا بڑھانا مشیر اس طرف ہے کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم مین ہمارے برابر نہین ہو گئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم بالذات سمیع بصیر ہین دوسرے اُنھون نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع بصیر ہین۔ تحقیقات تحقیق اول یہان مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے اندر جانا احادیث مین مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز مین اُنکے امام بنے تحقیق دوم آگے آسمانون کی طرف جانا اس آیت مین مصرح نہین ہے گو اُسکی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورۂ والنجم مین ہے ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ یعنی آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اِسکے قبل وھو بالافق الاعلیٰ مین مذکور ہوا ہے سو اِس سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے تھے کیونکہ عند متعلق رأی کے ہے پس رویت عند السدرہ سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ رائی اور مرئی دونون سدرہ کے پاس ہون گے پھر حدیثون مین تو اسکی اسقدر تصریح ہے کہ مجال انکار ہی نہین تحقیق سوم جمہور اہل سنت وجماعت کا

مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری مین جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہے
اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہین **اوّل** حق تعالیٰ نے جس اہتمام سے قصّہ
اسراء کو بیان فرمایا ہے اُس سے اس کا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ
نوم مین یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہے۔ **دوسری** بِعَبْدِہٖ
سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جاء نی عبد فلان کے یہی ہین
کہ وہ بیداری مین دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح وجسد اور
اُس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے الا ان یصح علی خلاف ذلک **تیسری** اگر
یہ خواب کی حالت مین یا روحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کفّار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس
اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے بعضہا فی الصحاح
وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ اُسوقت بہت سہولت سے جواب
دیتے کہ مین بیداری مین اسکے ہونے کا کب مدعی ہون جو تم ایسی باتین کرتے ہو
اور بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر مین نہ پڑتے جیسا
حدیثون مین ہے کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالیٰ نے منکشف کردیا اور آپ نے بتلادیا رواہ
مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہہ ہوا ہے سو اول تو وہان
احتمال ہے کہ واقعۂ بدر یا عمرۂ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے
ہین جنکا ذکر اجمالاً اِذْ یُرِیْکَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنَامِكَ اور لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا
مین آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنی رویت ہے کیونکہ رأی کے
دونون مصدر ہین مثل قربیٰ اور قرابت کے یا بقول بعض شب سے رویت کو رؤیا کہتے
ہین گو بیداری مین ہو یا تشبیہاً رؤیا کہدیا ہوا ور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہے

اور یا شب کے وقت واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جسکے
آخر مین ثم استیقظت ہے شبہہ پڑ گیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ
حدیث نہین اور دوسرے حفاظ کے خلاف کیا اسلیے وہ زیادت غیر مقبول ہے
کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علما نے لکھا ہے کہ عروج روحانی
آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلی خواب مین عروج ہوا ہے جسکی حکمت
یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت ہو سکے اور بعض کو حضرت
معاویہؓ و حضرت عائشہؓ کے اقوال سے شبہہ ہو گیا ہی سو حضرت عائشہؓ تو اُسوقت تک
آپ کے نکاح مین بھی نہ آئی تھین اور حضرت معاویہؓ اُسوقت تک اسلام بھی نہ لائے
تھے خدا جانے کسی سے سُنکر کہا ہے یا اجتہاداً کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت
کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **تحقیق سوم** بیت المقدس
تک جانے کا منکر کافر ہے اور ماؤّل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور ماؤّل
مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورۂ نجم مین قریباً تصریح ہے لیکن عندی مین احتمال ہے کہ وہ
رأٰہ کے مفعول کا حال ہو اس لیے آپ کے سدرۃ المنتہی تک پہونچنے مین نص
نہین ہے **تحقیق چہارم** اسمین اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اُس شب مین آپ نے دیکھا
یا نہین اس مین سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو
ہین کیونکہ روایتِ مثبتۂ رویت مین احتمال ہے کہ رویتِ بالقلب مراد ہو اور نفی
رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت مین جو
انکشاف ہو گا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بلا عینک
دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس

مسئلہ مین توقف بہتر ہے **دفع اشکالات۔ دفع اشکال اول** بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب مین فرمایا ہے نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض اور آپ کے لیے من تبعیضیہ کیون فرمایا جواب یہ ہے کہ ملکوت السمٰوٰت والارض کل آیات تو نہین ہین اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو **دفع اشکال دوم** بعض ظاہر پرست شبہہ کرتے ہین کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہین جیسا اپنے محل مین مذکور ہے **دفع اشکال سوم** بعض کہتے ہین کہ اسقدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جواب یہ ہے کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہین اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہین ہے **دفع اشکال چہارم** بعض کہتے ہین کہ آسمان کے نیچے ہوا نہین اور حرارت شدید ہے جسم عنصری سلامت نہین رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہین ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہے **دفع اشکال پنجم** بعض کہتے ہین کہ آسمان ہی موجود نہین جواب یہ ہے کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

من القصیدة

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً مِنْ قَابِ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ	ترجمہ سلو آپ ایک شب مین حرم شریف مکے سے حرم محترم مسجد اقصٰی تک رہا وجودیکہ ان مین فاصلہ چالیس دن کے سفر کا ہے) ایسے (ظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت و انتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ مین نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے ۱۲ سلہ اور آپ نے بحالت ترقی رات گذاری اور بیان تک ترقی فرمائی اور ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جسپر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی

عــہ الملقبة بالبردة ۱۲ سلہ لم تقصد تفسیر القرآن او قصدہ علی البعض لا قوال ۱۲ منہ

۵۳ وَ قَدْ مَلَكَ جَمِيْعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا
وَ الرُّسُلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمٍ

۵۴ وَ أَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِيْ مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

۵۵ حَتّٰى إِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَ لَا مَرْقًى لِمُسْتَنِمِ

۵۶ خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

۵۷ كَيْمَا تَفُوْزُ بِوَصْلٍ أَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُوْنِ وَ سِرٍّ أَيِّ مُكْتَتِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نہین پہونچایا گیا تھا بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب عالیہ رفعت کسی نے قصد بھی نہین کیا تھا ۱۲ ۵۳ اور آپ کو مسجد بیت المقدس مین تمام انبیا و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادمون کا امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲

۵۴ اور (منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ) آپ ساتون آسمانون کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک ایسے لشکر ملائکہ مین (جو بلحاظ آپ کی عظمت و شان و تالیف قلب مبارک آپکے ہمراہ تھا اور) جسکے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے ۱۲ ۵۵ (آپ رتبۂ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانون کو برابر طے کرتے رہے) یہان تک کہ جب آپ نے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو ۱۲ ۵۶ جسوقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ پہونچ گئین تو آپنے ہر مقام انبیا کو یا ہر صاحب مقام کو) بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالی سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ اُن کے واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے ۱۲ ۵۷ (یہ ندا یا محمد کی اسلیے تھی) تاکہ آپکو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھون سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اُسکو دیکھ نہین سکتی) اور تاکہ آپ کامیاب ہون اُس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۲ عطر الوردہ

وَ لْنَخْتِمِ الْكَلَامَ عَلٰى وَقْعَةِ الْإِسْرَاءِ
وَ آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَهْلِ الْاِجْتِبَاءِ

بِالصَّلٰوةِ عَلٰى سَيِّدِ أَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ
مَا دَامَتِ الْأَرْضُ وَ السَّمَاءُ

تیرھوین فصل ہجرت حبشہ مین

یہ نبوت کے پانچوین سال مین ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفّار مسلمانون کو بہت تکلیف دیتے تھے اُسوقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانون کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفّار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا اُنھون نے کئی شخصون کو تحفے و ہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانون کو اپنے پاس جگہ نہ دے

جب اُنھون نے جاکر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار مین مسلمانون کو بمواجہ
اُن لوگون کے بُلاکر گفتگو کی حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے
اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے
کامون کا حکم کرتے ہین اور بُرے کامون سے منع کرتے ہین۔ نجاشی نے کہا جو کلام
اُنپر اُترا ہے اُس مین سے کچھ پڑھو اُنھون نے سورۂ مریم شروع کی
وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانون کو تسلّی دی اور فرستادگان قریش کو خائب
وخاسر رد کردیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔
حدیثون مین تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہوگئے تھے اور زاد المعاد مین ہے کہ پھر
جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر اُن لوگون کو پہونچی تو ۳۳۔ آدمی حبشہ سے
لوٹ آئے سات تو مکہ مین روک لیے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی
کے رستہ سال غزوۂ خیبر مین مدینہ کو ہجرت کی ان صاحبون کو دو ہجرتون کی وجہ
سے اصحاب الہجرتین کہتے ہین۔

من القصیدۃ

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ
بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمٍ
اَحَلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ
کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ
کَمْ جَدَّلَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ مِنْ جَدِلٍ

لہ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپ کے دوست کو کہ اُسکو آپکی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو اُنکا کوئی ایسا دشمن دیکھے گا کہ اُسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو ۱۲ سے آپنے اپنی اُمت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ مین اُتارا (اُنکو کوئی مغلوب و مقہور نہین کرسکتا) جیسا کہ شیر اپنے بچون کو لیکر اپنے بیشہ مین فروکش ہوتا ہے اور کسی کا مقدور نہین کہ اُنکو وہان ستا سکے
سہ اور بہت فرو کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈال دیا

عہ یعنی مکہ کو تاکہ وہان سے پھر مدینہ چلے جاوینگے ۱۲ منہ

فِيْهِ وَلَوْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ	اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جھگڑا کیا اور اُن کی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب ہوگئیں دلائل آپ کی اثبات رسالت کی منکر شدید الخصومۃ ۱۲ عطر الوردہ چنانچہ اس موقع پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا ۱۲ منہ
يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ	

چودھوین فصل زمانہ اقامت مکہ بعد النبوۃ کے بعض متفرق مہم واقعات[عہ] مین مختصراً۔ **واقعہ پہلا** جب آپ پر وحی اوّل نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ[عہ] کے پاس لے گئیں اُنھون نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور حضرت خدیجہؓ دولت ایمان سے مشرف ہوئین۔ اور عورتون مین سب سے اوّل حضرت خدیجہؓ اور جوانان احرار مین سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور لڑکون مین حضرت علیؓ اور غلامون مین حضرت بلالؓ اور آزاد شدہ غلامون مین حضرت زید بن حارثہؓ اور بعد ازین حضرت عثمانؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ **دوسرا واقعہ** جب آپ پر آیت و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی آپ نے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا اور سب کو جمع کرکے شرک پر رہنے کی حالت مین عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان مین سخت الفاظ کہے سورۂ تبت تب ہی نازل ہوئی جسمین اُسکی اور اُسکی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اُس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیان حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ ان دونون کے نکاح مین تھین اُسوقت

عہ اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب آلہ سے لیے ہین گو الفاظ و ترتیب مین تبدیل ہو ۱۲ منہ

عہ یہ وہ ہین جن کا ذکر دسوین فصل کی دوسری روایت مین آیا ہے ۱۲ منہ

اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابو لہب نے بیٹون کو کہا کہ اگر تم انکی بیٹیون کو طلاق نہ دوگے تو تم سے علاقہ نہ رکھون گا اُن دونون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور عُتبہ نے تو ایسی بیحیائی کی کہ آپ کے سامنے جاکر یہ کلمات کہدیے اس گستاخی پر آپ نے بد دعا کی اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک یا اللہ اپنے کتّون مین سے ایک کُتّا اسپر مسلط کردے۔ ایک بار تجارت کے لیے شام جاتا تھا رستہ مین ایک منزل پر جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابو لہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک ٹیلہ بناکر عُتبہ کو اُسپر سُلایا اور سب کو اُسکے گرد اگرد سُلایا رات کو شیر آیا اور عُتبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہین لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانۂ نبوت کے ہین۔ **تیسرا واقعہ** جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک چار منزل مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور انکو اپنی پناہ مین مکہ لے آیا اور سب کُفّار قریش سے کہدیا کُفّار نے کہا باین شرط ہمکو منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور بآواز بلند نہ پڑھا کرین حضرت صدیقؓ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہو سکا اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتین جمع ہو کر سُننے لگین کُفّار نے اُس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُسنے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہے گی اُنھون نے فرمایا مجکو سواے خدا کے کسی کی پناہ مین رہنا منظور نہین وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور آپ بامان الٰہی محفوظ رہے۔ **چوتھا واقعہ** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپکے اکثر چھپے رہتے

ف جس کا ذکر چھٹوین فصل مین ہے ۱۲ منہ

اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ ارقم کے گھر مین تھے اُس زمانہ مین عمر بن الخطابؓ اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپنے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطابؓ یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق مین وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوے یہ ۶ نبوت مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب اله - **پانچوان واقعہ** آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجد مین آیا آپ اسپر مطعم کا شکریہ فرمایا کرتے تھے کذا فی الشمامۃ عن اسد الغابۃ -

من القصیدۃ

لا تعجبن لحسود راح ینکرها تجاهلا وهو عین الحاذق الفهم	۱ اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوت) کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ وہ امور مین پورا ہوشیار اور فہیم ہے تو اسکا تو ہر گز تعجب مت کر ۱۲ منہ
قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد وینکر الفم طعم الماء من سقم	اسلیے کہ کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیرین کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ
یا رب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم	

پندرھوین فصل ہجرت مدینہ طیبہ مین - جب تیرھوین سال نبوت بیعت

۵ قصہ انکے اسلام کا تواریخ حبیب اله مین مبسوط مذکور ہے ۱۲ منہ ۶ بخاری مین حدیث ہے کہ جب آپکی خدمت مین بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی اسوقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے باب مین سفارش کی گفتگو کرتا تو اُسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ یہی قصہ ہے ۱۲

عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت ہجرت مدینۂ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابو جہل وغیرہ دار الندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگوے بسیار کے سب کی راے آپ کے باب میں یہ قرار پائی کہ ہر قبیلۂ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمدؐ کے مکان پر جا کر محمدؐ کو قتل کر دیں بنی ہاشم (کہ حامی آپ کے ہیں) سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہیں رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہو جاوینگے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کر دینگے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاویں آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازۂ مبارک گھیر لیا آپ امانتیں حضرت علیؓ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر تشریف لیجا کر انکو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور میں جا چھپے یہاں کفار نے گھر میں جا کر آپکو نہ دیکھا تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہونچے بعد آپکے غار میں داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے منھ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آکے غار میں انڈے دے کر سینے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس میں کوئی آدمی جاتا یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اس غار میں نہ ٹھہرتا یہ کہکر کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محافظت کے لیے تار عنکبوت اور بیضۂ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صدہا

زرہ آہنی اور جوانان جنگی اور قلعۂ محکم سے نہ نکلتا۔ قصیدۂ بردہ کے ان اشعار میں اسی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ وَكُلُّ طَرْفٍ مِنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرِمِ ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ وِقَايَةُ اللّٰهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ مِنَ الدُّرُوعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْأُطُمِ	۱ اور میں قسم کھاتا ہوں اُس خیر و کرم کی جس کو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر صدیق رض) ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی ۱۲ ۲ پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق رض غار سے ہٹتے نہیں اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں ۱۲ ۳ اُنھوں نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہیں پھرے (اور اُنھوں نے انڈے نہیں دیے) اور مکڑی نے آپ پر جالا نہیں تنا ۱۲ ۴ خداوند تعالیٰ کی حمایت و حفاظت نے آپکو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہوں کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ گیر ہونے سے بے پروا کر دیا تھا ۱۲

تین دن تک آپ غار میں رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابوبکر رض کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابوبکر رض کو پلا جاتے اور عبداللہ بیٹے ابوبکر صدیق رض کے کہ جوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس میں جا کر خبریں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان کر دیتے تھے۔ پہلے سے عبداللہ بن اُرَیقط دُئلی کو کہ مشرک ؏ تھا رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا اور اونٹنیاں اُسی کو سپرد کر دی تھیں بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیاں درِ غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رض اور عامر بن فہیرہ سوار ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے

؏ اور حفظ راز کا اس پر اطمینان تھا ۱۲ منہ

کہ بیان مین اُنکے طول ہے تواریخ حبیب اِلٰہ وغیرہ مین دیکھ لیا جاوے۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کرکے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر اُن پھرنے والون سے کہا یا معاشر العرب ھذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہ تمھارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھرے اور آپکے ساتھ ہوکے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہین ہوسکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیان شوق مین یہ نظم پڑھتی تھین۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ[۴]
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

یعنی ہمپر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرنیوالا رہے اے نبی جو ہم مین مبعوث ہوئے ہین آپ ایسا حکم لیکر آئے ہین کہ اُسکی اطاعت ضروری ہے ۱۲ منہ

[۴] اسکے معنی ہین گھاٹیان رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا اِن گھاٹیون تک جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کیجانب ہے اور یہ شعر ہنگام بوقت معاودت آپکے غزوۂ تبوک سے پڑھا گیا تھا مین کہتا ہون کہ اگر دونون جانب ایسا موقع ہو اور یہی نام ہوا ور دونون وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہون تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ مین اور بقول بعض صفر[۵] کے

[۱] عجیب تر آئین دو قصے ہین ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفاے عرب مین خیمہ اُسکا راہ مدینہ مین واقع تھا اور اِسکے بعد ام معبد اور اُن کا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسوین فصل کے ع۱۲ مین آوے گا۔ [۵] ممکن ہے کہ مکہ سے تو آخر صفر مین چلے ہون اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہوگیا ہو ۱۲ منہ

ترپن سال کی عمر مین چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھوین ربیع الاول کو مدینہ مین پہونچے اور پہونچکر محلۂ قبا مین کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منازل بنی عمرو بن عوف مین چودہ دن ٹھیرے اور تیسرے دن حضرت علیؓ بھی امانتین ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ مین ٹھیرین جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو برزبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہان بیٹھ جاویگی وہان ہی مقیم ہونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آبیٹھی جہان اب منبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ابوب انصاریؓ کا گھر تھا وہان اسباب آپ کا اُتار لگیا اور آپ اُنکے گھر ٹھیرے پھر آپ نے وہ زمین جہان اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب اللہ وزاد المعاد وغیرہما من الروض

وَلَهُمْ فِي الْغَارِ اِذْهُمَا مَنْقَبَةٌ شَرِيْفَةٌ مَا حَوَاهَا قَبْلَهُ بَشَرٌ	اور آپ کو غار مین دونون صاحبون کے ہونیکے وقت کی ایسی منقبت شریفہ مبارک ہوئی کہ آپکے قبل کسی بشر نے اُس کو حاصل نہین کیا ۱۲ منہ
وَهَاجَرَا مِنْهُ لَمَّا جَاوَلَا سَفَرًا لِطَيْبَةٍ وَتَنَاهَى عِنْدَهَا السَّفَرُ	۵۲ اور دونون صاحبون نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینے کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہوگیا ۱۲ منہ
فَسَلْ سُرَاقَةَ مِنْهُ اِنْ تُرِدْ خَبَرًا وَاُمَّ مَعْبَدَ يَجْلُوْ مِنْهُمَا الْخَبَرُ	۵۳ اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور اُم معبد سے آپکا حال پوچھو اُن دونون سے خبر ظاہر ہوگی ۱۲ منہ
طَابَتْ بِهِ طَيْبَةٌ لَمَّا اَقَامَ بِهَا وَفَاحَ حِيْنَ اَتَاهَا نَشْرُهَا الْعَطِرُ	۵۴ آپ سے مدینہ پاکیزہ ہوگیا جب آپ وہان مقیم ہوئے اور آپ جس وقت اُسمین پہونچے تو اسکی خوشبوے معطر پھیل گئی ۱۲ منہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

سولھوین فصل قدوم مدینۂ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات مین - پہلا واقعہ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ مین عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہودین تھے آپ کی ملاقات کے لیے آئے اور آپ سے تین[1] سوال کیے اور جواب صحیح پاکر ایمان لے آئے۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ اصل مین مجوسیان فارس سے تھے اور انکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انھون نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماے یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ مین ہجرت کرکے آوینگے سُنکر مدینہ مین آرہے تھے کہین جگہ بکے تھے ان دنون ایک یہودی کے غلام تھے حضور مین حاضر ہوے اور علامات نبوّت دیکھکر مسلمان ہوگئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اُنھون نے اپنے مالک سے کہا اُسنے چالیس اوقیہ[2] سونے پر (کہ یہان کی تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکاتب کردیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگاوین اور جب وہ بارآور ہون تب آزاد ہون آپ نے دست مُبارک سے چھوارے کے درخت لگادیے وہ سب اُسی سال مین بارآور ہوے اور بقدر ایک بیضہ کے سُونا غنیمت مین آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہوجاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہیے یہ کیا کفایت کریگا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیردی اور دعاے برکت کی سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے جو تولا

---

[1] جہلا عوام الناس مین ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہے جسمین عبداللہ بن سلام کا آپ سے ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہے اس روایت سے اُسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲

[2] ایک اوقیہ وزن مین سات مثقال کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

چالیس اوقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کر کے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت مین رہے کذا فی تواریخ حبیب اللہ تتمیم واقعہ مدینہ طیبہ مین بیر رومہ کا (کہ ایک کنوان ہے) پانی شیرین تھا اور دوسرے کنوؤن کا پانی کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانون کے ڈول اُسمین جاری کر دے اُسکے لیے جنت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنوین کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ

من القصیدۃ

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّأْدِيبِ فِي الْيُتُمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اے مخاطب تجھکو در باب معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا علم ایسے زمانہ مین کہ بے علم لوگ تھے اور باوجود آپ اُمّی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت با ادب تھے کافی ہے ۱۲ عطر الوردہ مع تغییر جیسا عبد اللہ بن سلام نے اسی سے استدلال کیا ۱۲ منہ

ستر ھوین[1] فصل آپ کے غزوات مین اور اُسکے ضمن مین بعض دوسرے مشہور واقعات مین بترتیب سنین

آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ مین وفات تک دس سال دو ماہ ہین جب جہاد فرض ہوا آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجنے لگے جس جہاد مین آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اُسکو اہل سیر غزوہ کہتے ہین اور جو لشکر آپ نے بھیجدیا اور خود تشریف فرما نہین ہوئے اُسکو سریہ کہتے ہین تفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے اسلیے بعض بعض کا

[1] اس فصل کے مضامین ان کتب سے لیے گئے صحیحین شمامہ تواریخ حبیب الٰہ زاد المعاد سیرۃ ابن ہشام ۱۲ جو در عطیہ ۱۲

ف ۱ غزوۂ ابواء و ودان — ف ۲ ابتداء اذان — ف ۳ زفاف حضرت عائشہؓ — ف ۴ مواخاۃ مہاجرین وانصار — ف ۵ غزوۂ بواط — ف ۶ غزوۂ عشیرہ — ف ۷ سریۂ عبداللہ بن جحش بطرف بطن نخلہ

بہت مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت زمانی کی مناسبت سے بعض دوسرے واقعات
لکھے جاتے ہین سنہ اول ہجرت جہاد فرض ہوا حضرت حمزہؓ کو تیس مہاجرین کے
ساتھ بھیجا کہ قافلۂ قریش سے تعرض کرین یہ ماجرا رمضان مین ہوا اور حضرت عبیدہؓ
ابن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کی طرف شوال مین روانہ کیا اور حضرت
سعد بن ابی وقاصؓ کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کی طرف کہ ایک موضع ہے قریب جحفہ
کے ذیقعدہ مین روانہ کیا کہ قافلۂ قریش سے تعرض کرین یہ سب سریّے تھے پھر صفر مین
غزوۂ ابواء ف ۱ واقع ہوا اسمین خود تشریف فرما ہوئے ابواء ایک گانوٗن تھا درمیان
مکہ اور مدینہ کے اسکو غزوۂ ودّان بھی کہتے ہین اور اسی سال آغاز اذان ف ۲ کا ہوا اور اسی
سال حضرت عائشہؓ ف ۳ رخصت ہو کر آئین اور اسی سال مہاجرین وانصار کے درمیان
عقد اخوت ف ۴ مقرر ہوا سنہ ۲ ہجرت ربیع الاول مین غزوۂ بواط ف ۵ واقع ہوا کہ ایک
مقام ہے ناحیۂ رضوی مین قافلۂ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہین ملا پھر
غزوۂ عُشیرہ ف ۶ (بضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیۂ ینبع مین
جمادی الاولی والاخری مین اور اسمین قافلۂ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا
جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہین اور یہ وہی قافلہ تھا جسکی واپسی کے
وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہین ملا اور غزوۂ بدر کا سبب ہو گیا اسی لیے
اس غزوۂ عُشیرہ کو غزوۂ بدر اُولی بھی کہتے ہین پھر رجب مین عبداللہ بن جحش اسدی کو

لہ ان تمام واقعات مین جو اس فصل مین مذکور ہین سال ربیع الاول سے شروع اور صفر پر ختم ہوا کیونکہ ہجرت ربیع الاول کے شروع مین واقع ہوئی ہے زاد المعاد مین بعض علماء کی یہ اصطلاح بھی لکھی ہے اور بعض واقعات کی تقدیم وتاخیر مین اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہین نقل کے وقت احقر کے خیال مین جس کو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اُسکو اختیار کر لیا اور ان ہی کتابون مین اور دوسری کتب مین اور بھی سرایا دبعوث ذکر کیے ہین مینے اختصار کے لیے ترک کر دیا ۱۲ منہ ۵ کذا فی القاموس ۱۲

بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور اسی واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ اور سب سے عظیم الشان غزوہ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبریٰ ہے رمضان میں آپ نے خبر سُنی کہ قافلہ قریش شام سے مکہ کو جا رہا ہے آپ صحابہؓ کو لیکر کہ تین سو تیرہ تھے اُسکے تعرض کے لیے چلے یہ خبر مکہ پہونچی کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکلکر مکہ جا پہونچا مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر میں جا کر ڈیرہ ڈالینگے اور خوب جشن کرینگے تاکہ تمام عرب میں ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو آدمی اور وہ بھی بے سر و سامان ہم سے مقابل ہوں گے مفت میں نیک نامی ہاتھ آوے گی۔ اللہ تعالیٰ کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار مقتول و اسیر و مخذول ہوئے سورۂ انفال میں یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے شوال میں فراغ ہو گیا پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر بدر کے دو مہینے بعد غزوۂ سویق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر میں شکست کھا کر مکہ پہونچے پھر ابو سفیان دو سو سوار لے کر بارادۂ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانوں کو لے کر چلے کفار بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستو جو کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لیے اسکا لقب غزوہ سویق ہوا یہ واقعہ ذی حجہ میں ہوا پھر بقیہ ذی حجہ مدینہ میں قیام فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لیے چلے اور ختم صفر ۳ھ تک وہاں قیام کیا مگر لڑائی نہیں ہوئی اور اسی سال نصف شعبان میں تحویل قبلہ ہوئی

اور زکوٰۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان میں روزہ فرض ہوا
اور آخر رمضان میں صدقۂ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی
سال مقرر ہوئیں اور جمعہ اس سے پہلے سال میں فرض ہو گیا تھا اور اسی سال
مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات
ہوئی اور آپ نے اسکے بعد حضرت ام کلثومؓ دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت
عثمانؓ سے کر دیا حضرت عثمانؓ اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہیں اور
بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا ۳ھ ہجرت بعد ربیع الاول کے
پھر قریش کے تعاقب میں تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر
اور جمادی الاولی وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے
پھر بنی قینقاع کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ
فرمایا پھر عبداللہ بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبداللہ بن سلام کی برادری
ہے اور اسی نقض عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل
کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتدا میں غزوۂ احد واقع ہوا جس کا قصہ چوتھے
پارہ کے پاؤ سے شروع ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہے۔ پھر غزوۂ حمراء الاسد
کہ ایک منزل ہے واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہوا کہ جب احد سے کفار چلے گئے تو
پھر راہ سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سنکر خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے
جب کفار نے یہ سنا ڈر کر پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اسکے
نام پر اس کا نام مقرر ہوا پھر بقیہ شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ کوئی واقعہ نہیں ہوا جب
محرم کا چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقاتلہ کرنے کی خبر سنکر حضرت

فرضیت زکوٰۃ
فرضیت صوم
صدقہ فطر و عیدین و قربانی
وفات حضرت رقیہ
نکاح حضرت ام کلثوم
نکاح حضرت فاطمہ
غزوہ بنی قینقاع
قتل کعب بن اشرف
غزوہ احد
غزوہ حمراء الاسد

ابو سلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی مین مقابلہ کے لیے بھیجا لڑائی نہین
ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آ پہونچے پھر پانچوین محرم کو
خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سُنکر حضرت عبداللہ بن انیس کو مقابلہ [ف ۱]
کے لیے بھیجا وہ اُسکو قتل کرکے اُسکا سر لائے اور واپسی اُنکی بعد اٹھارہ روز کے
تیئیس محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ مین سریۂ رجیع واقع ہوا کفار مکہ کے [ف ۲]
بہکانے پر کچھ لوگ قبیلۂ عضل و قارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت مین آکر بظاہر
مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے کہ ہمکو احکام
سکھلاوین آپ نے دس آدمی ساتھ کر دیے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہے
قبیلۂ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو مدد کے لیے بُلا لیا اور بدعہدی کی بعضے اُسوقت
شہید ہوئے جیسے عاصمؓ اور بعضے پکڑ لیے گئے جیسے خبیبؓ اور بعد مین
شہید کر دیے گئے اور اسی صفر کے مہینہ مین واقعہ بیر معونہ کا ہوا یہ ایک جگہ ہے [ف ۳]
بلاد ہذیل مین درمیان مکہ اور عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن مالک
رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس مین حاضر ہوا اور کہا مین مسلمان
ہو جاتا مگر مجھکو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دین کہ وہ میری
قوم کو دعوت اسلام کرین پھر مجھکو بھی کچھ تامل نہو گا آپ نے فرمایا مجھکو اہل نجد کا
ڈر ہے اُسنے کہا کچھ ڈر نہین مین اپنی پناہ مین لے لون گا آپ نے ستر آدمی
اصحاب مین سے کہ قرار کہلاتے تھے ساتھ کر دیے جب یہ حضرات بیر معونہ مین
پہونچے کفار نے کہ انمین رعل و ذکوان و عصیہ بھی حسب روایت بخاری سے تھے
تقریباً سب کو شہید کر ڈالا ان مین حسب روایت بخاری حرام بن ملحان بھی تھے

اور بانی اِس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اسکا بڑا رنج ہوا کہ اُسکی امان مین اُسکے بھتیجے نے فتور ڈالا اور اِن ہی دنون مین وہ مرگیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپکے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجھکو ملک بانٹ دیجیے یا اپنے بعد مجھکو اپنا خلیفہ بنا دیجیے ورنہ بڑا لشکر لاکر آپسے لڑونگا۔ آپنے بددعا کی اللھم اکفنی عامرًا وہ طاعون سے مرگیا آپنے ایک مہینہ تک اُن قراء کے قاتلون پر قنوت مین بددعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہوکر آگئے تو بددعا ترک فرمادی اور اسی واقعۂ بیر معونہ کے ایام مین غزوۂ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اِسکا یون ہوا کہ واقعۂ بیر معونہ مین عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوے تھے مگر عامر بن طفیل مذکور نے اُنکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اسکی ماں کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اُسمین چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہان سے پھرے راہ مین دو شخص مشرک بنی عامر کے اُنھین ملے اُنھون نے اُن دونون کو قتل کیا دلمین سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے عامر بن طفیل سے جسنے سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونون مشرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امان مین تھے اِس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا تھا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہٰذا آپکو منظور ہوا کہ اُنکے مشورہ سے اِس معاملۂ دیت کو طے کرین اور یہ امر سبب غزوۂ بنی نضیر کا ہوا اُسکا قصہ یہ ہے کہ جب آپ مدینۂ طیبہ مین ہجرت فرماکر تشریف فرما ہوے تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ مین رہتے تھے آپسے عہد کیا کہ ہم آپکے موافق رہینگے کچھ بدخواہی نہ کرینگے اور آپکے دشمن کی مدد نہ کرینگے

غزوۂ بنی نضیر

جب آپ اِس معاملۂ دیت مین محلۂ بنی نضیر مین تشریف لائے اور اُن سے اِس معاملہ مین گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرے آپ کو وحی سے اطلاع ہو گئی آپ اُٹھکر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہے تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہو گی وہ لڑائی کے لیے تیار ہوئے آپ نے اُنپر لشکر کشی کی اور اُنکے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی ہوے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جسقدر اسباب ہمراہ لے جا سکو لے جاؤ بعضے خیبر مین جا بسے بعضے شام مین بعضے اور جگہ سورۂ حشر مین یہی قصہ ہے اور اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسنؓ پیدا ہوئے

سنہ ہجرت ابوسفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال آئندہ پھر بدر پر لڑائی ہو گی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان کی بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ آپ بھی بدر نہ جاوین تو ہمکو خجالت نہ ہو ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانون کو ابوسفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہونچا کر مرعوب کر دے مسلمانون نے سُنکر کہا حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیون کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور چند روز مقام کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہان اصحاب نے تجارت مین خوب نفع حاصل کیا اور خوش و خرم بے جنگ فتح پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغریٰ اور بدر موعد بھی کہتے ہین اور یہ واقعہ شعبان مین اور بقول بعض ذیقعدہ مین ہوا اور اسی سال امام حسینؓ پیدا ہوئے

۵ سنہ ہجرت اسمین غزوۂ دومۃ الجندل

فائدہ: تحریم خمر

فائدہ: ولادت حضرت امام حسنؓ

فائدہ: بدر صغریٰ

فائدہ: ولادت حضرت امام حسینؓ

غزوۂ دومۃ الجندل

ربیع الاول مین ہوا یہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہے آپنے سُنا تھا کہ وہان کچھ کفار جمع ہوئے ہین مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہین آپ ایک ہزار آدمیون کو لیکر روانہ ہوئے وہ خبر سُنکر متفرق ہوگئے آپ چند روز وہان مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے اسی سال شعبان مین غزوۂ مریسیع ہوا اُسکو غزوۂ بنی مصطلق بھی کہتے ہین آپکو یہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہین آپ خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہین ہوئے اُنکے اموال و ذریت مسلمانون کے ہاتھ لگے حضرت جویریہؓ اسی غزوہ مین ثابت بن قیس کے حصہ مین لگین اُنھون نے مکاتب بنا دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کرکے اُنسے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ مین قصۂ افک یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تہمت لگانے کا دردناک واقعہ ہوا اور اسی سال شوال مین غزوۂ خندق جسکا نام غزوۂ احزاب بھی ہے واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلاوطن کیے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر مین بڑا مفسد تھا یہ خیبر مین جا رہا تھا چند مفسدون کو لے کر مکہ پہونچا اور قریش کو آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور بنی اسد اور آدمیون سے مدد دینے کا وعدہ کیا مختلف قبائل ملکر دس ہزار ہوگئے اور مدینہ کو چلے آپنے یہ سُنکر بمشورہ حضرت سلمانؓ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع[1] کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھین اور بعد مرتب ہونے خندق کے وہان اپنا لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آپہونچا خندق دیکھکر بہت متحیر ہوا اسلیے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن

ف ۱ غزوۂ مریسیع و بنی المصطلق

ف ۲ نکاح حضرت جویریہؓ

ف ۳ قصۂ افک

ف ۴ غزوۂ خندق و احزاب

[1] پہاڑ ہے مدینہ مین کذا فی القاموس ۱۲

ہوکر تیر و سنگ سے لڑتے رہے ادھر بھی تیر و سنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن اخطب نے
بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے احزاب مین تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ
کیا ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہ قبیلۂ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے
تھے اور ہنوز اُنکے اسلام کی کفّار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ مین ایک تدبیر
خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ مین کر سکتا ہون کیونکہ میرے اسلام کی اُنکو
خبر نہین وہ میرا اعتبار کرینگے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی
وہ بنی قریظہ مین گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد
(صلے اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمدؐ کے کام تمام کیے ہوئے
پھر گئے تو محمدؐ تم پر فوج کشی کرین گے اور تم کو تنہا اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین یہود نے
کہا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگون کو کہلا بھیجو کہ چند سردار
یا اولاد سردارون کی تم کو بطور رہن یعنی اَول کے دیدین کہ تمھارے پاس رہین
اگر محمدؐ تمھارا قصد کرینگے تو اُن سردارون کی حفاظت کی ضرورت سے یہ لوگ تمھاری
مدد کو ضرور آوین گے اگر وہ لوگ اِس کو منظور کر لین تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمھارا
خیال ہے اور اگر نہ مانین تو وہ دل سے تمھارے دوست نہین اُنھون نے کہا
کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہین پھر نعیم وہان سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیرخواہ
ہونا ظاہر کرکے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے در پردہ ملگئے ہین اور محمدؐ نے
اُن کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش مین سے کچھ اعیان ہمارے
ہاتھ گرفتار کرا دو سو اُنھون نے اسکا وعدہ کر لیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی طلب
کرین ہرگز نہ دیجو اور وہان سے اُٹھکر غطفان کے لوگون سے بھی اسطرح کہدیا

قریظہ کی طرف سے یہان وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہوکر باہم اچھا خاصا بگاڑ ہوگیا جب احزاب کو زیادہ دن گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے انکے دل افسردہ ہوگئے اللہ تعالیٰ نے ایک پُروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہین اور اُسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۂ احزاب مین اسی غزوہ کا ذکر ہے اور غزوۂ خندق کے متصل ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا وہ اسطرح ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوۂ احزاب دولت خانہ مین تشریف لائے آپ نہا رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا ے تعالیٰ کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پہ چڑھائی کیجیے آپ نے اُسیوقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکر بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا انھون نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اسطرح اُترتے ہین کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لیے حکم دین ہمکو منظور ہے وہ صحابی قبیلۂ (اوس) مین تھے جو بنی قریظہ کی حلیف تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونیکے سبب رعایت کرینگے انھون نے بعد اُترنیکے حکم دیا کہ مرد انکے قتل کیے جاوین اور عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے جاوین اور مال و جائداد انکا سب ضبط ہو چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور اسی زمانہ مین ابو رافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی مین رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے مین یہ بھی شریک تھا آپ نے عبداللہ بن عتیک کو چند انصاریون پر سردار کرکے اُسکے قتل کو بھیجا انھون نے پہونچکر رات کو اسکو قتل کیا حدیثون مین اسکا قصہ مفصل مذکور ہے اور خندق اور قریظہ کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہین پہلے غزوۂ عسفان ہوا جسمین حسب

غزوۂ بنی قریظہ

قتل ابو رافع یہودی

غزوۂ عسفان

روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف[ف۱] نازل ہوئی اور اسکے بعد سریۂ[ف۲] بعنوا خبط ہوا خبط کہتے ہین جھڑے ہوئے پتّون کو صحابہ رضنے شدّت جوع سے پتّے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لیے یہ نام ہوا ہمین مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لیے حضرت ابو عبیدہ کو تین سو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا اور عنبر ماہی[ف۳] اسی سفر مین دریا سے موج کے ساتھ کنارہ پر آگئی تھی جو بہت بڑی تھی اور اس غزوہ کا نام غزوہ سیف البحر بھی ہے اور بعض روایات مین ہے کہ قافلۂ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اس سال مین اور بقول بعض اس سے پہلے سال مین آیت حجاب[ف۴] نازل ہوئی **سنہ ٦ ہجرت** بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی لحیان[ف۵] کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر سنکر پہاڑون مین بھاگ گئے آپنے وہان دو روز مقیم رہکر فوج کے دستے مختلف جوانب مین بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہین آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر سریہ[ف۶] نجد واقع ہوا یعنی آپنے ایک لشکر نجد کی جانب بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہو گئے اسی سال ذیقعدہ مین قصّہ حدیبیہ[ف۷] کا واقع ہوا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحاب رض سے یہ خواب بیان کیا اصحاب رض تو شوق و تمنائے مکہ مین بے قرار تھے خواب سنکر تیاری سفر کی کر دی اور آپ بھی مدینۂ طیبہ سے روانہ ہوئے یہان تک کہ متصل

ف۱ روایت صلوٰۃ الخوف
ف۲ سریۂ خبط و سیف
ف۳ قصّہ عنبر ماہی
ف۴ روایت آیت حجاب
ف۵ غزوہ بنی لحیان
ف۶ سریۂ نجد و قصّہ ثمامہ بن اثال
ف۷ غزوہ حدیبیہ

۱؎ سیف ساحل ۱۲ قاموس سنہ ۵ اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصّہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ کے بعد دو ماہ صلح کا رہا ۱۲ منہ

مکہ کے پہونچ گئے اور قریش نے سنکر کہا کہ ہم مکہ مین ہرگز نہ آنے دین گے آپنے
وہان سے پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنوان ہے اُسکے پاس میدان ہے
آپ وہان ٹھیرے پھر ایک دراز قصہ کے بعد جو کہ بخاری شریف مین مذکور ہے
اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کرین اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھیرین اور
دس برس مدت صلح کی ٹھیری اس عرصہ مین فیما بین لڑائی نہ ہو اور آپکے حلیفونسے
قریش نہ لڑین اور قریش کے حلیفون سے آپ لڑین حلیف کہتے ہین عہد موافقت
باندھنے والے کو اور وہان بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپکے ساتھ
ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لائے
اور اسی سنہ مین حدیبیہ کے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کیے ہین مثلاً ربیع الاول
یا آخر مین عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیون کے ساتھ غمرؔ کی طرف بھیجا وہ لوگ
خبر سنکر بھاگ گئے اور اُنکے دوسو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ
بن الجراح کو ذی القصہؔ کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ
مسلمان ہوگیا اور محمد بن مسلمہ کو دس آدمی لیکر بھیجا غنیم چھپکر بیٹھ گئے جب مسلمان
سوگئے دفعۃً اُنپر آگرے اور سب کو قتل کر دیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر لوٹے
اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ جموم کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ آئے
اور جمادی الاولی مین بھی زید بن حارثہ پندرہ آدمیون کے ساتھ طرفؔ کی طرف روانہ
کیے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ مین بھی زید عیصؔ کی جانب بھیجے گئے

---

[۱] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [۲] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [۳] وبقال جموم ناحیۃ بطن نخل من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب [۴] وہو ماء علی ستۃ وثلثین میلاً من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب وہو کذلک کذا فی القاموس ۱۲ [۵] موضع علی اربع لیال من المدینۃ ۱۲ مواہب ـ

اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر قریش کا مال تجارت
لیے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ مین آکر
حضرت زینبؓ کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھکو واپس کرا دو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے سب مسلمانون سے اجازت لے کر واپس کرا دیا اُنھون نے مکہ مین آکر
سب کی امانتین ادا کین اور مسلمان ہو گئے۔ مگر زاد المعاد مین راجح اس قصہ کا
بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اسکو ابو بصیر کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنھون
نے ہی آپ کے ارشاد کی خبر سُنکر مال واپس کیا تھا اور اسی مین سریہ عبد الرحمن بن عوف کا
شعبان مین دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال
شوال مین عرنیین ف۱ کے مقابلہ کے لیے سریہ کرز بن خالد فہری کا ہوا انبیس آدمی بھیجے
تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثون مین ہے ان سب کے بعد
حدیبیہ[لہ] ہوا پھر بعد حدیبیہ کے غزوۂ غابہ ف۲ واقع ہوا جسکا نام غزوۂ ذی قرد بھی ہے
یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینۂ طیبہ کے قریب ہے یہان آپ کے کچھ اونٹ
چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی
لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوعؓ نے اُس روز بہت کام کیا اور اُنکو ذی قرد تک
بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لیے صحیح مسلم مین یہ قصہ بسط سے مذکور ہے
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریبًا ٹھیرے تھے
کہ غزوۂ خیبر ف۳ واقع ہوا آپ وہان صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت لے کر

لہ حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہین آتا کیونکہ خواب
مین کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲ منہ

صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھکر قلعہ مین گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا آپ نے محاصرہ کیا سات قلعے خیبر مین تھے سب قلعے تبدریج فتح ہوگئے بعد فتح ہونیکے آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور اُنکے اموال اور باغ اور زمین سب ضبط کرلیے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہان کے تردد کے لیے مزدورونکی حاجت ہوگی اگر آپ ہمکو جلا وطن نہ کرین تو یہ کام ہم کرینگے آپ نے یہ بات اُن کی قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہین تمھین رکھین گے جب چاہین نکالدینگے اور بٹائی پر خدمت کے لیے اُن کو رکھا پیداوار مین سے نصف حصہ اُنکا مقرر کردیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین جبکہ جزیرۂ عرب کو کفار سے خالی کرانا منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکالدیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک موضع فدک تھا وہان کے لوگون نے آپ سے اسطرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھین آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے حضرت صفیہؓ حضرت دحیہؓ کے حصہ مین آئی تھین آپ نے اُنسے لے کر آزاد کرکے اُنسے نکاح کرلیا آپ خیبر مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے وہین تشریف لائے اور اُن ہی کے ساتھ کشتی پر حضرت ابوموسی اشعریؓ مع اشعریین کے آئے اور خیبر ہی مین ایک یہودیہ نے دست کے گوشت مین زہر ملاکر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ مُنھ مین ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھسے کہدیا کہ مجھ مین زہر ملا ہے اور اسی غزوہ مین گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ مین متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس مین پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے

فدک

آمدِ جعفر و ابوموسیٰ

زہر دادن یہود

حرمتِ حمار اہلیہ و متعہ

پھر آپ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القریٰ میں چار روز رہے جب یہود تیماء کو یہ خبر پہونچی انھوں نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک والوں کو نکالا تھا اور تیماء اور وادی القریٰ والوں کو اس لیے نہیں نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہیں پھر خیبر سے واپس تشریف لا کر شوال ۷ھ ہجری تک آپ کہیں نہیں تشریف لے گئے اور اس مدت میں مختلف سرایا روانہ فرمائے۔ (۱) سریۂ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ کے مقابلہ میں (۲) سریۂ عمرؓ بجانب ہوازن۔ (۳) سریۂ عبداللہ بن رواحہ بجانب بشیر بن دارام یہودی۔ (۴) سریۂ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ۔ (۵) ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلۂ جہینہ [1]۔ (۶) سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوح بمقام کدید۔ (۷) سریۂ بشیر بن سعد بجانب جماعت عُیَیْنَہ از یمن و غطفان و حیان (۸) سریۂ ابی حدرد اسلمی (۹) ایک سریہ بجانب اضم (۱۰) سریۂ عبداللہ بن حذافہ سہمی [2] اور خیبر کے بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اس میں غطفان سے مقابلہ ہوا اور اسکو غزوۂ نجد اور غزوۂ بنی انمار بھی کہتے ہیں اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان میں ۸ سنہ ہجرت اور پر کے بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ متمیز نہونے سے میں نے سب کو تبعاً خیبر کے

[1] اور حضرت اسامہؓ سے وہ غلطی کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تقیہ پر محمول کیا اسی واقعہ میں ہوئی ۱۲ منہ [2] اور وہ قصہ اسی میں ہوا تھا کہ انھوں نے ایک دن غصہ ہو کر آگ جلوائی اور سب کو کہا اسمیں گھس جاؤ بعضے آمادہ ہو گئے اور بعض نے انکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع میں جائز نہیں ۱۲ منہ

ف ۱ ذات الرقاع و نجد و بنی انمار
ف ۲ [illegible]

ذیل مین ذکر کردیا اسی سنہ مین ذیقعدہ کے مہینہ مین عمرۃ القضا واقع ہوا صلح حدیبیہ مین جو شرط ٹھیری تھی اُسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ مین آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپنے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ مین جو ساتھ تھے وہ ضرور چلین مکہ پہونچکر عمرہ کیا اور وہان حضرت میمونہؓ بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپنے اُسکی خالہ کو جو حضرت جعفرؓ کے نکاح مین تھین سپرد کردیا جیسا حدیثون مین ہے **سنہ ۸ ہجرت** غزوہ موتہ یہ جمادی الاولی مین ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عُمیر آپ کا نامۂ مُبارک حاکم بصریٰ کے پاس لیے ہوئے جاتا تھا راہ مین حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے جس کا نام شرحبیل بن عمرو غسانی تھا اُس کو قتل کر ڈالا آپنے اُس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہوجاوین تو جعفرؓ بن ابی طالب کو امیر بناوین اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو عبداللہؓ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو ایک مسلمان کو مسلمانون مین سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانون نے حضرت خالد بن الولیدؓ کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخریٰ مین غزوہ ذات السلاسل ہوا یہ وادی القریٰ کے آگے ہے اور یہان سے مدینۂ منورہ دس دن کی راہ ہے آپنے سُنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپنے

عمرۃ القضا

نکاح حضرت میمونہؓ

غزوہ موتہ

غزوہ ذات السلاسل

ف کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہین قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جسمین آپ بھی تشریف رکھتے ہون ۱۲ منہ

حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو
خبر ملی کہ مجمع اعدا کا زیادہ ہے تو دو سو آدمی دیگر حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو
بھیجا اور اُنمین حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
کچھ غنیم ملے مسلمانون نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک
پانی پر ٹھیرا تھا جسکا نام سلسل تھا اس لیے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور
بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہین وہ زمین ایسی ہی تھی اور
بخاری مین غزوۂ ذات السلاسل سے پہلے غزوۂ ذی الخلصہ[ف۱] کا بھی ذکر کیا ہے جسمین آپنے
جریر بن عبد اللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو
بھیجا تھا جو قبیلۂ خثعم مین کہ اہل یمن مین سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی
سال رمضان مین فتح[ف۲] مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدار اعزاز اسلام اور مفتاح شیوع
دین ہے سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاعہ کہ صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد مین اور بنی بکر کہ قریش کے عہد مین ہو گئے تھے آپس مین لڑے اور زیادتی
بنی بکر کی تھی کہ خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے اُنکی خفیہ مدد کی آپنے قریش کی
اس عہد شکنی کی خبر پاکر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر مہاجرین و
انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر مین تھے موکب
ہمایون داخل مکہ ہوا اور قتال شروع ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار دشمن
شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُنکی جان بخشی فرمائی گئی اور اُس روز تھوڑی
دیر کے لیے حرم مین قتال کی اجازت حق تعالی کی طرف سے ہو گئی تھی اور فتح کا قصہ
نہایت مبسوط ہے تواریخ حبیب اللہ مین دیکھ لیا جاوے یہان اختصار مدنظر ہے اور

ف ۱ غزوۂ ذی الخلصہ

ف ۲ فتح مکہ

آپؐ نے خانہ کعبہ کے بتوں کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ مین تھے اُنکے توڑنے اور مٹانے کے لیے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزّیٰ کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زیدؓ اشہلی کو مناۃ کی طرف کہ مشلل مین قدید کے قریب اوس اور خزرج و غسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کرکے آگئے اور آپؐ نے اقامت مکہ ہی کے زمانہ مین حضرت خالدؓ کو بنی خذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا[۱] پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا اِس کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہین یہ دونون موضع ہین مکہ اور طائف کے درمیان مین اور غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہین کیونکہ یہی لوگ آپؐ سے قتال کو آئے تھے آپؐ ان کے کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا درمیان مین کچھ پریشانی لشکر اسلام مین ہو گئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصّہ مقام حنین مین ہوا پھر کفّار حنین سے بھاگ کر اوطاس مین جمع ہو گئے حملۂ لشکر اسلام سے وہان بھی شکست پائی اور اِسکے بعد شوال کے مہینہ مین آپؐ نے طائف کا کہ وہان بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف مین قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر علم الٰہی مین اس کے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپؐ وہان سے اٹھ آئے اور بعد غزوۂ تبوک کے کہ جسکا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بت اُنکی ہان

غزوۂ حنین و اوطاس و ہوازن

محاصرۂ طائف و بنی ثقیف

[۱] جب یہ وہان پہونچے وہ لوگ مسلمانون کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اِسلیے بجاے اسلمنا کے صبأنا صبأنا کہنے لگے حضرت خالدؓ نے غلطی سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سنکر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ مین حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ مین کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالدؓ کو فہمایش فرما دی ۱۲ منہ

تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم میں عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی طرف
پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد
وعورتیں گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر انکے چند رؤساء اقرع بن حابس وغیرہ
مدینہ میں آئے اور بعد مقابلہ نظم ونثر کے مسلمان ہوگئے آپنے اُن کو خوب عطیہ بھی دیا
پھر صفر میں قطبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لیکر مدینہ
آگئے اور اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات
پائی **۹ھ ہجرت** ربیع الاول میں ایک لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمراہی
میں بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الآخر
میں علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبداللہ
بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علیؓ کو ایک بُت خانہ منہدم
کرنیکے لیے جو کہ قبیلہ طے میں تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بت خانہ
منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور انکی بہن
قید کی گئی آپنے اُنکی بہن کو اُنکی درخواست پر رہا کردیا اور سواری بھی دی اُسنے
عدی سے جاکر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہوگئے پھر رجب میں غزوۂ
تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام میں اسکو غزوۂ عسرت بھی
کہتے ہیں اسلیے کہ تکلیف کے دنوں میں اسکی تیاری ہوئی تھی سبب اسکا یہ ہوا کہ آپکو
خبر پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود
اُس پر لشکر لیجاویں قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار

آدمی اس غزوہ مین آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک مین پہونچے اور متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا ادھر رخ نہ کیا آپ نے اطراف و جوانب مین لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالدؓ کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف بھیجا وہ اسکو گرفتار کرکے لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کردیا اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہوگیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہوگئے آپ صحابہؓ سے مشورہ کرکے مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی زمانہ مین مسجد ضرار کے ہدم کا قصہ ہوا وہ یون ہوا کہ ابو عامر ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا اور کتابین پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت مین سرگرم رہا بعد غزوۂ بدر کے مدینہ سے بھاگ کر قریش سے جا ملا اُحد مین آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تا کہ بادشاہ روم کا لشکر آپ پر چڑھا لاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ مین منافقین کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بناوین وہ جگہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قُبا کے متصل بنوا چکے تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اُسمین چلکر نماز پڑھ لین مطلب یہ تھا کہ اس سے اُسکی رونق ہوجاوے گی آپ نے فرمایا اسوقت جہاد کو جاتا ہون بعد معاودت دیکھا جاویگا بعد معاودت پھر استدعا کی اللہ تعالی نے اُنکے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتین نازل فرمائین والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الا یۃ آپ نے اُسکو کھدوا ڈالا اور جلا دیا اور اسی سال حج فرض ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم و ہدایت وفود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے ایلچیون کے جن کا ذکر بعد مین آتا ہے اور ۹ھ مین یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بسبب اہتمام غزوات کے (کہ ہر وقت

قصۂ مسجد ضرار

فرضیت حج

احتمال اسکا رہتا تھا) خود تشریف نہ لیجاسکے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج مقرر کر کے مکہ کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج موافق شرائع اسلام کے کرادین اور سورۂ برارت واسطے سُنانے احکام نقض عہد کے اُنکے ساتھ کر دی پھر پیچھے سے موافق عادت عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہین حضرت علیؓ کو روانہ کیا اُن احکام کی تفصیل سورۂ برارت مین ہے اور اسی سال حضرت ام کلثومؓ آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا **سنہ ۱۰ ہجرت** اسمین آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپنے ایسی باتین فرمائین جیسے کوئی وداع کرتا ہے لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہے آپکے حج کی خبر سُنکر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے اور اسی حج مین عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام مین خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگون نے جو یمن مین حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انکی بیجا شکایتین آپ سے کی تھین پھر آپ مدینہ پہونچکر ہدایت وارشادِ خلق وعبادت خالق مین مشغول ہوے اور ربیع الاول مین سفر آخرت کو آپنے اختیار فرمایا

من القصیدۃ فی غزواتہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَا زَالَ يَلْقَاهُمُ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ ۞ حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمٍ

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ ۞ تَرْمِيْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمٍ

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ

لہ آپ کفار سے ہر میدان جنگ مین لڑتے رہے یہان تک کہ وہ بسبب نیزہاے مجاہدین کے اُس گوشت بیحس وحرکت کے مشابہ ہو گئے جو تختۂ قصاب پر رکھا ہوا ہو
سے دین اسلام دریاے لشکر کو جو گھوڑے تیز و نرم رفتار پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسے حال مین کہ وہ دریا دلیرون کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیرون کی صفین باہمدیگر متلاطم مین)
سے لشکر اسلام (ثبات قدم مین) پہاڑون کے

مَا ذَا رَأٰی مِنْهُمْ فِیْ کُلِّ مُصْطَدَمٍ
سَلْ حُنَیْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا ۵۵
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَّھُمْ اَدْھٰی مِنَ الْوَخَمِ
وَمَنْ یَّکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ نُصْرَتُہٗ ۵۵
اِنْ تَلْقَہُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِھَا تَجِمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حاسد ہے (اگر تجکو میرے قول کا یقین نہین آتا تو) انکا حال (وکیفیت استقلال) اُن کے مقابل سے دریافت کرے کہ اُنسے اُنکا ہر جنگ گاہ مین کیا حال دیکھا ہے ۵۵ اور اُن کا حال مقامات جنگ سے یعنی) حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو اُنکے حق مین وبا سے بھی زیادہ سخت مین ضرر مین ۵۵ اور جس کی نصرت بذریعۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اسکو شیر اپنے بیشون مین ملین تو وہ دم بخود رہ جاوین ۱۲ عطر الوردہ

اٹھارھوین فصل وفود کے بیان مین

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل مین بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آوین گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام مین داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہوگئے کچھ آدمی حضور اقدس مین واسطے سیکھنے شرائع اسلام کے بھیجدیتے وہ لوگ جو حضور مین حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال مین وفد بکثرت آئے یعنی ۹ سنہ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطرداری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے نیز عام اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہے قصے انکے کتب سیر مین

ا۔ اور بعض قبیلہ نے بجاے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاری نجران ۱۲ منہ

مذکور ہین (۱) وفد ثقیف جن کا ذکر غزوہ طائف کے ذیل مین آچکا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوہ تبوک سے رمضان مین واپس ہوئے تھے اور اُسی ماہ مین یہ لوگ حاضر ہوئے تھے (۲) وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوہ طائف کے گذرا ہے کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے (۳) وفد طے غزوہ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے (۴) وفد عبد القیس[له] (۵) وفد بنی حنیفہ ان مین مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور انمین بعضے لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ سنہ ۱۰ھ کے اخیر مین آئے تھے (۶) دوسرا وفد طے[۲] انمین زید خیل آئے تھے (۷) وفد کندہ انمین اشعث بن قیس بھی تھے (۸) وفد اشعریین واہل یمن (۹) وفد ازد ان مین صرد بن عبد اللہ بھی آئے تھے (۱۰) وفد بنی الحارث بن کعب ربیع الثانی یا جمادی الاولی سنہ ۱۰ھ مین (۱۱) وفد ہمدان (۱۲) وفد مزینہ (۱۳) وفد دوس (۱۴) وفد نجران[۳]۔ (۱۵) وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے (۱۶) طارق بن عبد اللہ مع اپنی قوم کے (۱۷) وفد تجیب (۱۸) وفد بنی سعد ہذیم از قبیلہ قضاعہ (۱۹) وفد بنی فزارہ بعد تبوک (۲۰) وفد بنی اسد (۲۱) وفد بہرار (۲۲) وفد عذرہ صفر سنہ ۹ھ مین (۲۳) وفد بلیٰ[۴] ربیع الاول سنہ ۹ھ مین (۲۴) وفد ذی مرہ (۲۵) وفد خولان شعبان سنہ ۱۰ھ مین (۲۶) وفد محارب سال

[له] اشج عبد القیس جن کی مدح حدیثون مین آئی ہے ان ہی مین آئے تھے ۱۲ منہ [۲] مباہلہ کا قصہ ان ہی لوگون سے ہوا تھا انھون نے اسلام تو قبول نہین کیا مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے ۱۲ منہ [۳] زاد المعاد مین اسی طرح ہے شاید محرم سے ابتدا کے اعتبار سے یہ سنہ لیا ہے ۱۲ [۴] بروزن رضی قبیلۃ کذا فی القاموس ۱۲ منہ

حجۃ الوداع مین (۲۷) وفد صداء[1] ۸ھ مین (۲۸) وفد غسان رمضان ۱۰ھ مین (۲۹) وفد سلامان شوال ۱۰ھ مین (۳۰) وفد بنی عبس[2] (۳۱) دوسرا وفد ازد ان مین سوید بن الحارث آئے تھے (۳۲) وفد بنی منتفق (۳۳) وفد نخع اور یہ آخر وفود ہے کذا فی زاد المعاد۔

من القصیدۃ

يَا خَيْرَ مَنْ يَمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَهُ
سَعْيًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَيْنُقِ الرُّسُمِ
وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فصل انیسوین حکام اور اہل کارون کے متعین فرمانے مین واسطے انتظام

ملکی وتحصیل صدقات وجزیہ کے جن بلاد مین اسلام کا تسلط ہوگیا وہان اسکام کے لیے ان صاحبون کو مامور فرمایا۔ (۱) مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر (۲) زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر (۳) عدی کو طے پر اور بنی اسد پر (۴) مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر (۵) زبرقان

[1] زیاد بن حارث صدائی جنکی اذان کا قصہ حدیث مین آیا ہے وہ اسی قبیلے سے ہین ۱۲ منہ [2] آپنے انسے حضرت خالد بن سنان کی اولاد کو پوچھا انھون نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اسکی نسل منقطع ہوگئی آپنے فرمایا نبی تھی انکی قوم نے انکو ضائع کردیا یعنی انکی قدر نہ پہچانی ۱۲ منہ [3] اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متامل کے لیے اور وہ بڑی نعمت ہے قدردان کے لیے (کہ آپ کی قدر سمجھکر وفود آتے تھے) عطر الوردہ مع تغییر ۱۲

[4] اور اگر نجران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے نکال دیا جاوے اور ازد اور طے کے دونون وفدون کے مجموعہ کو ایک کے حکم مین رکھا جاوے تو تیس ہوتے ہین ۱۲ منہ [5] اے بہترین انکے کہ سائل دوڑتے ہوے اور تیز رو اونٹنیون کی کشتون پر سوار ہوکر انکی درگاہ کا قصد کرتے ہین (جیسے وفود آتے تھے) جواب مقدای اجیل علینا ۱۲ منہ

بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقون پر (۶) قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقون پر (۷) علاء بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لیے (۸) حضرت علیؓ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثون سے (۹) عتاب بن اسید کا مکہ پر اور (۱۰) معاذ بن جبل اور (۱۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا ثابت ہے۔

من القصیدۃ

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُوْ بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ وَهِيَ بِهِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۵۱ اصحاب کرام مین ہر ایک محب ہے عوت حق (ہے کہ آپ کے ہمان بھیجا یا چلے گئے) اور امید وار عطا سے حق ہے (کہ ثواب کے لیے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینک دے۔ ۱۲

۵۲ یہان تک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہو گئی اس حال مین کہ وہ ملت اسلام اُن سے ملحق و ملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ اُن کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجا لائے) ۱۲ عطر الوردہ بتغیر ما۔

فصل بستوین فرمانون کی روانگی مین ملوک و سلاطین کی طرف (۱) ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامہ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہین لایا (۲) کسریٰ شاہ فارس کو عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اُس نے نامہ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپ نے سُنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا (۳) نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہین ہے جسکے زمانہ مین ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اُس نجاشی کے بعد ہوا اور اسکے اسلام کا حال معلوم نہین ہوا کذا فی زاد المعاد (۴) مقوقس

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہین لایا مگر ہدایا بھیجے (۵) منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہو گئے اور بدستور بر سر حکومت قائم رکھے گئے (۶) دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی وعبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونون مسلمان ہو گئے (۷) ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہین ہوا (۸) حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ مین کذا فی زاد المعاد (۹) جبلہ بن[1] ایہم غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے ذیل مین اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور مین بھیجین علاوہ اُن سلاطین کے جنھون نے آپ کے فرمانون کے جواب عرض کیے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدون کے ہاتھ بھیجے اُنکے نام یہ ہین (۱) حارث بن عبد کلال (۲) نعیم بن عبد کلال (۳) نعمان حاکم ذورعین ومعافر وہمدان (۴) زرعہ ذویزن یہ سب ملوک یمن ہین اور (۵) فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اُسکو قید کیا اور پھر قتل کر دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام (۶) باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ مع اپنے دونون بیٹون اور اُن لوگون کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے

---

[1] یہ آخر ملوک شام ہے کذا فی القاموس ۱۲ منہ

اُسکے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیجدی کذا فی تواریخ حبیب آلہ مع قصۃ سبب اسلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب ملکر بندرہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام مین رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھدینا اور اُن لوگونکا مسلمان ہوجانا مذکور ہے اور بخاری کی شرح کرمانی مین ملوک یمن مین سے ذوالکلاع الحمیری اور ذوعمرو کا مسلمان ہو کر حضورؐ مین حاضر ہونے کے لیے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات مین نہ پہونچ سکنا لکھا ہے۔

من القصیدۃ

آیَاتُہُ الْغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ
بِدُوْنِهَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ [1]

مُحَکَّمَاتٌ فَمَا یُبْقِیْنَ مِنْ شُبَہٍ
لِذِیْ شِقَاقٍ وَّلَا یَبْغِیْنَ مِنْ حَکَمِ [2]

مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ [3]

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

[1] آپ کے روشن احکام کسی پر مخفی نہین (چنانچہ اِن سلاطین پر ظاہر ہو گئے کہ قبول کیا یا مغلوب ہوئے) بدون اُن احکام کے لوگون مین عدل قائم نہین ہوا۔ ۱۲

[2] وہ احکام (امور متنازع فیہما مین) حکم اور فیصل کنندہ قرار دیے جاتے ہین سو وہ شبہات کو باقی نہین چھوڑتے کسی مخالف کے لیے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور فیصلہ کنندہ کے طالب ہین (کیونکہ وہ خود اِسکے لیے کافی ہین)

[3] اُن احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہین کیا گیا مگر اُس کا انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر اُن کی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا (جیسا ان سلاطین نے عجز کا اقرار کیا)، عطر الوردہ مع تغیر ما۔ ۱۲

فصل اکیسویں[۲۱] آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات میں

اسمیں رسالہ شمیم الحبیب مصنفہ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے (جس کا ملحقۃ المقدمہ میں ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل میں کافی مقدار پر مشتمل ہے) ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اِسکا شم الطیب ترجمۂ شمیم الحبیب ہے اِس فصل کے اجزاء کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاوے گا۔ ومن اللہ التوفیق۔

شمیم الحبیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ أَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُوْلًا عَرَبِيًّا هَاشِمِيًّا مَكِّيًّا مَدَنِيًّا سَيِّدًا أَمِيْنًا صَادِقًا مُصَدَّقًا وَفِيًّا قُرَشِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا لَهٗ حَفِيًّا نَجِيًّا وَبَعْدُ فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ جَمَعُوْا شَمَائِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَسَلَكُوْا فِيْهِ مَسْلَكًا طَرِيًّا وَنَحَوْا مَنْهَجًا سَوِيًّا وَلٰكِنَّ بَعْضَهُمْ

شم الطیب

(ترجمۂ شمیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبریں دینے والے سچی خبریں دیئے گئے قریشی ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپ کے محب خاص اور رازدار با اختصاص تھے رحمت نازل فرماوے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء (ہمیشہ ہی) نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔

اور اس باب میں نو بنو مسلک اور اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن بعض نے

قد اطنبوا الاطنابا املالا وبعضهم
اوجزوا الایجاز اخلالا فالناس بین هارب
وشائق وطالب تائق فاردت ان
اذکر نبذا من محاسنه ومکارمه
وشطرا من شمائله وخصاله مختصرا وافیا
وموجزا شافیا فان العاشق الهائم
المهجور اذا فقد الوصال یتسلی بذکر الدار
والخال ویتعلل بوصف الجمال و
تذکار الخصال ومع ذلک فارجو
به الثواب والنجاة من العذاب
والشفاعة من حبیب رب الارباب
والدعاء من الطلاب والاحباب کیف ولا
وسیلة لی من حسن العمل والعمر مصروف
فی المعاصی والزلل فتمسکت بذیل
شمائله وتشبثت بذکر مدائحه
وفضائله تقبل الله عنی وعن جمیع

اسقدر تطویل کی جس سے دل اُکتا جائے
اور بعض نے اسقدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی مین
خلل پڑجائے اور لوگ مختلف ہوتے ہین بعضے
(تطویل یا ایجاز سے) بھاگتے ہین اور بعضے
اُسکے شائق اور طالب ہوتے ہیں (سو تطویل
واختصار سے نفع عام نہین ہوتا بخلاف مقدار
اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے
موافق ہوتا ہے) اِسلیے مین نے ارادہ کیا کہ آپ کے
محاسن اوصاف ومکارم اخلاق اور شمائل اور
خصال مین سے ایک مختصر حصّہ مگر کافی وشافی قلمبند
کرون کیونکہ عاشق سرگشتہ ومہجور جب محروم
الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط وخال ہی کو
یاد کرکے اپنے دل کو سمجھاتا ہے۔ اور محبوب کے جمال
اور اوصاف کا بیان وتذکرہ کرکے اپنا جی بہلاتا ہے
اور اسی کے ساتھ مین اِس مین حصول ثواب
اور نجات من العذاب اور شفاعت محبوب
رب الارباب ور دعاے طالبین واحباب کی بھی
امید رکھتا ہون۔ اور یہ اُمید کیسے نہ رکھون
جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہین۔
اور عمر تمام معاصی اور لغزشون مین صرف ہوئی
اِسلیے مین نے آپ کے شمائل ومدائح وفضائل
کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالے مجھ سے
اور سب مسلمانون سے اسکو قبول فرماوے

الْمُسْلِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ
لَمَّا کَانَ الْکِتَابُ الْمُسْتَطَابُ الشَّمَائِلُ
لِاَبِیْ عِیْسَی التِّرْمِذِیِّ وَالشِّفَاءُ لِقَاضِیْ
عِیَاضٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ الْعِیَاضُ اَجْمَعَ وَاَضْبَطَ
فِیْ هٰذَا الْبَابِ فَالْتَقَطْتُ مِنْهُمَا مَا یُغْنِیْ
الطَّالِبَ الْمُشْتَاقَ وَیَسْلُوْ بِهِ الْمَهْجُوْرُ
الْمُشْتَاقُ فَلْنَبْدَاْ بِحَدِیْثِ الْحَسَنِ بْنِ
عَلِیٍّ عَنْ هِنْدٍ فَاِنَّهٗ فِیْ غَایَةِ الْفَصَاحَةِ
وَالْبَلَاغَةِ وَاَقْصٰی دَرَجَةِ تِبْیَانِ خَصَائِصِ
مَعْدِنِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ عَلَیْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ اَتَمُّهُمَا وَاَکْمَلُهُمَا اَقُوْلُ
رَوَی الْقَاضِیْ بِاِسْنَادِهِ الْمُعَنْعَنِ الْمُتَّصِلِ اِلٰی
عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَهُوَ الْاِمَامُ الْهُمَامُ زَیْنُ
الْعَابِدِیْنَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِنِّیْ
سَاَلْتُ خَالِیْ هِنْدَ بْنَ اَبِیْ هَالَةَ عَنْ حِلْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ وَصَّافًا وَاَنَا

مستحق جمیع محامد کا وہی رب العالمین ہے اور
چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور
کتاب الشفا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اس باب مین
جامع تر اور ضابطہ تر تھی اسلیے مین نے ان ہی
دو کتابون سے ایسے مضامین منتخب کیے جو
طالب راغب کو (دوسری کتابون سے)
بے نیاز کردین اور جن سے مہجور مشتاق دل کو
تسلی دے سکے۔ سو ہم امام حسن بن علیؓ کی
روایت سے جو کہ ہندؓ سے مروی ہے شروع
کرتے ہین کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت کے
منتہی پایہ پر ہے اور معدن نبوت و رسالت
یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً وسلاماً
تامین کاملین کے بیان خصوصیات کے اعلےٰ
درجہ مین ہے پس مین کہتا ہون (وصل اوّل
آپ کے حلیہ شریفہ مین) قاضی ممدوح نے
اپنے اسناد معنعن سے جو کہ امام زین العابدین
تک پہونچتی ہے روایت کیا ہے کہ انھون
نے کہا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا
کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ
سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ
دریافت کیا اور وہ حضور کا بکثرت ذکر
اوصاف کیا کرتے اور مین امیدوار رہا کہ ان
اوصاف مین سے کچھ میرے سامنے بھی

اَرْجُوْا اَنْ یَّصِفَ لِیْ مِنْهَا شَیْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ

قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا

مُّفَخَّمًا یَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ

اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ

عَظِیْمُ الْهَامَةِ رَجِلُ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ

عَقِیْقَتُهٗ فَرَقَ وَاِلَّا فَلَا یُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ

اُذُنَیْهِ اِذَا هُوَ وَفَّرَهٗ اَزْهَرُ اللَّوْنِ وَاسِعُ

الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَیْرِ

قَرَنٍ بَیْنَهُمَا عِرْقٌ یُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَی

الْعِرْنِیْنِ لَهٗ نُوْرٌ یَّعْلُوْهُ یَحْسَبُهٗ مَنْ لَّمْ

یَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ کَثُّ اللِّحْیَةِ اَدْعَجُ سَهْلُ

الْخَدَّیْنِ ضَلِیْعُ الْفَمِ اَشْنَبُ مُفَلَّجُ الْاَسْنَانِ

دَقِیْقُ الْمَسْرُبَةِ کَاَنَّ عُنُقَهٗ جِیْدُ دُمْیَةٍ

فِیْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ

بیان کریں جسکو میں اپنے ذہن میں جمالوں۔ پس انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے آپ کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلان تھا۔ موے سر سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے وقت اُن میں اتفاقاً از خود) مانگ نکل آتی تو مانگ کھلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی ابتداے اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے) آپ کے موے سر مبارک گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپ بالوں کو بڑھائے ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی ابرو خم دار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں اُبھر جاتی تھی بلندی تھی سی مبارک پر ایک نور رہا یاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں (ذرا ذرا) رخنے تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔

۵۳ بفتح المیم وسکون الشین المعجمۃ والراء المضمومۃ الشعر الذی فی وسط الصدر الی البطن ۱۲

۵۵ بمیم مضمومۃ وشین معجمۃ وذال معجمۃ مفتوحۃ ثم باء موحدۃ ای البائن الطویل فی نحافۃ ۱۲

لہ یعنی ان انفرق شعر راسہ بعد ما جمعہ عقیصۃ ولیہ ترکہ منفرقا والا ترکہ شعرہ فی نسختہ قال ہی عقیصۃ کان ہذا فی اول الاسلام ثم فرق شعرہ بعد ہذا ۱۲

لہ قال الجوہری الشمم ارتفاع قصبۃ الانف مع استواء اعلاہ

مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءُ

الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ مَسِيْحُ الصَّدْرِ بَعِيْدُ

مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ أَنْوَرُ

الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ

بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ عَارِي الثَّدْيَيْنِ مَا سِوَى

ذٰلِكَ أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَ

أَعَالِي الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ

الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ

سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ شَائِلُ

الْأَطْرَافِ سَبْطُ الْعَصَبِ خُمْصَانُ

الْأَخْمَصَيْنِ مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا

الْمَاءُ إِذَا زَالَ زَالَ تَقَلُّعًا وَيَخْطُوْ

تَكَفُّؤًا وَيَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ إِذَا

مَشٰى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَ

بدن جسامت مین معتدل و پُرگوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے اُبھرا ہوا تھا آپ کے شانون کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ بڑی ہڈیان کلان تھین کپڑا اوتارنے کی حالت مین آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالون کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالون کے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونون بازو اور شانون سینہ کے بالائی حصّہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیان دراز تھین ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پُرگوشت تھے (ہاتھ پانون کی) اُنگلیان لمبی تھین یا راوی نے بلند کہا ہے (کہ اسکا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپ کے برابر تھے آپکے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے مین زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لیے پانون اُٹھاتے تو قوت سے پانون اُٹھاتا تھا اور قدم اسطرح رکھتے تھے کہ آگے کو جھکے پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے مین ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی مین اُتر رہے ہین

لہ فی الصحاح الاخمص ما دخل فی باطن القدم فلم یصب الارض والمراد اعتدالہ ولا فہو غیر محمود و لم یکن خمصہ مرتفعا حدا فانہم وفی حدیث ابی ہریرۃ ولیس لہ اخمص ذا داوطی بقدمہ وطی کلہا سقا وہذا یوافق قولہ مسیح القدمین ۱۲

دور مبتر ازان عادہا آنچہ یعنی زانہا … والانشقاق … ولا تکسر …

… نصیف …

یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہون روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے **ف** اور فصل سابق کی چوتھی روایت مین قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتون کا آپ کے جلو مین ہونا مذکور ہو چکا ہے **ساتوین روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجکو جنت کے جوڑون مین سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر مین عرش کی داہنی طرف کھڑا ہون گا کہ کوئی شخص خلائق مین سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** لمعات مین ہے کہ غالبا یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعودؓ و مجاہدؒ سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب مین مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث مین جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس پہنایا جاویگا تو خود اُس حدیث مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہین ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُسمین ہے ویجاء بکم حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اُسمین حضور مقدم ہین اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اُسمین حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہون گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو بقول مورخین نمرود نے آگ مین زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُسکا صلہ ہو بہرحال انشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے مین حضورؐ ہی مقدم ٹھیرے **آٹھوین روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل حدیث مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط مین پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولون سے پہلے مین اپنی امت کو

ذَوَاقًا[1] وَلَا يَمْدَحُهُ وَلَا يُقَامُ لِغَضَبِهِ[2] إِذَا تُعُرِّضَ لِلْحَقِّ بِشَيْءٍ حَتّٰى يَنْتَصِرَ لَهُ وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ وَلَا يَنْتَصِرُ لَهَا وَإِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا[3] وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا[5] فَضَرَبَ بِإِبْهَامِهِ الْيُمْنٰى رَاحَتَهُ الْيُسْرٰى وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ وَإِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ وَيَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ قَالَ الْحَسَنُ فَكَتَمْتُهَا[4] الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي إِلَيْهِ فَسَأَلَ أَبَاهُ عَنْ مَدْخَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مذمت تو اسلیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اسلیے نہ فرماتے کہ اکثر اُسکا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اُسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جب تک کہ اُس حق کو غالب کر لیتے اور اپنے نفس کے لیے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لیے انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اسکو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اُسپر مارتے اور جب آپکو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منھ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپکا تبسم ہوتا اور اُسمیں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے (فصل دوم آپکے تقسیم اوقات و طرز معاشرت میں) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک حسین بن علیؓ سے اسکو چھپائے رکھا پھر جو میں نے اُنسے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھسے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں جانا اور باہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب

[1] بفتح الذال المعجمة المراد به المذوق المطعوم ۱۲ [2] یعنی کسے در حالت غضب او بجہت شجاعت او ایستادہ نمی شد ۱۲ چیز او بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف آید ۱۲ [3] قال ابن الاثیر اراد ان اشارته مختلفة فكان للتوحيد والتشهد بالسبحة ولغيره بالكف ۱۲ [4] اے الی الحدیث المشتمل علی الصفات ۱۲

[5] اشار الی ان الباء فی بها للتعدية والی ان الضمیر فی بها مبهم يفسره قوله بابهامه والی ان اتصل تفسيره ضرب فافهم ۱۲ منه

وَمَخْرَجِهٖ وَمَجْلِسِهٖ وَشَكْلِهٖ فَلَمْ يَدَعْ[ا] مِنْهُ شَيْئًا قَالَ الْحُسَيْنُ رض سَأَلْتُ أَبِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ دُخُولِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ دُخُولُهٗ لِنَفْسِهٖ مَأْذُونًا لَهٗ فِي ذٰلِكَ فَكَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّأَ دُخُولَهٗ ثَلٰثَةَ أَجْزَاءٍ جُزْءًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَجُزْءًا لِأَهْلِهٖ وَجُزْءًا لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّأَ جُزْأَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ فَيَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَى الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَكَانَ مِنْ سِيرَتِهٖ فِي جُزْءِ الْأُمَّةِ إِيْثَارُ أَهْلِ الْفَضْلِ بِإِذْنِهٖ وَقَسْمُهٗ عَلٰى

(بین السطور: علی اجہات المؤسسین ۱۲ — ای للاکل والمنام ونحوہما ۱۲ — یعنی جامیگرفت ۱۲ قسم ۱۲ — یعنی جزء برائے ایشان بار امیداشت بر حصہ میرسید قسمت میکرد ۱۲ — اے باذن لا اہل الفضل ۱۲)

پوچھ چکے ہین اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کیے ہوئے) نہین چھوڑی۔ غرض امام حسین رض فرماتے ہین کہ مین نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا اُنھون نے فرمایا کہ آپکا گھر مین اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لیے تشریف لیجانا آپ اس باب مین (منجانب اللہ) ماذون تھے سو آپ اپنے گھر مین تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کیوقت کو تین حصون پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والون (کے حقوق ادا کرنے) کے لیے (جیسے اُنسے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لیے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگون کے درمیان تقسیم فرما دیتے (یعنی اُسمین سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام مین صرف فرماتے) اور اُس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگونکے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ مین عام لوگ تو نہین آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتین سُنکر عوام کو پہونچاتے اسطرح سے عام لوگ بھی ان منافع مین شریک ہو جاتے) اور لوگون سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصہ اُمت مین آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل کو) آپ اسرامر مین اور ونپر ترجیح دیتے کہ اُنکو حاضر

[ا] ای مما سمعت من شمائلہ المذکورۃ یعنی واقف بیان علی رض وشنیدہ ۱۲ [۲] یعنی اذن پروردگاری طلبید برائے حاجات خود لما یرکہ حاجات یعنی حاجت ستیزان الٰہی نبود ۱۲ [۳] قال ابن الاثیر اراد ان العامۃ لا تصل الیہ فی ہذا الوقت فکانت الخاصۃ تخبر العوام بما سمعت فکانہ اوصل الفوائد الی العامۃ بسبب الخاصۃ وقیل

قدر فضلهم فی الدین فمنهم ذو الحاجة ومنهم ذو الحاجتین ومنهم ذو الحوائج فیتشاغل بهم ویشغلهم فیما اصلحهم (مشغول است ایشان را ۱۲) والامة من مسألته عنهم واخبارهم (ای واصلح الامة ۱۲) (از پرسش پیغمبر ا رصحابه را ۱۲) بالذی ینبغی لهم ویقول لیبلغ الشاهد منکم الغائب وابلغونی حاجة من لا یستطیع ابلاغی حاجته فانه من ابلغ سلطانا حاجة من لا یستطیع ابلاغها ثبت الله قدمیه (الصیر للحاجة ۱۲) یوم القیامة علی الصراط لا یذکر عنده الا ذلک ولا یقبل من احد (ای حوائج الناس ۱۲) غیره (ای غیر هذا الکلام ۱۲) وفی حدیث سفیان بن وکیع قال علی رضی الله عنه یدخلون رواداً ولا ینصرفون عن الا من ذواق

ف یعنی در می آمدند صحابه در مجلس پیغمبر در ان حالت که طالب و محتاج علم بودند و بیرون نمی شدند مگر از چشیدن علم یا گوییم که یا تعلم علم میخوردند شراب یا طعام و بیرون می آمدند با طعم سلام ۱۲

ف یعنی سخن مختصر جامع المعنی ۱۲

ہونے کی اجازت دیتے اور اسوقت کو اُن لوگونپر بقدر اُنکے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو اُن مین سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتین ہوتین کسی کو زیادہ ضرورتین ہوتین سو اُنکی حاجت مین مشغول ہوتے اور اُن کو ایسے شغل مین لگاتے جسمین اُنکی اور بقیہ اُمت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور اُن کے مناسب حال امور کی اُن کو اطلاع دیتے اور آپ فرمایا کرتے کہ جو تم مین حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیر ذلک) نہ پہونچا سکے تم لوگ اُسکی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچاوے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو پلصراط پر ثابت قدم رکھے گا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ان ہی باتون کا ذکر ہوتا تھا اور اسکے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگون کے حوائج ومنافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر باتون کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیع کی حدیث مین حضرت علیؓ کا یہ بھی قول ہے کہ لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر

وَيَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً يَعْنِيْ فُقَهَاءَ

قُلْتُ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ مَخْرَجِهٖ كَيْفَ
مقولہ امام حسینؓ ۱۲

يَصْنَعُ فِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
علیٰ ۱۲

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْزُنُ لِسَانَهٗ
یحفظ ۱۲

اِلَّا مِمَّا يَعْنِيْهِمْ وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُفَرِّقُهُمْ

وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ

وَيُحَذِّرُ النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ
اے یحترز ان یعتبوه ۱۲

مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّطْوِيَ عَنْ اَحَدٍ
نمی پیچید از کسے ۱۲

بِشْرَهٗ وَخُلُقَهٗ وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ
روئے کشادہ و خوش خوئی ۱۲ — وی پرسید احوال یاران ۱۲

وَيَسْاَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ

وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهٗ وَيُقَبِّحُ

الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّنُهٗ مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَيْرُ
خوار می پنداشت ۱۲

مُخْتَلِفٍ لَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ اَنْ يَّغْفُلُوْا

اَوْ يَمِيْلُوْا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ[1]

آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہوکر آپکے پاس سے باہر نکلتے۔ امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپکے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھسے بیان کیجیے کہ اُسوقت میں کیا کیا کرتے تھے اُنھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگونکی تالیف قلب فرماتے تھے اور انمیں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اُس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگونکو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور اُن (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نکرتے تھے اپنے ملنے والونکی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگونمیں جو واقعات ہوتے تھے آپ اُنکو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہوسکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بُری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے۔ آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کیساتھ ہوتا تھا اُسمیں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کرلیا کبھی کسی طرح کرلیا لوگونکی (تعلیم مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر اُنکو اُنکے حال پر چھوڑ دیا جاوے تو بعضے تو خود دین سے) غافل ہو جاوینگے یا (بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہوجاوینگے) اکتا جاوینگے ہر حالت کا آپکے یہاں ایک خاص سامان تھا

[1] لہ بفتح عین مہملہ و تاء مثناۃ فوقانیہ و آخرہ دال مہملہ ای ما یصلح لکل واقعۃ من الامور ۱۲

لَا يَقْصُرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ إِلَى غَيْرِهِ الَّذِينَ يَلُونَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ نَصِيحَةً وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُوَازَرَةً فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ عَمَّا كَانَ يَصْنَعُ فِيهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِسُ وَلَا يَقُومُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَلَا يُوَطِّنُ الْأَمَاكِنَ وَيَنْهَى عَنْ إِيطَانِهَا وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْقَوْمِ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذٰلِكَ وَيُعْطِي كُلَّ جُلَسَائِهِ نَصِيبَهُ حَتَّى لَا يَحْسَبُ جَلِيسُهُ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهُ أَوْ قَاوَمَهُ لِحَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتَّى

حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے۔ لوگوں میں سے آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیرخواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا پھر میں نے اُن سے آپ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اسمیں آپ کا کیا معمول تھا اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معیّن نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی بیٹھ جاوے تو اُسکو اُٹھا دیں) اور دوسروں کو بھی (اسطرح) جگہ معیّن کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اُسکا حِصّہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جُدا جُدا متوجہ ہوکر خطاب فرماتے) یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں جو شخص کسی ضرورت کے لیے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اُسکے ساتھ مقید رہتے۔

يَكُوْنُ هُوَ الْمُنْصَرِفُ مَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا أَوْ بِمَيْسُوْرٍ مِّنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ فَصَارَ لَهُمْ أَبًا وَصَارُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ مُتَقَارِبِيْنَ مُتَفَاضِلِيْنَ فِيْهِ بِالتَّقْوٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى صَارُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ حِلْمٍ وَعِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ وَأَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰى فَلَتَاتُهُ يَتَعَاطَفُوْنَ بِالتَّقْوٰى مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمُوْنَ الصَّغِيْرَ وَيَرْفِدُوْنَ

(في التعليم والتسعة ۱۲ — جمع حرمة والمراد عيوبها أي لا تذكر ۱۲ — أي في مجلسه ۱۲ — أي يعينون ۱۲)

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اسکے کہ اُسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اُسکو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگون کے لیے عام تھی گویا بجائے اُنکے باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق مین (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوی کیوجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقوی کی زیادتی سے تو ایکو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب باہم متساوی تھے) اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ حق مین سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اُسمین آوازین بلند نہ کیجاتی تھین اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیونکی اشاعت نہ کیجاتی تھی- آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقوی کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے اُسمین بڑون کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹون پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت-

---

له أبنت الرجل أي رميته بخلة سوء فهو مأبون كالمفعول في دبره والمراد لا تذكر فيه الأمور المحرمة يقال فلان أبون بكذا أي يذكر بقبيح ۱۲ ؎ أي سقطاته وزلاته والضمير للمجلس ۱۲

أي لم يكن في مجلسه فلتة وإن كانت من أحد سترت ۱۲

ذا الحاجة ويرحمون الغريب
فسألته عن سيرته صلى الله عليه وسلم
في جلسائه فقال كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم دائم البشر سهل الخلق
لين الجانب ليس بفظ ولا غليظ ولا
صخاب ولا فحاش ولا عياب ولا مشاح
يتغافل عما لا يشتهي ولا يؤيس منه
قد ترك نفسه عن ثلاث المراء والاكثار
وما لا يعنيه وترك الناس عن ثلاث
كان لا يذم احدا ولا يعيره ولا
يطلب عورته ولا يتكلم الا فيما يرجو ثوابه
واذا تكلم اطرق جلساؤه كانما على
رؤسهم الطير واذا سكت تكلموا لا
يتنازعون عنده الحديث من تكلم عنده
انصتوا له حتى يفرغ حديثهم حديث اولهم

له من العيب او عياب بالعين المعجمة من الغيبة ۱۲

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے اُن سے
آپ کی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی اُنھوں
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ رُو
رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہوجاتے
تھے نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے
اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان
کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے
جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی
طبیعت کے خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرما جاتے۔
(یعنی اُس پر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اُسے
مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہوجاتے) آپ نے تین
چیزوں سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام
اور بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے
آدمیوں کو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار
نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام
فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام
فرماتے تھے آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے
جیسے اُن کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں اور جب
آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے آپ کے سامنے کسی
بات میں نزاع نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولتا اُس کے
فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے
بیچ میں کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (میں سے ہر شخص
کی بات (رغبت کے ساتھ سُننے جانے میں)
ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات
تھی (یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی)

يَضْحَكُ مِمَّا تَضْحَكُونَ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا
يَتَعَجَّبُونَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ
فِي الْمَنْطِقِ وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ الْحَاجَةِ
يَطْلُبُهَا فَارْفِدُوهُ وَلَا يَطْلُبُ الثَّنَاءَ إِلَّا
مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى
يَجُوزَهُ فَيَقْطَعُهُ بِانْتِهَاءٍ أَوْ قِيَامٍ وَفِي
رِوَايَةٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ سُكُوتُهُ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ سُكُوتُهُ عَلَى أَرْبَعٍ عَلَى
الْحِلْمِ وَالْحَذَرِ وَالتَّقْدِيرِ وَالتَّفَكُّرِ فَأَمَّا
تَقْدِيرُهُ فَفِي تَسْوِيَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِمَاعِ
بَيْنَ النَّاسِ وَأَمَّا تَفَكُّرُهُ فَفِيمَا يَبْقَى وَيَفْنَى
وَجُمِعَ لَهُ الْحِلْمُ فِي الصَّبْرِ فَكَانَ لَا يُغْضِبُهُ
شَيْءٌ يَسْتَفِزُّهُ وَجُمِعَ لَهُ فِي الْحَذَرِ أَرْبَعٌ
أَخْذُهُ بِالْحَسَنِ لِيُقْتَدَى بِهِ وَتَرْكُهُ الْقَبِيحَ
لِيُنْتَهَى عَنْهُ وَاجْتِهَادُ الرَّأْيِ بِمَا
اصلح امته والقبا ولهم بما جمع لهم

جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب
تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی حد اباحت تک
اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی آدمی
کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے
کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں
دیکھو تو اُسکی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا
کرتا تو آپ اُسکو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی (احسان
کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے
اُس ثنا کے بشرط عدم تجاوز حد کے اُسکو گوارا
فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ
حد سے بڑھنے لگتا اُسوقت اُسکو ختم کرا دینے سے یا
اُٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے اور ایک روایت
میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپکا سکوت کس کیفیت کا تھا
اُنھوں نے کہا کہ آپکا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا
حلم اور بیدار مغزی اور اندازہ کی رعایت اور فکر (آگے
ہر ایک کا بیان ہے) سو اندازہ کی رعایت تو یہ کہ حاضرین
کی طرف نظر کرنے میں اور اُنکی عرض معروض سُننے میں
برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے
تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کے بقا کو سوچا کرتے)
اور حلم آپکا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا
تھا (آگے اُس ضبط کا بیان ہے) سو آپکو کوئی چیز ایسا
غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جا رفتہ کر دے اور
بیدار مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک
نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا
اقتداء کریں دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ
اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو اُن امور
میں صرف کرنا جو آپ کی اُمت کے لیے مصلحت ہو
چوتھے اُمت کے لیے اُن امور کا اہتمام کرنا جنمیں

امر الدنیا والاخرۃ اعلموا ان مثل
هذه الشمائل وردت فی احادیث شتی عن
انس وابی هریرۃ وبراء بن عازب وعائشۃ
وابی جحیفۃ وجابر بن سمرۃ وام معبد
وابن عباس ومعرض بن معیقیب
وابی الطفیل وعداء بن خالد وخریم
ابن فاتک وحکیم بن حزام ولنحتسب
بذکر نبذ منها ایضا فقالوا رضی اللہ
عنہم اجمعین کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ادعج العین اشکل اھدب
الاشفار ابلج ازج اقنی افلج مدور
الوجہ کانہ قطعۃ قمر کث اللحیۃ تملأ صدرہ
سواء البطن والصدر واسع الصدر عظیم
المنکبین ضخم العظام عبل الذراعین
والعضدین والاسافل رحب الکفین
والقدمین دقیق المسربۃ

انکی دنیا وآخرت دونوں کے کاموں کی درستی
ہو (**وصل سوم تتمہ وصل اول میں**)
جاننا چاہیے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق
حدیثوں میں ان حضرات سے وارد ہوئے
ہیں۔ حضرت انسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت
براء بن عازبؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوجحیفہؓ
حضرت جابر بن سمرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن
عباسؓ حضرت معرض بن معیقیبؓ حضرت
ابوالطفیلؓ حضرت عداء بن خالدؓ حضرت
خریم بن فاتکؓ حضرت حکیم بن حزامؓ ہم بھی
ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا
اسمیں سے ذکر کرتے ہیں پس ان سب حضرات
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی
پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھیں تھیں
آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے مژگانیں آپ کی
دراز تھیں دونوں ابرووں کے درمیان
قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھی بینی مبارک
بلند تھی دندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں (یعنی
بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے) چہرۂ مبارک
گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مبارک
گنجان تھی کہ سینۂ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم
اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونوں
شانے کلاں تھے استخوان بھاری تھیں دونوں
کلائیاں اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ)
بھرے ہوئے تھے دونوں کف دست اور قدم
کشادہ تھے سینہ سے ناف تک لونکا ایک ریکھا تھی

رَبعَةَ القَدِّ لَيسَ بِالطَّوِيلِ البَائِنِ وَلَا
بِالقَصِيرِ المُتَرَدِّدِ وَلَم يَكُن يُمَاشِيهِ
اَحَدٌ يُنسَبُ اِلَى الطُّولِ رَجِلَ الشَّعرِ
وَاِذَا افتَرَّ ضَاحِكًا افتَرَّ عَن مِثلِ سَنَا البَرقِ
وَعَن مِثلِ حَبِّ الغَمَامِ وَاِذَا تَكَلَّمَ رُأِيَ
كَالنُّورِ يَخرُجُ مِن بَينِ ثَنَايَاهُ اَحسَنَ
النَّاسِ عُنُقًا لَيسَ بِمُطَهَّمٍ وَلَا مُكَلثَمٍ
مُتَمَاسِكَ البَدَنِ ضَربَ اللَّحمِ وَفِي رِوَايَةٍ
اُحَرَ سَحَرَ العَينِ ضَخمَ المُشَاشِ اِذَا
عین سحراء خالطت بیاضہا حمرۃ ۱۲
وَطِئَ بِقَدَمِهٖ وَطِئَ بِكُلِّهَا لَيسَ لَهٗ
اَخمَصُ هٰذَا كُلُّهٗ خُلَاصَةُ مَا فِي
الشِّفَاءِ وَرَوَى التِّرمِذِيُّ فِي شَمَائِلِهٖ
عَن اَنَسٍ كَانَ حَبِيبُنَا صَلَّى اللهُ عَلَيهِ
وَسَلَّمَ شَثنَ الكَفَّينِ وَالقَدَمَينِ ضَخمَ
الرَّأسِ ضَخمَ الكَرَادِيسِ لَم يَكُن
بِالطَّوِيلِ المُمَغَّطِ وَلَا بِالقَصِيرِ المُتَرَدِّدِ

قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور
نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے مین دھنسے ہوئے
ہون اور رفتار مین کوئی آپکے ساتھ نہ رہ سکتا
تھا (یعنی رفتار مین ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپکا
قامت قدرے درازی کی طرف نسبت
کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے مین
قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے
جب ہنسنے مین دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے
برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے
بارش کے ہوتے ہین جب آپ کلام فرماتے تو سامنے
کے دانتون کے بیچ مین سے ایک نور سا نکلتا معلوم
ہوتا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرۂ مبارک
پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا بلکہ مائل
بتدویر تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت ہلکا تھا
اور دوسری روایت مین ہے کہ آنکھون مین سفیدی کے
ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلان تھے جب زمین پر پانون
رکھتے تو پورا پانون رکھتے تھے تلوے مین زیادہ
گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے مضمونکا خلاصہ ہے
اور ترمذی نے اپنے شمائل مین حضرت انس سے
روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
دونون کف دست اور دونون قدم پر گوشت
تھے سر مبارک کلان تھا جوڑ کی ہڈیان بڑی تھی

كَانَ فِيْ وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ اِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كَانَ ضَلِيْعَ الْفَمِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ اِذَا نَظَرْتَ اِلَيْهِ قُلْتَ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ اَيْ لَيْسَ بِمُكْتَحِلٍ وَقَالَ اَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقْتَصِدًا عَنْ اَنَسٍ كَانَ رَبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ اَسْمَرَ اللَّوْنِ عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ وَرُوِيَ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کے چہرۂ مبارک مین ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا تھا اسمین سُرخی دمکتی تھی سیاہ آنکھین تھین مژگانین دراز تھین شانے کی ہڈیان اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا (یعنی بدن پر بال نہ تھے البتہ) سینہ سے ناف تک بالونکی باریک دھاری تھی جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپ کے دونون شانون کے درمیان مُہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیون کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھون مین سُرخ ڈورے تھے جب آپکی طرف نظر کرو تو یون سمجھو کہ آپکی آنکھون مین سرمہ پڑا ہے حالانکہ سُرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثیؓ نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمین رنگ تھے موے سر دراز تھے بُن گوش تک۔ آپ پر ایک سُرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور شمائل ترمذی مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَکَّةَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشَرَةَ یُوْحٰی اِلَیْهِ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشَرَ سِنِیْنَ فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ سَنَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض تُوُفِّیَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَةً وَقَالَ الْبُخَارِیُّ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ اَکْثَرُ اَیْ فِی الرِّوَایَةِ وَلَیْسَ فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَاءَ وَقَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ الشُّعُوْرَ الْاَبْیَضَ فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ کَانَ سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَأَیْتُ الْخَاتَمَ بَیْنَ کَتِفَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے تھے اور موے مبارک آپ کے نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بلدار تھے) اللہ تعالےٰ نے آپ کو چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ مین دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباسؓ کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی (دس برس کی روایت مین کسر کو حساب مین نہین لیا پس دونون روایتین متطابق ہین) اور مدینہ مین دس سال رہے پھر ساٹھ سال کی عمر مین اور ابن عباسؓ کے قول پر ترسٹھ سال کی عمر مین اللہ تعالےٰ نے آپ کو وفات دی اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ترسٹھ سال کی روایتین زیادہ ہین اور (باوجود اتنی عمر کے) آپ کے سر اور ریش مُبارک مین سفید بال بیس بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی مین سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ مین نے مُہر نبوت کو آپ کے دونون شانون کے درمیان مین ایک سرخ اور اُبھرا ہوا گوشت مثل بیضۂ کبوتر کے دیکھا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدَّةً حَمْرَاءَ
مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامِ وَعَنِ السَّائِبِ
بْنِ يَزِيْدَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ وَعَنْ عَمْرِو
ابْنِ أَخْطَبَ الْأَنْصَارِيِّ شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَةٌ
وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ كَانَ فِي ظَهْرِهٖ
بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلُ
الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيْلَانٌ كَأَنَّهَا ثَآلِيْلُ
قَالَ الْبَرَاءُ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ
فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ
مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ
تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَإِذَا ضَحِكَ
يَتَلَأْلَأُ نُوْرُهٗ فِي الْجُدُرِ وَقِيْلَ
لِجَابِرٍ كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالسَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ

اور حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت
ہے کہ وہ مثل چھپر کٹ (مسہری) کی گھنڈی
کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے
روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت
ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپکی
کمر پر ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا
اور ایک روایت مین ہے کہ مثل مٹھی کے
تھی اُسکے گرداگرد تل تھے جیسے مسّے
ہوتے ہین (اور ان روایات مین کچھ
تنافی نہین سب اوصاف کا جمع ہونا
ممکن ہے) حضرت براءؓ کہتے ہین کہ مین نے
کوئی بالون والا سرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی چادر)
پہنے ہوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
حسین نہین دیکھا اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ
مین نے کسی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
حسین نہین دیکھا گویا آپ کے چہرہ مین آفتاب چل رہا ہے
اور جب آپ ہنستے تھے تو دیوارون پر چمک پڑتی تھی اور
حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
چہرۂ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انھون نے کہا کہ نہین بلکہ

كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا
وَقَالَتْ اُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ اَجْمَلَ النَّاسِ
مِنْ بَعِيْدٍ وَاَجْلَاهُ وَاَحْسَنَهُ مِنْ
قَرِيْبٍ وَقَالَ عَلِيٌّ مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهُ
وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً اَحَبَّهُ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ
وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَقَالَ اَنَسٌ مَا شَمِمْتُ
عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا اَطْيَبَ
مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ يُصَافِحُ الْمُصَافِحَ فَيَظَلُّ يَوْمَهُ
يَجِدُ رِيْحَهَا فَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِ
الصَّبِيِّ فَيُعْرَفُ مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَانِ
بِرِيْحِهَا وَنَامَ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَعَرِقَ
فَجَاءَتْ اُمُّهُ بِقَارُوْرَةٍ تَجْمَعُ فِيْهَا عَرَقَهُ
فَسَأَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ
اَطْيَبُ الطِّيْبِ وَذَكَرَ الْاِمَامُ الْبُخَارِيُّ فِيْ

مثل آفتاب اور ماہتاب کے مدور تھا
(تلوار کی تشبیہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں
ہوتی) اور حضرت ام معبدؓ نے کہا آپ دور سے
سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے زیادہ
خوبصورت اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت
علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ میں
دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص
شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت
کرتا تھا میں نے آپ جیسا (صاحب جمال وصاحب کمال)
نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو
دیکھا (وصل چہارم آپ کے طیب و مطیب ہونے میں)
اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی
مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی اور اگر آپ
کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو
مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پر
ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب سے سب لڑکوں میں
پہچانا جاتا اور آپ ایکبار حضرت انسؓ کے گھر میں سو رہے تھے
اور آپکو پسینہ آیا تھا تو حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی
لاکر آپ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انسے اس بارہ میں پوچھا انھوں نے عرض کیا
کہ ہم اسکو اپنی خوشبو میں ملا دینگے اور یہ پسینہ اعلیٰ
درجہ کی خوشبو ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر

فِی التَّارِیْخِ الْکَبِیْرِ عَنْ جَابِرٍؓ لَمْ یَکُنْ یَمُرُّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَرِیْقٍ فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ سَلَکَہٗ مِنْ طِیْبِہٖ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاھُوْیَہْ اِنَّ تِلْکَ کَانَتْ رَائِحَتُہٗ بِلَا طِیْبٍ وَرَوٰی اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْمُزَنِیُّ عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّہٗ اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّۃِ یَعْنِیْ فَکَانَ یَنِمُّ عَلَیَّ مِسْکًا وَرُوِیَ اَنَّہٗ اِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ الْاَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَہٗ وَبَوْلَہٗ وَفَاحَتْ لِذٰلِکَ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ کَذَا رَوَتْ عَائِشَۃُؓ وَلِذَا قِیْلَ بِطَھَارَۃِ الْحَدَثَیْنِ مِنْہُ حَکَاہُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ سَابِقٍ الْمَالِکِیُّ وَاَبُوْ نَصْرٍ وَشَرِبَ مَالِکُ بْنُ سِنَانٍ دَمَہٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَمَصَّہٗ فَقَالَ

میں حضرت جابرؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف لے گئے ہیں اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوے (خود آپ کے بدن مبارک میں) تھی اور ابراہیم بن اسمٰعیل مزنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ مجکو (ایک بار) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھلا لیا مینے مُہر نبوّت کو اپنے مُنھ میں لے لیا سو اُس میں سے مُشک کی لپٹ آرہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلا میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول براز کو نگل جاتی اور اُسجگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہؓ نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی لیے علما آپ کے بول و براز کے طاہر ہونیکے قائل ہوئے ہیں ابوبکر بن سابق مالکی اور ابو نصر نے اسکو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان (شافعی) نے جنگ احد میں آپکا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپنے فرمایا

لَنْ یُصِیْبَہُ النَّارُ وَشَرِبَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زُبَیْرٍ دَمَ حِجَامَتِہٖ وَشَرِبَتْ بَرَکَۃُ بَوْلَہٗ وَاُمُّ اَیْمَنَ خَادِمَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَجِدَا اِلَّا کَمَاءٍ عَذْبٍ طَیِّبٍ وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعَ السُّرَّۃِ مُکَحَّلًا وَقَالَتْ اٰمِنَۃُ اُمُّہٗ وَلَدْتُّہٗ نَظِیْفًا مَا بِہٖ قَذَرٌ وَکَانَ یَنَامُ حَتّٰی یَکُوْنَ لَہٗ غَطِیْطٌ فَیُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ رَوَاہُ عِکْرِمَۃُ وَکَانَ مَحْرُوْسًا عَنْ حَدَثِ الْمَنَامِ قَالَ وَھْبُ بْنُ مُنَبِّہٍ قَرَأْتُ فِیْ اَحَدٍ وَسَبْعِیْنَ کِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِیْ جَمِیْعِھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَاَفْضَلُھُمْ رَأْیًا وَکَانَ یَرٰی فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ کَمَا رَوَتْ عَائِشَۃُ وَکَانَ یَرٰی مِنْ بُعْدِہٖ کَمَا یَرٰی مِنْ قَرِیْبٍ وَکَانَ

اُسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکتؓ اور آپ کی خادمہ ام ایمنؓ نے آپکا بول پی لیا تھا سو اُنکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیرین نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ (قدرتی) مختون آنول نال کٹے ہوے سُرمہ لگے ہوے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہین کہ مینے آپکو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپکو لگی ہوئی نہ تھی اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خرّاٹے بھی لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کیے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونیسے آپ کا وضو نہین ٹوٹتا تھا) روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور (وجہ اسکی یہ تھی کہ) آپ سونے مین حدث سے محفوظ تھے

(وصل پنجم آپ کی قوت بصر و بصیرت مین) وہب بن منبہ کہتے ہین کہ مین نے اکثر کتابون مین پڑھا ہے اور سب مین یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم عقل مین سب پر ترجیح رکھتے تھے راے مین سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت مین بھی اسطرح دیکھتے تھے جسطرح روشنی مین دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے

يَرٰى مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرٰى مِنْ اَمَامِهٖ
وَكَانَ رَاٰى جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى
عَلَيْهِ وَرَاٰى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ مِنْ مَكَّةَ
حِيْنَ وَصَفَهٗ لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ حِيْنَ
بَنٰى مَسْجِدَهٗ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَرٰى
فِي الثُّرَيَّا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَصَرَعَ
رُكَانَةَ اَشَدَّ اَهْلِ زَمَانِهٖ حِيْنَ دَعَاهُ
اِلَى الْاِسْلَامِ وَصَارَعَ اَبَا رُكَانَةَ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ وَعَاوَدَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ
ذٰلِكَ يَصْرَعُهٗ وَكَانَ اَسْرَعَ فِي الْمَشْيِ
كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ
اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ غَيْرُ مُكْتَرِثٍ
وَكَانَ ضِحْكُهٗ تَبَسُّمًا وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ
مَعًا وَاُوْتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ
لَهٗ كُلُّ الْاَرْضِ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا
وَاُحِلَّتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَاُعِدَّتْ

پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جسطرح سامنے سے
دیکھتے تھے اور آپنے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں)
دیکھ لیا تھا اور اُسپر نماز پڑھی اور آپنے بیت المقدس
کو مکۂ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اُسکا
نقشہ بیان فرمایا (یہ معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا)
اور جب آپنے مدینۂ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع
کی اُسوقت خانۂ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپکو ثریا میں
گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے (وصل ششم آپکی قوت
بدنیہ وغیرہ میں) اور آپ (کی قوت کی کیفیت تھی
کہ آپ) نے رکانہ کو جو اپنے زمانہ میں بہت قوی (مشہور)
تھا کشتی میں گرادیا جبکہ اُسکو اسلام کی دعوت دی اور
(اُنھوں نے اپنے اسلام کو اسپر معلق کیا کہ مجکو کشتی میں
گرادیجیے) اور قبل زمانۂ اسلام کے آپنے ابو رکانہ کو
کشتی میں گرادیا تھا وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے
مقابل ہوا آپ ہر بار میں اُسکو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے اور آپ
تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آرہی ہو حضرت
ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے (کہ آپکے
ساتھ چل سکیں) اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے
(پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپکا ہنسنا تبسم ہوتا تھا
اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے
اُسطرف پھر کر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے)
(وصل ہفتم آپکے بعض خصائص میں) اور آپکو
کلمات جامعہ عطا کیے گئے اور تمام زمین آپکے لیے مسجد
اور آلۂ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص
مسجد ہی میں نماز درست ہو اور جگہ درست نہو اور اسیطرح
ہر جگہ کی مٹی سے بشرط پاک ہونیکے تیمم درست ہے) اور آپکے
لیے غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی شریعتوں میں

لَهُ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرٰى وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَبُعِثَ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَكَافَّةِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَعَلِمَ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا اَقُوْلُ بَلْ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا قَالَتْ اُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ حُلْوَ الْمَنْطِقِ فَصْلًا لَانَزْرٌ وَلَا هَذْرٌ كَاَنَّ مَنْطِقَهٗ خَرَزَاتٌ نُظِمْنَ وَكَانَ قَلِيْلَ الْاَكْلِ وَالنَّوْمِ وَكَانَ لَا يَتَّكِئُ فِي الْاَكْلِ وَمَعْنَاهُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهٗ لَا يَعْتَمِدُ عَلٰى شَيْءٍ مَّا تَحْتَهٗ وَلَا مَائِلًا اِلَى الشِّقِّ اِنَّمَا كَانَ جُلُوْسُهٗ لِلْاَكْلِ جُلُوْسَ الْمُسْتَوْفِزِ مُقْعِيًا وَكَانَ يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ وَكَانَ نَوْمُهٗ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ اسْتِظْهَارًا عَلٰى قِلَّةِ الْمَنَامِ قَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَرُوِيَ قُوَّةَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فِي الْجِمَاعِ

اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن و انس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ (وصل ہشتم آپ کے **کلام و طعام و منام و قعود و قیام میں**) اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں (یہ بعض کا قول ہے) ام معبدؓ کہتی ہیں کہ آپ شیرین کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرماویں) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے ہوں اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپ کے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا تکیہ کے سہارے) بوجھ دیکر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانے کے لیے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لیے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اُکڑو بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت منام میں معین ہو (وصل نہم آپ کی **بعض صفات و مکارم اخلاق شجاعت و سخاوت و ہیبت و جاہ و بے نفسی و ایثار میں**) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

وَرُوِیَ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَی النَّاسِ بِأَرْبَعٍ بِالسَّخَآءِ وَالشُّجَاعَۃِ وَکَثْرَۃِ الْجِمَاعِ وَقُوَّۃِ الْبَطْشِ وَکَانَ ذَا وَجَاھَۃٍ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَبَعْدَھَا رُوِیَ عَنْ قَیْلَۃَ اَنَّھَا لَمَّا رَأَتْہُ أُرْعِدَتْ مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَ یَا مِسْکِیْنَۃُ عَلَیْکِ السَّکِیْنَۃَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَامَ بَیْنَ یَدَیْہِ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو فَاُرْعِدَ فَقَالَ ھَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِکٍ جَبَّارٍ وَلَقَدْ اُوْتِیَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ وَمَفَاتِیْحَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَیْہِ فِیْ حَیٰوتِہٖ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْیَمَنِ وَجَمِیْعُ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَنَوَاحِیْ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَجُلِبَتْ اِلَیْہِ الْاَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْاَعْشَارُ وَاُھْدِیَتْ مِنَ الْمُلُوْکِ ھَدَایَا فَصَرَفَ کُلَّھَا لِوَجْہِ اللّٰہِ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجکو اور لوگون پر چار چیزون مین فضیلت دی گئی۔ سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی و رمقابل علیہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد مین بھی صاحب وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت ہے کہ انھون نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگین۔ آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی دُرست) اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو مَین کوئی جابر بادشاہ نہین ہون اور آپ کو تمام خزائن روے زمین کے اور تمام شہرون کی کنجیان (عالم کشف مین) عطا کی گئی تھین اور آپ کی حیات مین بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرۂ عرب و نواحی شام و عراق فتح ہو گئے تھے اور آپ کے حضور مین خمس و صدقات اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔ اِن سب کو آپ نے لوجہ اللہ صرف فرمایا

واغنى به المسلمين وقال ما يسرني
ان لي احدا ذهبا يبيت عندي منه
دينار الا دينارا ارصده لديني وهذا
من كمال سخائه وجوده وعطائه فانه
مات ودرعه مرهونة في نفقة عياله
وكان مقتصرا في نفقته وملبسه ومسكنه
على ما تدعوه الضرورة اليه وكان
يلبس في الغالب الشملة والكساء الخشن
والبرد الغليظ ويقسم على اصحابه
اقبية الديباج المنسوج بالذهب
ويرفع لمن لم يحضره وعن عائشة
كان خلقه القرآن يرضى برضاه
ويسخط بسخطه حتى قال الله تعالى
انك لعلى خلق عظيم جبله الله تعالى
في اصل فطرته على مكارم الاخلاق
ورزانة الطبع واعتدال المزاج

اور مسلمانوں کو غنی کردیا اور فرمایا کہ مجھکو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے
لیے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو اس میں سے
ایک دینار بھی میرے پاس رہے بجز ایسے دینار
کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے لیے تھام لوں
اور یہ آپ کی کمال سخاوت و جود و عطا ہے۔
چنانچہ (اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض
رہتے تھے حتیٰ کہ) آپ نے جسوقت وفات فرمائی
ہے تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے اخراجات میں
رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ اور
پوشاک اور مسکن میں صرف قدر ضرورت پر اکتفا
فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمل اور موٹا
کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے اور بعض اوقات
اپنے اصحاب کو دیبا کی قبائیں جنمیں سونے کے تار بنے ہوے
ہوتے تقسیم فرماتے تھے۔ اور جو انمیں موجود نہ ہوتے اُنکے
لیے اُٹھا رکھتے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ آپ کا
خلق قرآن تھا اُسکی خوشی کی بات سے آپ خوش
ہوتے تھے اور اُس کی ناخوشی کی بات سے
آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی قرآن سے
جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی
ہے آپکی خوشی و ناخوشی اُسی کے تابع تھی حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ
نے یہ فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم ہیں اللہ تعالےٰ نے آپکو اصل
فطرت میں مکارم اخلاق و رزانت طبع اور اعتدال مزاج پر

وَقَالَتْ اٰمِنَۃُ بِنْتُ وَهْبٍ اِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ بَاسِطًا يَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ رَافِعًا رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَشَأْتُ بُغِّضَ اِلَيَّ الْاَوْثَانُ وَالشِّعْرُ وَلَمْ اَهُمَّ بِشَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمَا ثُمَّ لَمْ اَعُدْ وَكَانَ اَصْبَرَ النَّاسِ عَلٰى اَذَاهُمْ وَاَحْلَمَهُمْ يَعْفُوْ عَنْ سَيِّئِهِمْ وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهٗ وَيُعْطِيْ مَنْ حَرَمَهٗ وَيَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ وَكَانَ يَخْتَارُ اَيْسَرَ الْاَمْرَيْنِ مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ حَتّٰى رُوِيَ فِيْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ اَنَّ عُتْبَةَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخَا سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَمٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَكَسَرَ رُبَاعِيَتَهُ الْيُمْنَى السُّفْلٰى

اور حضرت آمنہ بنت وہب کہتی ہین کہ آپ جسوقت پیدا ہوئے تو آپکے دونون ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھا (وصل دہم آپکی عصمت مین) پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھکو ہوش آیا بتون سے اور شعر گوئی سے مجھکو نفرت تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع کا مجھکو خیال تک بھی نہین آیا) بجز دوبار کے اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھکو محفوظ رکھا پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہین آئی۔ (وصل یازدہم تتمۂ وصل نہم مین) اور آپ لوگون کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھکر حلیم تھے بُرائی کرنیوالے سے درگذر فرماتے تھے اور جو شخص آپسے بدسلوکی کرتا تھا آپ اُس سے سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپکو نہ دیتا آپ اُسکو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اُس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤن مین جو آسان ہوتا آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہوتا۔ (اسمین اپنے متبعین کے لیے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسرون کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہین لیا حتیٰ کہ سیرت ابن ہشام مین مروی ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے اُحد کے روز آپ پر پتھر چلایا اُس سے آپکے دندان رباعیہ یمین جانب پست کا شکستہ ہوگیا (یعنی چھوٹ گیا اور رباعیہ کہتے ہین سامنے کے چار دانتون کو دونون کروٹون کی طرف کے

وَشُجَّ وَجْهُهٗ وَقَالُوْا لَوْ دَعَوْتَ عَلَيْهِمْ
فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهٖ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ
فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَرَبَ امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا
وَرُوِیَ عَنْ جَابِرٍ مَا سُئِلَ شَيْئًا
فَقَالَ لَا وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ **شعر**

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمٗ

وَكَانَ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَقْرِی
الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ فِیْ نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِیْ
صَحِيْحِ الْبُخَارِیِّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ اَنَّهٗ اُتِیَ
اِلَيْهِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰی
حَصِيْرٍ فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰی فَرَغَ مِنْهَا
فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِیْ شَیْءٌ
وَلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَیْءٌ قَضَيْنَا
فَقَالَ عُمَرُ مَا كَلَّفَكَ اللّٰهُ مَا لَا

اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کیا
کہ آپ ان پر بد دعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ
میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ انکو خبر نہیں اور آپنے
کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے
نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور
بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔
اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ سے کبھی کوئی
چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپنے انکار فرمادیا ہو کسی نے
خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جسکا ترجمہ فارسی
میں یہ ہے ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز * مگر در
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ؛ اور آپ ماندوں کا بار اٹھا
لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدیتے یا دلوا دیتے اور
مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت
فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام ترمذی نے
روایت کیا کہ آپکے پاس ایک بار نوّے ہزار درہم آئے
(تقریبًا پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور
ایک بوریے پر رکھے گئے۔ سو آپنے کسی سائل
سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کرکے
فارغ ہوگئے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا
اور کچھ مانگا آپنے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا
(جو تجھکو دے سکوں) لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز)
خرید لے جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کردینگے حضرت عمرؓ نے
عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت میں نہو حق تعالیٰ نے آپکو اسکا مکلف
نہیں فرمایا پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں)

تُقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِّنْ ذِي الْعَرْشِ
اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ وَرُئِيَ الْبِشْرُ فِيْ وَجْهِهٖ
وَكَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ كَمَا رَوَاهُ اَنَسٌ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ
قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا رَاَيْتُ اَشْجَعَ وَلَا اَنْجَدَ
وَلَا اَجْوَدَ وَلَا اَرْضٰى مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ نَلُوْذُ
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الشُّجَاعُ
مَنْ يَقْرُبُ مِنْهُ اِذَا دَنَى الْعَدُوُّ لِقُرْبِهٖ مِنْهُ
وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ كَانَ اَشَدَّ حَيَاءً
مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ لَطِيْفَ
الْبَشَرَةِ رَقِيْقَ الظَّاهِرِ لَا يُشَافِهُ اَحَدًا
بِمَا يَكْرَهُهٗ وَعَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی
پھر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
خوب خرچ کیجیے اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ وتعالے)
سے کمی کا اندیشہ نہ کیجیے آپ نے تبسم فرمایا اور آپکے چہرۂ
مبارک پر بشاشت نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کے لیے
کوئی چیز اُٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ نے حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر میں
ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے (وصل دوازدہم

دوسرے بعض اخلاق جمیلہ و طرز معاشرت

میں) حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط
دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار
سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص
سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپ سے نزدیک رہتا
جب کہ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اُس شخص کو
بھی (اس صورت میں) غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا اور
حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ شرم و حیا
میں اس سے بھی بڑھکر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی
ہے اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو
بر رو ناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ
آپ سخت گو تھے اور نہ تکلف سخت گو بنتے تھے

وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا بِالْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ حَيَائِهٖ لَا يَثْبُتُ بَصَرُهٗ فِيْ وَجْهِ اَحَدٍ وَكَانَ يَكْنِيْ عَمَّا اضْطُرَّ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكْرُوْهَاتِ وَعَنْ عَلِيٍّ كَانَ اَوْسَعَ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقَهُمْ لَهْجَةً وَاَلْيَنَهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمَهُمْ عَشِيْرَةً وَكَانَ يُجِيْبُ مَنْ دَعَاهُ وَيَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَلَوْ كَانَتْ كُرَاعًا وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالْاَمَةِ وَالْمِسْكِيْنِ وَيَعُوْدُ الْمَرْضٰى فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَيَقْبَلُ عُذْرَ الْمُعْتَذِرِ وَيَبْدَأُ اَصْحَابَهٗ بِالْمُصَافَحَةِ وَلَمْ يُرَ قَطُّ مَادًّا رِجْلَيْهِ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى يُضَيِّقَ بِهِمَا عَلٰى اَحَدٍ يُكْرِمُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَرُبَّمَا بَسَطَ ثَوْبَهٗ وَيُؤْثِرُهٗ بِالْوِسَادَةِ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ

اور نہ بازاروں مین خلاف وقار باتین کرنے والے تھے اور بُرائی کا عوض بُرائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہین ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں مین آنکھین نہین ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ مین فرماتے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھکر دل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے طبیعت کے نرم تھے معاشرت مین نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اُسکی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت) گلے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی (اگر) مریض (ہوتا اُس) کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنیوالے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب مین پاؤن پھیلائے ہوئے نہین دیکھے گئے جس سے اورون پر جگہ تنگ ہو جاوے اور جو آپ کے پاس آتا اُسکی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا (اُسکے بچھنے کے لیے) بچھا دیتے اور گدّہ تکیہ خود چھوڑ کر اُسکو دیدیتے اور کسی شخص کی بات بیچ مین نہ کاٹتے۔

وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَأَطْيَبَهُمْ نَفْسًا مَالَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ أَوْ يَعِظْ أَوْ يَخْطُبْ وَكَانَ يَخْدِمُ الْوُفُوْدَ بِنَفْسِهٖ أَحْيَانًا كَوُفُوْدِ النَّجَاشِيِّ وَأَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهٗ وَيَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَ يُجَالِسُ الْفُقَرَاءَ وَيَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيُرَقِّعُ ثَوْبَهٗ وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخْدِمُ لِنَفْسِهٖ وَ أَهْلِهٖ وَيَقُمُّ الْبَيْتَ وَيَأْكُلُ مَعَ الْخَادِمِ وَيَعْجِنُ مَعَهٗ وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهٗ مِنَ السُّوْقِ وَكَانَ مِنْ اٰمَنِ النَّاسِ وَ أَعْدَلِ النَّاسِ وَ أَعَفِّ النَّاسِ وَ أَصْدَقِهِمْ حَتّٰى أَنَّ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهٖ لَمَّا سَأَلَهٗ أَخْنَسُ ابْنُ شَرِيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَكَمِ

اور تبسم فرمانے مین اور خوش مزاجی مین سب سے بڑھکر تھے جبتک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتونمین آپکو ایک جوش ہوتا تھا جسمین تبسم و خوش مزاجی ظاہر نہوتی تھی) اور بعض اوقات فرستادونکی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے اور آپ قیامت مین تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے اور سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی (اور آپ باہر تشریف لاوینگے) اور سب سے اول آپ ہی شفاعت کرینگے اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھلا لیتے اور غریبونکی عیادت فرماتے تھے اور محتاجونکے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑے مین (خود) جوئن دیکھ لیتے (کسی خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے اور اپنے کپڑے مین خود پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور گھر والون کا کام کر لیا کرتے اور گھر مین جھاڑو دے لیا کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اسکے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھکر احسان کرنیوالے اور عدل کرنیوالے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اسکے کہ آپکا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اُس سے پوچھا۔

لَيْسَ هُنَا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا
تُخْبِرُنِيْ عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ أَمْ كَاذِبٌ
فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَصَادِقٌ
وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ
زَيْدٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْقَرَ
النَّاسِ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ إِذَا
جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ احْتَبٰى بِيَدِهٖ وَكَانَ
أَكْثَرُ جُلُوْسِهٖ مُحْتَبِيًا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمُرَةَ أَنَّهٗ تَرَبَّعَ وَرُبَّمَا جَلَسَ الْقُرْفُصَاءَ
وَكَانَ إِذَا مَشٰى مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ فِيْ
مَشْيِهٖ أَنَّهٗ غَيْرُ غَرِضٍ وَلَا وَكِلٍ أَيْ غَيْرُ
ضَجِرٍ وَلَا كَسْلَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
كَانَ فِيْ كَلَامِهٖ تَرْتِيْلٌ أَوْ تَرْسِيْلٌ (شک راوی) عَنْ عَائِشَةَ
كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ
لَأَحْصَاهُ وَيُحِبُّ الطِّيْبَ وَالرَّائِحَةَ
الْحَسَنَةَ وَيَسْتَعْمِلُهَا كَثِيْرًا وَيَحُضُّ عَلَيْهَا

کہ اے ابوالحکم یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود
نہیں جو ہماری بات کو سن لیگا تو مجکو یہ بتلا کہ (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابوجہل نے کہا کہ واللہ
محمدؐ سچے ہیں اور محمدؐ نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں (وصل
سیزدہم تتمۂ وصل ہشتم میں) حضرت خارجہ بن زید
سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سب سے
زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے
کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پانوں کھڑے کرکے
ملا کر انکے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی
اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو احتبا
کہتے ہیں اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہے) حضرت
جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور
بعض اوقات اوکڑوں بغل میں ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے اور جب
آپ چلتے تو جمعیت خاطر (یعنی طمانیت کے ساتھ چلتے
آپ کی چال سے یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں
تنگی ہے (کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں
سستی ہے (کہ پانوں نہ اٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز
چلتے تھے نہ سست رفتار تھے) حضرت جابر بن عبداللہؓ
سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی
تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسطرح کلام فرماتے تھے
کہ اگر کوئی شمار کرنیوالا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار
کرسکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور
کثرت سے اسکا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی ترغیب دیتے

وَلَا يَنْفُخُ فِيْ طَعَامٍ وَلَا فِيْ شَرَابٍ وَيُحِبُّ
الْتِقَاءَ الْبَرَاجِمِ وَالرَّوَاجِبِ عَنْ عَائِشَةَ رض
قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزٍ حَتّٰى مَضٰى
لِسَبِيْلِهٖ عَنْ حَفْصَةَ كَانَ فِرَاشُهٗ مِسْحًا
وَكَانَ يَنَامُ اَحْيَانًا عَلٰى سَرِيْرٍ مَرْمُوْلٍ
بِشَرِيْطٍ حَتّٰى يُؤَثِّرَ فِيْ جَنْبِهٖ عَنْ عَائِشَةَ
لَمْ يَمْتَلِئْ جَوْفُ النَّبِيِّ شِبَعًا قَطُّ وَلَمْ يَبُثَّ
الشَّكْوٰى اِلٰى اَحَدٍ وَكَانَتِ الْفَاقَةُ اَحَبَّ
اِلَيْهِ مِنَ الْغِنٰى وَكَانَ يَظَلُّ جَائِعًا يَلْتَوِيْ
طُوْلَ لَيْلَتِهٖ مِنَ الْجُوْعِ وَلَوْ شَاءَ سَاَلَ
رَبَّهٗ جَمِيْعَ كُنُوْزِ الْاَرْضِ وَثِمَارَهَا وَرَغَدَ
عَيْشِهَا وَلٰكِنَّهٗ يَقُوْلُ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا
اِخْوَانِيْ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
صَبَرُوْا عَلٰى مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا فَمَضَوْا
عَلٰى حَالِهِمْ وَكَانَ شَدِيْدَ الرَّهْبَةِ

اور کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارتے
تھے اور انگلیوں اور پوروں کے جوڑوں کے صاف رکھنے کو پسند
فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونیکے ہیں) اور حضرت
عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ
نہیں بھرا یہاں تک کہ آخرت کو روانہ ہوگئے اور
حضرت حفصہ رض سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا
اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور کے
بان سے بنی ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پہلو مبارک میں اُسکا
نشان پڑجاتا **(وصل چہاردہم آپ کے
تنگی معیشت کو اختیار کرنے میں)** اور
حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پُر نہیں ہوا اور کسی سے
شکوہ کا اظہار نہیں کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت
توانگری کے زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے
گذار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹیں
بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے
تمام روے زمین کے خزائن اور اُسکی پیداوار اور
اُسکی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ
یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجکو دنیا سے کیا علاقہ میرے
اولوا العزم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا
اور اپنی اسی حالت پر گذر گئے **(وصل پانزدہم آپکی
خشیت و مجاہدہ میں)** اور آپ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے

فِی ذَاتِ اللّٰہِ حَتّٰی قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ لَشَجَرَۃٌ تُعْضَدُ وَکَانَ یُصَلِّیْ حَتّٰی یَرِمَ قَدَمَاہُ فَقَالَ رَبُّہٗ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ رَحْمَۃً لَہٗ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اَیْ لِتُتْعِبَ نَفْسَکَ وَکَانَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ کَذَا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الشِّخِّیْرِ وَکَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ لَیْسَ لَہٗ رَاحَۃٌ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَوْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اَقُوْلُ کَانَ تَعْلِیْمًا لِاُمَّتِہٖ اَوْ لِطَلَبِ مَغْفِرَۃٍ لِاُمَّتِہٖ اَوْ لِاَنَّہٗ کَانَ خَائِضًا فِیْ بَحْرِ الْقُرْبِ وَالْعِرْفَانِ وَکَانَ یَتَرَقّٰی سَاعَۃً فَسَاعَۃً لِاَنَّہٗ لَا تَکْرَارَ لِلتَّجَلِّیْ وَالتَّجَلِّیْ عَلٰی حَسْبِ اِسْتِعْدَادِ الْمُتَجَلّٰی لَہٗ وَاسْتِعْدَادُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مُتَزَائِدًا اٰنًا فَاٰنًا فَاِذَا رَاٰی الْمَرْتَبَۃَ اللَّاحِقَۃَ عَالِیًا

یہان تک کہ آپ نے فرمایا کہ کاش مین ایک درخت ہوجاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اسقدر (نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کرجاتے اسپر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اِس لیے نازل نہین فرمایا کہ آپ مشقت مین پڑین اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ مین ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا اسی طرح عبداللہ بن شخیر نے روایت کیا ہے اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر مین ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے مین کہتا ہون کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لیے تھا یا خود اُمت کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپ دریاے قرب و عرفان مین مستغرق تھے اور آناً فاناً ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہین اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی تھی (اِس لیے تجلیات بھی لاتقف عند حد فائض ہوتی تھین) پس جب مرتبۂ ما بعد کو عالی دیکھتے تھے

ف ل ۱ رابع یہ سب کہ یہ سوال اور دوسرا [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] روایت [illegible] احتمال [illegible]

يَعُدُّ نَفْسَهٗ فِي التَّقْصِيْرِ فِي الْمَرْتَبَةِ السَّابِقَةِ
اَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ
الْمُقَرَّبِيْنَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا بَعَثَ نَبِيًّا اِلَّا
حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ
نَبِيُّكُمْ اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ صَوْتًا
اَقُوْلُ وَاَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ عَلَيْهِ
كَمَا كَانَ عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ
اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَهٗ كَمَا هُوَ
عَلٰى غَيْرِهٖ كَمَا اَنَّهٗ لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَ يُوْسُفَ
كَمَا هُوَ اِلَّا عَلٰى يَعْقُوْبَ اَوْ زُلَيْخَا وَكَانَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ سَبَّابًا
وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ
فِيْ سَيْرٍ قَرِيْبٍ وَالرَّاحِلَةَ فِيْ بَعِيْدٍ وَالْبَغْلَةَ
فِيْ مَعَارِكِ الْحَرْبِ وَالْخَيْلَ لِاِجَابَةِ
الصَّارِخِ وَكَانَ يَبْسُطُ وَجْهَهٗ لِلْكَافِرِ

تو اپنے کو مرتبۂ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سُنا نہیں کہ نیکوں کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں (**وصل شانزدہم آپکے حسن و جمال میں**) اور ترمذی نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہو اور تمھارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں بھی اور آواز میں بھی اِن سب سے احسن تھے میں کہتا ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ پر اسطور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے ہے کہ آپکا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جیسا جیسا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا (**وصل ہفدہم آپکے رفق و تواضع و پاکیزگی طبیعت میں**) اور آپ نہایت حلیم تھے کسی کو دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بددعا دیتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکۂ حرب میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی پہونچ جاویں اور معرکہ میں کمال ہے ثابت قدم رہنا اسلیے گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات میں تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی دراز گوش کی سواری اور سفر دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی وہ شتر ہے) اور آپکی فرا اور دشمن سے بھی اسکی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وَالْعَدُوِّ رِجَاءَ اِيْلَافِهٖ وَيَصْبِرُ لِلْجَاهِلِ وَيَتَوَلّٰى فِيْ مَنْزِلِهٖ مِهْنَةَ اَهْلِهٖ وَيَتَسَمَّتُ فِيْ مَلَابِسِهٖ حَتّٰى لَا يَبْدُوْ مِنْهُ شَيْءٌ مِّنْ اَطْرَافِهٖ وَقَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَشَرُهٗ وَعَدْلُهٗ وَلَا يَسْتَفِزُّهُ الْغَضَبُ وَلَا يُبْطِنُ عَلٰى جُلَسَائِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَائِنَةُ الْاَعْيُنِ فَكَيْفَ بِخَائِنَةِ الْقَلْبِ وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْمًا فِيْ اَحْوَالِهٖ وَاَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ عَنِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ وَلَا يَصِحُّ مِنْهُ خُلْفٌ وَاضْطِرَابٌ لَا فِيْ عَمْدٍ وَلَا فِيْ سَهْوٍ وَلَا صِحَّةٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا جِدٍّ وَلَا مَزْحٍ وَلَا رِضًى وَلَا غَضَبٍ وَكَانَ لِحَبِيْبِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَدِمَ مَكَّةَ اَرْبَعُ غَدَائِرَ رَوَاهُ اُمُّ هَانِئٍ فَكَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهٗ اَوَّلًا ثُمَّ فَرَقَ رَاْسَهٗ

اور جاہل کی (بے تمیزی کی) بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کاموں کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اُس میں سے ہاتھ یا نوں کچھ ظاہر نہ ہو (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہیں کرتا تھا۔ اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے اور آپ تمام احوال واقوال وافعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں

(وصل ہشتم آپ کے اعتدال تخنین میں)

اور آپ جس روز مکۂ معظمہ میں تشریف لائے ہیں (یعنی یوم فتح مکہ میں) اُس روز آپ کے سر کے بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اسکو ام ہانی نے اور آپ شروع میں اپنے بالوں کو بلا مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔

وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا وَسُئِلَ
أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ إِنَّمَا كَانَ شَيْبًا
فِي صُدْغَيْهِ وَلٰكِنْ أَبُوْ بَكْرٍ خَضَبَ
بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ شَيْبُهُ
أَحْمَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَقِيْلٍ رَأَيْتُ
شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
مَخْضُوْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يَكْتَحِلُ
قَبْلَ أَنْ يَنَامَ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ وَكَانَ
يُحِبُّ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ وَالْقَمِيْصَ
وَكُمُّهُ إِلَى الرُّسْغِ وَكَانَ يُحِبُّ الْحِبَرَةَ
وَكَانَ يَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ أَسْوَدَ وَقَدْ
لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ
وَلَبِسَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ
وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا وَكَانَ فِي نَعْلَيْهِ قِبَالَانِ
مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا وَكَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انسؓ سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا اُنھوں نے کہا کہ آپ خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوے تھے) بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں میں ہوئی تھی لیکن حضرت ابو بکرؓ نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہوں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بالوں کا کچھ سرخ رنگ کا تھا (یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید ہوے تھے) اور عبد اللہ بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک حضرت انسؓ کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا (محققین کے نزدیک ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ آپ کے بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہو گئے اور بعضے سفید لیکن آپ نے قصداً اُنکو خضاب نہیں لگایا لیکن آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ میں مہندی رکھدینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا جس سے وہ سفید بال رنگین ہو گئے اب سب روایات جمع ہو گئیں واللہ اعلم) اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ سونے کے قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپکی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور کبھی بالوں کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہے (اس سے تشبہ ممنوع لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس اہل روم کا خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہے) اور آپ نے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہیں اور اُنپر (وضو میں) مسح فرمایا ہے اور آپ کی نعلین شریفین میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اسکی پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا اور آپ بالوں سے صاف کیے ہوے چمڑے کے

ل یعنی [illegible] ۱۲ منہ

السِّبْتِیَّةَ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا شَعْرٌ وَّتَوَضَّأُ
فِیْهَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَؓ وَکَانَ یُصَلِّیْ فِیْ
نَعْلَیْنِ مَخْصُوْفَتَیْنِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ
فِضَّةٍ وَکَانَ یَخْتِمُ بِهٖ وَلَا یَلْبَسُهٗ
کَمَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَؓ وَقَالَ اَنَسٌؓ کَانَ فَصُّهٗ
حَبَشِیًّا وَقَدْ ذُکِرَ فِیْ شُرُوْحِ الْبُخَارِیْ
اَنَّهٗ کَانَ حَجَرًا مِّنْ بِلَادِ الْحَبَشَةِ اَوْ عَلٰی
لَوْنِ الْحَبَشَةِ وَکَانَ جَزْعًا اَوْ عَقِیْقًا وَرُوِیَ
عَنْهُ اَیْضًا اَنَّ خَاتَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کَانَ مِنْ
فِضَّةٍ وَفَصُّهٗ مِنْهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ
مِنْهُ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِهٖ فِیْ کَفِّهٖ
اَقُوْلُ اخْتِلَافُ الرِّوَایَاتِ بِحَسَبِ
اخْتِلَافِ الْحَالَاتِ فَتَدَبَّرْ وَدَعِ
الْخِلَافَ وَکَانَ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهُ سَطْرٌ
رَوَاهُ اَنَسٌؓ وَاِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ

نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے انہین پاؤن بھی
رکھ لیتے روایت کیا اسکو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپ
(گاہ گاہ) گٹھے ہوئے نعلین مین نماز (بھی) پڑھ
لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اُسوقت عرف مین
یہ خلاف ادب نہ ہوگا) اور آپنے چاندی کی انگشتری
بنوائی تھی اور اُس سے مُہر لگاتے تھے اور (التزام و دوام
کے ساتھ) پہنتے نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے
روایت کیا ہے اور حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ اسکا نگین
حبشہ کا تھا۔ شروح بخاری مین مذکور ہے کہ ملک
حبشہ کا ایک پتھر تھا یا اُسکا رنگ حبشیون کا سا
(یعنی سیاہ) تھا اور وہ مہرہ یمانی یا عقیق تھا اور
اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ آپکی انگشتری چاندی کی
تھی اور اُسکا نگین اُسی کا تھا (میرے نزدیک نگین سے
مراد خانہ نگین ہے یعنی نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز
سونے وغیرہ کا نہ تھا جیسا بعضے بنوالیتے ہین) اور
اُن ہی سے ایک روایت مین ہے گویا اُسکی سفیدی
(اور چمک) آپکے ہاتھ مین اسوقت میری نظر مین ہے
مین کہتا ہون کہ ان روایات کا اختلاف باعتبار
اختلاف حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل
کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس انگشتری پر
یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ اسطرح سے کہ محمدؐ ایک
سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت
کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور جب آپ بیت الخلا
مین جاتے تو انگشتری نکال دیتے۔

خاتمه وَکَانَ یَلْبَسُهٗ فِیْ یَمِیْنِهٖ صَحَّحَهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَقَالَ اَنَسٌ وَجَابِرٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِهٖ وَکَانَ سَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَنَفِیًّا وَقَبِیْعَتُهٗ فِضَّةً وَلَبِسَ دِرْعَیْنِ یَوْمَ اُحُدٍ وَمِغْفَرًا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ وَکَانَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَیْنَ کَتِفَیْهِ وَثَبَتَ فِیْ کُتُبِ السِّیَرِ بِرِوَایَاتٍ صَحِیْحَةٍ اَنَّهٗ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرْخِیْ عِلَاقَتَهٗ اَحْیَانًا بَیْنَ کَتِفَیْهِ وَاَحْیَانًا یَلْبَسُ الْعِمَامَةَ بِغَیْرِ عِلَاقَةٍ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ کَانَ یَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعِمَامَةِ وَیَلْبَسُ

اور اُسکو جب پہنتے تو داہنے ہاتھ مین پہنتے امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسکو حضرت عبداللہؓ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے اور حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ داہنے ہاتھ مین انگشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلہ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اُسکی موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے مین جس جگہ پر ہاتھ رہتا ہے اُسکے سرے پر جو روک ہوتی ہے وہ) چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی ہے اسلیے چاندی کی درست ہے) اور جنگ احد مین آپ دو زرہین اور فتح مکہ کے روز آہنی (یعنی آہنی کلاہ) پہنے ہوئے تھے اور آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اُسکو دونون شانون کے درمیان مین چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر مین بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونون شانون کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے

الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ
لَهُ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَكَانَ يَأْتَزِرُ
إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَأَرْخَصَ
إِلَى أَسْفَلَ وَلٰكِنْ قَالَ لَا حَقَّ
لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ وَإِذَا جَلَسَ
احْتَبَى بِيَدَيْهِ وَاسْتَلْقَى فِي
الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ
عَلَى الْأُخْرَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
رَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى
يَسَارِهِ وَرَآهُ أَنَسٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ
قُطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ فَصَلَّى بِهِمْ
وَعَنْهُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ
أَصَابِعَهُ الثَّلٰثَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ
أَنَّهُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا
وَكَانَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ
وَيَلْعَقُهُنَّ وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِ خُبْزَ

اور کبھی عمامہ بدون کُلاہ کے بہن لیتے اور آپکے پاس
ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی
باندھتے تھے اور اجازت اِس سے نیچے بھی دی
ہے مگر یہ فرمادیا ہے کہ ازار کا ٹخنون مین کچھ حق نہین
(یعنی ٹخنے سے نہ لٹکنا چاہیے) اور آپ جب
بیٹھتے تھے تو زانوون کے گرد ہاتھونکا حلقہ بنالیتے
اور آپ مسجد مین ایک پانون دوسرے پانون پر
رکھکر چت لیٹے ہین[ف] حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت
ہے کہ مین نے آپ کو بائین کروٹ پر ایک تکیہ کا
سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور حضرت
انسؓ نے آپکو اس حالت مین دیکھا کہ آپ پر ایک
کپڑا قطری تھا کہ اُسکو بغل کے نیچے سے نکال کر
کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگون کو (اسی طرح)
نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ
مین وہان سے چادرین آتی ہین کپڑا دہنکا موٹا
ہوتا ہے) (وصل نوزدہم تتمہ وصل ہشتم
وسیزدہم مین) اور آن ہی سے روایت ہے
کہ جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینون اُنگلیونکو
چاٹ لیتے تھے ابو جحیفہؓ سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ مین تو تکیہ لگا کر نہین کھاتا
اور آپ تین اُنگلیون سے کھاتے تھے اور اُن کو
(کھانے کے بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر
آپ کی غذا جَو کی روٹی ہوتی تھی۔

[ف] اور چونکہ ایک روایت مین اسکی ممانعت آئی ہے اسلیے اسکو کسی خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲ منہ

الشَّعِيْرِ وَمَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ وَلَا سُكُرُّجَةٍ بَلْ عَلَى السُّفَرِ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحِبُّ الْخَلَّ وَالزَّيْتَ وَالْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ وَالدُّبَّاءَ وَاَكَلَ لَحْمَ الدَّجَاجِ وَالْحُبَارٰى وَالشَّاةِ وَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَيُحِبُّ الثَّرِيْدَ وَيَاْكُلُ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ وَاَكَلَ الْبُسْرَ وَالرُّطَبَ وَالتَّمْرَ وَالسَّلَقَ وَالْحَيْسَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ يَعْنِيْ مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ وَقَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ اَيْ غَسْلُ الْاَيْدِيْ اِطْلَاقًا لِلْكُلِّ عَلَى الْجُزْءِ كَذَا قَالُوْا وَكَانَ يَاْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ كَمَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَرَوَتْ عَائِشَةُ اَنَّهٗ كَانَ يَاْكُلُ الْبِطِّيْخَ

اور آپ نے جو کی (میز) پر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی تشتری مین کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہین پکائی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیرین چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری کا اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت کھایا ہے اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے مین توڑی ہوئی روٹی کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ نے خرماے نیم پختہ تازہ اور خرماے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہے اور آپکو کھرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپنے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اسمین ہے کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرما کے ساتھ کھاتے

بِالرُّطَبِ وَیَقُوْلُ یُکْسَرُ حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَکَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلَیْهِ الْحُلْوَ الْبَارِدُ وَیَشْرَبُ اللَّبَنَ وَاللَّبَنَ وَالْمَاءَ فِیْ قَدَحٍ کَانَ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ غَلِیْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِیْدٍ وَقَالَ لَیْسَ شَیْءٌ یُجْزِیْ مَکَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَیْرَ اللَّبَنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَائِمًا وَرَوٰی عَمْرُو بْنُ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَاِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَیْنِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ ثَلَاثًا وَکَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ کَفَّهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ

اور فرماتے کہ اُسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک ہوجاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیرین سرد ہوا ور آپ خرما تر کرکے اُسکا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ مین پیا کرتے تھے جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اُسمین لوہے کے پتر لگے تھے اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہین جو کھانے اور پینے دونون کا کام دے سکے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپنے زمزم کا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھون نے اپنے جد سے روایت کیا ہے کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونون طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان مین) دو بار سانس لیتے تھے اور امام بخاریؒ نے بھی روایت مین اتنا اور زیادہ کیا ہے یا تین بار سانس لیتے تھے اور آپ جب اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسارے کے نیچے رکھتے روایت کیا اسکو براء بن عازبؓ نے

وَاَدَا نَامَ نَفَخَ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ وَقَالَتْ حَفْصَةُ كَانَ فِرَاشُهُ مِسْحًا نُثْنِيْهِ ثَنْيَتَيْنِ فَيَنَامُ عَلَيْهِ وَعَنْ اَنَسٍ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِیْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيْفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهُ كَانَ يَقْعُدُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَحْلِبُ الشَّاةَ وَيَقُوْلُ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَحَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ

اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے روایت کیا ابن عباسؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر جسپر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اُسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہؓ نے کہا ہے کہ آپکا بستر ایک کمل تھا ہم اسکو دوہرا کردیا کرتے اور آپ اُسپر سویا کرتے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ مریضوں کی عیادت فرماتے تھے اور جنازہ میں شریک ہوتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور غلام تک کی دعوت قبول کرلیتے تھے اور غزوۂ بنی قریظہ میں آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے جسکی لگام پوست خرما کی رسی کی تھی اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اُسکا پالان تھا اور اُن سے ایک روایت ہے کہ آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر بکری کا دست کھلانے کے لیے میری دعوت کیجاوے تو منظور کرلوں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پُرانے پالان پر حج کیا ہے۔

وَعَلَيْهِ قَطِيفَةٌ لَا تُسَاوِي أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِيَاءَ فِيهِ وَلَا سُمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَكَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُونَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ وَمَا لِي طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ أَنَسٌ وَقَالَ لَمْ يَجْتَمِعْ عِنْدَهُ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلَى ضَفَفٍ وَعَنْهُ قَالَ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالَ كَشْفِ السِّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ بَعْدَ مَا مَاتَ فَوَضَعَ

اور اُس پالان پر ایک کملی تھی جو چار درم (ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اُسپر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اِسکو الیساحج (مبرور) بنائیے جسمین نمایش اور قصد شہرت نہ ہوا اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اُسپر عوض بھی دیتے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر (ایکبار) تیس رات دن اِس حالت مین گذرے ہین کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جسکو کوئی جاندار کھاسکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو بلال کی بغل مین آجاتا تھا۔ روایت کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور حضرت انسؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہین ہوا بجز اسکے کہ کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوے۔

(وصل بستم آپکی وفات شریف مین)

اور حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجھکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئی وہ اسطرح کہ آپنے (مرض وفات مین) دوشنبہ کے دن پردہ اُٹھا کر دیکھا اُسوقت مین نے آپکا چہرۂ مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا

فَمَهُ بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَوَضَعَ یَدَیْهِ
عَلٰی سَاعِدَیْهِ وَقَالَ وَانَبِیَّاهُ
وَصَفِیَّاهُ وَاخَلِیْلَاهُ وَرَوٰی سُفْیَانُ
ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ اَبِیْهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ
فَمَکَثَ ذٰلِكَ الْیَوْمَ وَلَیْلَةَ
الثَّلَاثَاءِ وَیَوْمَ الثَّلَاثَاءِ
وَدُفِنَ مِنَ اللَّیْلِ یُسْمَعُ صَوْتُ
الْمَسَاحِیْ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ وَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ
الثَّلَاثَاءِ قَالَ اَبُوْعِیْسَی التِّرْمِذِیُّ
هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اَقُوْلُ الصَّحِیْحُ
اَنَّهٗ دُفِنَ لَیْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ وَقَالَ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَیْنِیْ

اپنا مُنھ تو آپ کے دونون آنکھون کے درمیان رکھا
اور ہاتھون کو آپ کی کلائیون پر رکھا اور یہ
الفاظ کہے ہاے نبی ہاے صفی ہاے
خلیل اور سفیان بن عینیہ جعفر بن محمد سے اور
وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے روز وفات
فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب
اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن مین
(بوجہ غلبۂ غم وحیرت در بعضے امور و انتظام
اجماع مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن
کیے گئے کہ آخر شب مین پھاوڑون کی آواز مین
کھودنے کی حالت مین سُنی جاتی تھی اور
عبدالرحمٰن رضہ بن عوف نے کہا ہے کہ دوشنبہ کو
وفات ہوئی اور شب سہ شنبہ مین دفن
کیے گئے ابوعیسیٰ ترمذی نے اس روایت کو غریب
(یعنی متفرد) کہا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہے
کہ آپ شب چارشنبہ مین دفن ہوئے **(وصل سیزدہم**
تتمۂ وصل ہفتم مین) اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھین سوجاتی ہین

وَلَا يَنَامُ قَلْبِي وَإِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي
رَبِّي وَيَسْقِينِي وَإِنِّي لَا أَنْسىٰ وَلٰكِنْ
أُنَسّٰى وَإِنِّي أَرىٰ مِنْ خَلْفِي كَمَا
أَرىٰ مِنْ أَمَامِي وَإِنَّهُ كَانَ
يَقْظَانَ الْقَلْبِ دَائِمًا وَفَوْتُ الْفَجْرِ لَيْلَةَ
التَّعْرِيسِ لِحِكْمَةٍ إِلٰهِيَّةٍ اِقْتَضَتْ
إِظْهَارَ حُكْمِ الْقَضَاءِ عَلىٰ أُمَّتِهِ قَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَمْزَحُ
وَلَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا فَكَانَ يُمَازِحُ
الْمُؤْمِنِينَ أَحْيَانًا لِتَطْيِيبِ قُلُوبِهِمْ
كَقَوْلِهِ لَأَحْمِلَنَّكَ عَلىٰ ابْنِ النَّاقَةِ
لِأَعْرَابِيٍّ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوزٌ
لِامْرَأَةٍ فَكَانَ حَبِيبُنَا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلَ الْأَنْبِيَاءِ وَخَتْمَ
الْمُرْسَلِينَ وَمُنْتَهَى النَّبِيِّينَ وَعِيسىٰ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْتَدِي بِهِ فِي الْأَحْكَامِ

اور میرا دل نہین سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مین شب اس حالت مین بسر کرتا ہون کہ میرا رب مجکو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مجکو نسیان نہین ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے (تاکہ اُسکے متعلق احکام سنت قرار پاوین) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مین اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہون جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہون اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور (باوجود اس بیداردلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا ہوجانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہوجاوے (**اول لسبت دوم آپ کے مزاح مین**) اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ مین خوش طبعی تو کرتا ہون مگر اُسمین بھی) بات سچ ہی کہتا ہون سو آپ مومنین سے اُنکا دل خوش کرنیکے لیے کبھی کبھی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے جیسے آپنے ایک اعرابی سے (جسنے سواری کے لیے جانور مانگا تھا) فرمایا تھا کہ مین تجکو اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہے اُسپر سوار کرنا مراد ہے اسی لیے کہا کہ مین بچہ کو کیا کرونگا آپکے جواب سے معلوم ہوگیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے آپنے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت مین کوئی بڑھیا نہ جائے گی (اور وہ جب گھبرائی تب آپکے جواب سے ظاہر ہوگیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانیکے وقت کوئی بڑھیا نہ ہوگی سب جوان ہونگی) (**وصل لسبت وسوم تتمۂ وصل ہفتم و لسبت و دوم مین**) اور آپ افضل الانبیا اور خاتم المرسلین اور منتہی النبیین تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام شرعیہ مین آپ کی اقتدا کرینگے۔

وَاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاسٰی
مِنَ الشَّدَائِدِ مَا یُقَاسِیْهِ الْاِنْسَانُ
لِتَضَاعُفِ ثَوَابِهٖ وَتَصَاعُدِ دَرَجَاتِهٖ
فَمَرِضَ وَاشْتَکٰی وَاَصَابَهُ الْحَرُّ وَالْقَرُّ
وَاَدْرَکَهُ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَلَحِقَهُ
الْغَضَبُ وَالضَّجَرُ وَنَالَهُ الْاِعْیَاءُ
وَالتَّعَبُ وَالضُّعْفُ وَالْکِبَرُ وَسَقَطَ
فَجُحِشَ وَشَجَّهُ الْکُفَّارُ یَوْمَ اُحُدٍ
وَاَدْمَوْا قَدَمَهٗ فِی الطَّائِفِ وَسُقِیَ
السَّمَّ وَسُحِرَ وَتَدَاوٰی وَاحْتَجَمَ
وَتَنَشَّرَ وَتَعَوَّذَ وَقَضٰی نَحْبَهٗ وَلَحِقَ
بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی وَتَخَلَّصَ مِنْ
دَارِ الْاِمْتِحَانِ وَالْبَلْوٰی وَلَقَدْ
عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنِ الْاَعْدَاءِ فِیْ
مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ حَتّٰی عَنْ بَدْرِ بْنِ قَمِئَةَ
یَوْمَ اُحُدٍ حِیْنَ رَمٰی بِحَجَرٍ فَشَجَّ

(وصل بست و چہارم آپ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اُسکی حکمت مین) اور آپ کو بھی مثل دوسرے
انسانون کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ
آپکا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہون
پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ کی شکایت
بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر
ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو (موقع پر)
غصہ اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی
اور خستگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری
بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر آپ کے
خراش بھی ہو گیا اور جنگ اُحد کے دن
کُفّار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ اور سر مین
زخم بھی ہوا اور کفّار طائف نے آپ کے
قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپ کو
زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا
اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے اور
جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت
پورا کر کے عالم بالا مین ملحق ہو گئے اور راس
دار الامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے اور آپ کو
اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع مین دشمنون (کے
قتل وہلاک کی تدبیر کرنے) سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ
یوم احد مین جب بدر بن قمئہ نے آپ پر پتھر چلایا

وَجُنَّتِهِ وَدَخَلَتْ حَلْقَتَانِ مِنَ الْمِغْفَرِ فِيهَا وَأَخَذَ عَلَى أَبْصَارِ قُرَيْشٍ عِنْدَ خُرُوجِهِ إِلَى الثَّوْرِ وَأَمْسَكَ عَنْهُ سَيْفَ غَوْرَثَ وَحَجَرَ أَبِي جَهْلٍ وَفَرَسَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَسِحْرَ لَبِيدِ بْنِ أَعْصَمَ وَسَمَّ يَهُودِيَّةٍ وَفِي الْعِصْمَةِ وَالْأَذِيَّةِ إِظْهَارٌ لِشَرَفِهِ وَإِيصَالُ ثَوَابِهِ وَكَيْلَا يَضِلَّ فِيهِ النَّاسُ بِإِظْهَارِ الْعَجَائِبِ وَالْمُعْجِزَاتِ كَمَا ضَلُّوا فِي عِيسَى وَعُزَيْرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلِيَكُونَ تَسْلِيَةً لِأُمَّتِهِ فِي الْمَصَائِبِ وَهٰذِهِ الطَّوَارِي إِنَّمَا كَانَتْ عَلَى جَسَدِهِ الْمُطَهَّرِ الْبَشَرِيِّ لِمُشَاكَلَةِ النَّوْعِ وَأَمَّا قَلْبُهُ فَمُنَزَّهٌ مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ مَشْغُولٌ بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ فَإِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِاللّٰهِ وَلِلّٰهِ وَفِي اللّٰهِ

اور اسی سے آپکا رخسارہ مبارک زخمی ہوگیا اور خود آہنی کے دو حلقے رخسارہ میں گھس گئے اسوقت آپکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جب آپ جبل ثور کی طرف (پوشیدہ) تشریف لے گئے اسوقت قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور ابوجہل کے پتھر کو اور سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اور لبید بن اعصم کے سحر (کے اثر مقصود) کو اور (اسی طرح) یہودی عورت کے زہر (کے اثر مقصود) کو آپ سے دور رکھا اور (ہلاکت سے) آپ کے محفوظ رہنے میں اور (معمولی) تکلیف ہوجانے میں آپ کے شرف کا اظہار ہے (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی ہے) اور آپ کو ثواب دینا ہے (یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہے) اور (نیز اسلیے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپ کے بارہ میں معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے سبب لوگ ضلالت میں نہ پڑجاویں یعنی اگر جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہہ ہوجاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ میں اظہار عجائب کے سبب ضلالت میں پڑگئے اور تاکہ مصائب میں آپ کی امت کے لیے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکالیف پہنچی ہیں تو ہم کیا چیز ہیں) (حاصل یہ ہے کہ جسم آپکی روح پر ان عوارض کے اثر نہ ہونے میں) اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدۂ حق میں مشغول تھا

وَمَعَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ وَاٰنٍ حَتّٰی اَنَّ اَکْلَہٗ وَشُرْبَہٗ وَلُبْسَہٗ وَحَرَکَتَہٗ وَسُکُوْنَہٗ وَقَوْلَہٗ وَسُکُوْتَہٗ کُلَّہٗ کَانَ لِوَجْہِ اللّٰہِ وَبِاَمْرِ اللّٰہِ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ھٰذَا اَجْمَلُ مَا فِی الْمُطَوَّلَاتِ فَاحْفَظْہُ فَاِنَّہٗ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ اِلَّا الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُوْنَ بَعْدَ تَتَبُّعِ الْکُتُبِ وَالدَّفَاتِرِ الْکَثِیْرَۃِ وَاِنَّا قَدْ اَعْطَیْنَاکَ مَجَالَۃً نَافِعَۃً وَّعُلَالَۃً رَائِعَۃً نَسْتَوْعِبُھَا فِی الْمُدَّۃِ الْیَسِیْرَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَارِئِھَا وَکَاتِبِھَا وَسَامِعِھَا وَحَافِظِھَا وَرَاوِیْھَا وَمُؤَلِّفِھَا اٰمِیْنَ وَلْنَخْتِمْ بِعِدَّۃِ اَبْیَاتٍ ھِیَ تُحْفَۃٌ مُّرْسَلَۃٌ اِلٰی جَنَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی مین مستغرق اور اللہ ہی کی معیت مین تھے حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہین بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کیجاتی ہے اللہ تعالی آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علماء محققین کے اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص مطلع نہین ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع فوری اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تمکو دیدیا جسکو بہت قلیل مدت مین ضبط کر سکتے ہو اے اللہ اسکے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنیوالے کو اور تالیف کرنیوالے کو (اور ترجمہ کرنیوالے کو) بخشش دیجیے آمین ۔ اور ہم چند ابیات پر اسکو ختم کرتے ہین جو آپکے دربار شریف مین بطور تحفہ کے (مبلغین صلوٰۃ وسلام کیواسطے سے) بھیجے جاتے ہین ایسے اشعار مؤلف کے ہین

لمؤلفہ

یا شفیع العباد خذ بیدی ۔ انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجیے میرے نبی ۔ کشمکش مین تم ہی ہو میرے نبی

لیس لی ملجأ سواک اغث ۔ مسّنی الضرّ سیدی سندی

جز تمھارے ہے کہان میری پناہ ۔ فوج کلفت مجھپہ آ غالب ہوئی

غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ ۔ کن مغیثا فانت لی مددی

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف ۔ اے مرے مولے خبر لیجے مری

لیس لی طاعۃ ولا عمل ۔ بید حبیک فھو لی عددی

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس ۔ ہے مگر دل مین محبت آپ کی

یا رسول الالہ بابک لی ۔ من غمام الغموم ملتحدی

مین ہون بس اور آپ کا در یا رسول ۔ ابر غم گھیرے نہ پھر مجکو کبھی

جد بلقیاک فی المنام وکن ۔ ساترا للذنوب والفندی

خواب مین چہرہ دکھا دیجے مجھے ۔ اور مرے عیبون کو کر دیجے خفی

انت عافٍ ابرّ خلق اللہ ۔ ومقیل العثار واللددی

درگذر کرنا خطا و عیب سے ۔ سب سے بڑھکر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةً لِّلْعِبَادِ قَاطِبَةً	بَلْ خُصُوْصًا لِّكُلِّ ذِيْ وَدَمٍ
سب خلائق کے لیے رحمت ہیں آپ	خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی
لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ	فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدَمِيْ
کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک	نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی
فَأُصَلِّيْ عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيْمِ	مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا	حضرت حق کی طرف سے دائمی
بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْأَنْفَاسِ	وَالنَّبَاتِ الْكَثِيْرِ مُقْتَصِدِ
جسقدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس	اور بھی ہے جسقدر روئیدگی
وَعَلَى الْآلِ كُلِّهِمْ أَبَدًا	بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْأَمَدِ
اور تمھاری آل پر اصحاب پر	تابقائے عمر دار اُخروی

تَمَّتِ الرِّسَالَةُ الْمُسَمَّاةُ بِنَسِيْمِ الْحَبِيْبِ فِيْ بَلْدَةِ بُھُوْپَال سَنَةَ ۱۲۰۹ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ آخِرِ السَّنَةِ

یہ رسالہ مسمی بہ نسیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال سنہ ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا اور ترجمہ اسکا مسمی بہ نشر الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ سنہ ۱۳۲۵ھ میں تمام ہوا والحمد للہ

من الرَّوض

فَانْظُرْ لِأَوْصَافِ خَيْرِ الْخَلْقِ فِيْ مِدَحِيْ	كَأَنَّهَا الْوَشْيُ إِذْ تَزْهُوْ بِهِ الْحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جبکہ اُس سے دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے (یعنی جسطرح اُس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپکے اوصاف سے ہے)

بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ زَانَهُ خُلُقٌ ۔۔۔ مِثْلُ النَّسِيمِ فَلَا فَظٌّ وَلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپکو ایسے اخلاق نے جو کہ مثل بادِ بہاری کے (مفرح) ہیں آپ نہ ترش خو ہیں اور نہ تنگ حوصلہ ہیں

يُلْفَى أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ مُخَدَّرَةٍ ۔۔۔ عَذْرَاءَ فِي خِدْرِهَا قَدْ زَانَهَا الْخَفَرُ

آپ حیا میں اُس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اُسکو حیا نے زینت دی ہو

فَاقَ النَّبِيِّينَ أَخْلَاقًا وَمُعْجِزَةً ۔۔۔ وَرُتْبَةً فَلَهُ التَّقْدِيمُ إِنْ حَضَرُوا

تمام انبیاء علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کے لیے ہو

مُكَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خَلْقٌ يُشَابِهُهُ ۔۔۔ لَهُ اعْتِدَالٌ فَلَا طُولٌ وَلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی

مُشْرَبٌ لَوْنُهُ الْمُبْيَضُّ مَنْظَرُهُ ۔۔۔ بِحُمْرَةٍ وَمُحَيَّاهُ هُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سُرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند (کے) تھا

صَلْتُ الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَاجِبَيْنِ ۔۔۔ كَحِيلُ الْعَيْنِ مِنْ حُسْنِهِ لَا يَشْبَعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرمگین چشم کہ آپ کے حُسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

أَسِيلُ خَدٍّ مَلِيحُ الثَّغْرِ بَاسِمُهُ ۔۔۔ مُفَلَّجٌ أَبْيَضُ الْأَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

نُرم رخسار تھے خوشنما و خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان رخنے تھے اور وہ دانت روشن تھے اُنکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

أَقْنَى أَشَمُّ طَوِيلُ الْجِيدِ مُشْرِقُهُ ۔۔۔ مِثْلُ اللُّجَيْنِ الْمُصَفَّى مَا بِهِ عَكَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اُس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ ہو

ذُو لِحْيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ ۔ كَمَا يَزِينُ عُيُونَ الْغَادَةِ الْحَوَرُ

گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی ہے

وَلِمَّةٌ تَبْلُغُ الْأُذُنَيْنِ عَاطِرَةٌ ۔ كَالْمِسْكِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِينَ يَنْتَشِرُ

سر پر بال گھنے تھے جو کانوں تک پہونچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی

ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ رَحْبُ الصَّدْرِ وَاسِعَةٌ ۔ تُرَى بِهِ شَعَرَاتٌ خَطَّهَا الْقَدَرُ

آپ کے جوڑ بند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا اسپر خفیف بال نظر آتے تھے جنکو قدرت الٰہیہ نے خط کے طور پر بنایا تھا

شَثْنُ الْأَكُفِّ خَمِيصُ الْبَطْنِ ذُو عُكَنٍ ۔ مَطْوِيَّةٍ طَالَ مَا يُطْوَى بِهَا الْحَجَرُ

آپکی ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا اسمیں گرسنگی سے شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اُس سے پتھر باندھا جاتا تھا

عَبْلُ الذِّرَاعَيْنِ وَالسَّاقَيْنِ مُمْتَلِئٌ ۔ إِزَارُهُ لِنِصْفِ السَّاقِ يَتَّزِرُ

دونوں دست اور ساقین پُر تھے اور بدنکے پُر گوشت ہونے سے تہمد پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے

سَجِيَّةٌ عِنْدَمَا يَمْشِي تَمَايُلُهُ ۔ تَخَالُ عَنْ صَبَبٍ سَارٍ يَنْحَدِرُ

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں

يَفُوحُ مِنْ عَرَقٍ مِثْلِ الْجُمَانِ لَهُ ۔ شَذًا أَتَطَّلُ الْغَوَانِي مِنْهُ تَعْتَطِرُ

آپکے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اُسکو بجاے عطر لگاتی تھیں

قَضَى وَلَمْ يَكُ يَوْمًا مُدْرِكًا شِبَعًا ۔ مِنَ الشَّعِيرِ وَكَانَتْ فَرْشُهُ الْحُصُرُ

آپ نے عمر ختم کردی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونیکا موقع آپنے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا

هٰذَا وَقَدْ مَلَكَ الدُّنْيَا بِأَجْمَعِهَا ۔ فَرَدَّهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقْتَدِرُ

یہ کیفیت اُس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک ہو چکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپکو زہد نے اس دنیا سے ہٹا دیا باوجودیکہ آپ قادر تھے

فَالثَّوْبُ يَرْقَعُهُ وَالشَّاةُ يَحْلُبُهَا ۔ وَمَا رَأَى لِأَخِي الْإِعْدَامِ يَحْتَقِرُ

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب افلاس کو کبھی آپنے حقیر نہیں سمجھا

وَالْبَيْتَ يَكْنُسُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا ۔ وَإِنْ دُعِيْ أَسْعَفَ الدَّاعِيْ وَلَا يَذَرُ

اور گھر میں جھاڑو دیلیتے تھے اور (اپنا) جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلو تہی نہیں فرماتے تھے

كَانَ الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَيْلُ يَرْكَبُهَا ۔ وَالْإِبْلُ أَيْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ

آپ کے لیے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ اُنپر آپ سوار ہوتے تھے اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی

مَا عَابَ قَطُّ طَعَامًا أَحْضَرُوهُ لَهُ ۔ وَلَا لِسَائِلِهِ الْمُلْحَاحِ يَنْتَهِرُ

کسی کھانے میں آپنے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپ کے سامنے لے آئے اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنٰى كَرَمًا ۔ وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَاءَ يَعْتَذِرُ

آپ اپنے کرم سے خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اُسکا عذر قبول فرماتے

وَلَيْسَ يَغْضَبُ إِلَّا أَنْ تُرٰى حُرَمٌ ۔ لِلّٰهِ مُنْتَهَكٌ لَهُ أَوْ هُتِكَتْ سُتُرُ

اور آپ غصہ نہ کرتے تھے مگر (دو حالتوں میں) یا تو اللہ تعالیٰ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں ارتکاب میں آتی ہوئی نظر آتیں (اور) یا کسی کی پردہ دری کیجاتی

مَا أَمَّهُ سَائِلٌ يَرْجُوْهُ نَائِلَهُ ۔ إِلَّا انْثَنٰى وَهُوَ مُثْرِي الْكَفِّ مُشْتَهِرُ

آپکے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپکے دست مبارک کی عطا کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اُسکے ہاتھ میں ثروت ہوتی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا یعنی اسلیے کہ خوب دیتے تھے جس سے اُسکی ثروت ظاہر ہو جاتی ۱۲ منہ

تتمہ و فصل ۲۱

فصل بائیسوین آپ کے بعض معجزات مین۔ اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپکے معجزات ضبط و احصار سے متجاوز ہین کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تضمن حکم و مصالح و اسرار کے خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال و افعال و احوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃً نہ ممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور اِن حکمتون کا علم تفصیلاً عرفار و حکماء الٰہی کے صدور و قلوب مین القا ہوتا ہے اور اجمالاً کتب اسرار شریعت مین مثل تصنیفات امام غزالیؒ و امام شعرانی و شاہ ولی اللہ و حسین جسر رحمہم اللہ تعالیٰ جستہ جستہ پائے جاتے ہین تو اس بنا پر آپکے معجزات فوق الحد والعد ہوئے لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہین ہے اسلیے اس سے قطع نظر کرکے اگر اُن ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر و عامی مین بھی خارق ہین وہ بھی دس ہزار سے کم نہین چنانچہ ساتہزار ساتسو معجزہ پر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اُسکے اخبار عن المغیبات سے مشتمل ہے تقریر اسکی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ مین جسقدر کلام کہ برابر سورۂ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۂ انا اعطینا مین دس کلمے ہین اور سارے کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہین سوجب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کرین سات ہزار ساتسو حاصل ہوتے ہین پس کلام اللہ مین سات ہزار ساتسو معجزہ ہین اور اگر اسکی پیش گوئیون کو لیا جاوے جن مین سے تیرہ ارکلام المبین مین جمع کی ہین اور نیز ستتر ہزار سے جسقدر بیشی ہے اُسکو بھی دس پر تقسیم کرکے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد مین اور اضافہ ہوتا ہے یہ تو قرآن مجید کے معجزات ہوئے اور محدثینؒ و اہل سیر نے جو معجزات آپ کے موافق

اپنے علم کے لکھے ہین وہ بقول محدثین تین ہزار ہین جن مین سے ایک ہزار جزے
امام سیوطی رح نے خصائص کبریٰ مین نقل کیے ہین اور تین سو سے زائد الکلام المبین
مین مذکور ہین تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہین اگر خصائص کبریٰ
دستیاب نہو یا عربی نہ جاننے والون کی سمجھ مین نہ آوے تو کتاب الکلام المبین
کا بھی مطالعہ اس باب مین کافی و موجب تقویت ایمان ہے اس کتاب مین اوّل
ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جسمین آپ کے معجزات کا عالم کے تمام اقسام
سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اُسکے اثبات کے لیے ہر قسم کے معجزات کو جدا جدا
ذکر کیا ہے چونکہ یہ میرا رسالہ بہت مختصر ہے اسلیے اِسمین صرف اُس تقریر کو بوجہ
اُسکے دلپذیر و دلچسپ ہونیکے نقل کرکے تمام اقسام کے معجزات مین سے دو دو سے
چار تک پر اقتصار کرتا ہون وہ تقریر ملخصًا یہ ہے قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنٰک
الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمدؐ مگر رحمت واسطے تمام عالمون کے صحیح مسلم مین ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا (اور ظاہر ہے
کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہین) پس رسالت آپکی باعث
بقا و امن سب عالمون کا ہے اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے
آپ کی رسالت سے نفع یاب ہین اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع
اقسام عالم مین معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے
اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار
تعلق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے
ہین پس آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جسطرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح

آپ کی رسالت پر تمام عالم گواہ ہے[1]) چنانچہ بیان اُسکا یہ ہے کہ عالم ۲ دو قسم ہے
عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزون سے کہ دوسری
چیز مین ہوکے پائے جاتے ہین بذات خود قائم نہین اور انھین عرض بھی کہتے ہین
جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزون سے
جو بذات خود قائم ہین اور اُنھین جوہر بھی کہتے ہین جیسے زمین آسمان آدمی
درخت پھر عالم اعیان ۲ دو قسم ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہین
جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہین رکھتے جیسے
جمادات وحیوانات عالم ذوی العقول تین ۳ قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان
اور عالم جنات اور عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے
یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہین اور عالم سفلی ۲ دو قسم ہے عالم بسائط
اور عالم مرکبات عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و خاک سے
اور عالم مرکبات تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور انھین موالید ثلاثہ

---

[1] دلالت اضطراریہ تو سب اور شہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیسا کہ توحید کے باب مین ارشاد حق ہے سورۂ حج مین
الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر
والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب اور رسالت کے باب مین وہ ارشاد نبوی ہے جو آگے
متن مین معجزات کے سلسلہ مین عالم حیوانات کے بیان مین اول حدیث ہے جسمین تصریح ہے کہ جتنی چیزین آسمان و
زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کی اُس حدیث کے اصل الفاظ
یہ ہین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ
الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی الرحمۃ المہداۃ پس اس
آیت کا جو حاصل توحید کے باب مین ہے بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت کے باب مین ہے ۱۲ منہ

کہتے ہین پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوے (عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی افلاک کواکب بسائط یعنی عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی سطح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جسمین ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہین جیسے سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہین جو موالید ثلثہ کہلاتی ہین پس اسطرح سے کل اقسام دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسوین کائنات الجو) اور ہر قسم مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوے ہین اِسکے بعد نو باب لائے ہین اور ہر باب مین معجزات کثیرہ ذکر کیے ہین احقر نے ہر باب مین سے دو سے چار تک معجزات لے لیے ہین جسکو ترتیب اقسام نقل کرتا ہون عالم معانی ۱ قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت واخبار عن المغیبات کے ۲ وہ خبرین جو آپنے قبل الوقوع بیان فرمائین جیسے صحیحین مین حضرت حذیفہؓ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ مین جتنے امور قیام قیامت تک ہونیوالے تھے سب بیان فرمائے جسنے یاد رکھا اُسے یاد رہا اور بھول گیا جو بھول گیا اور میرے ان اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہے اور بعض شے اُسمین سے ہوتی ہے کہ مین اُسے بھول گیا تھا پھر مین جب دیکھتا ہون اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہون کہ یہ وہی بات ہے جسکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جسطرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہوا اور وہ شخص غائب ہو جاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہی پہچان جاتا ہے اھ ۳ وہ واقعات حالی جو آپنے دیکھے

---

۱ کہین کہین لفظی تغیر کا یا کہین دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ
۲ اور اس ترتیب مین کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاوے گا ۱۲ منہ

بیان فرما دیے جیسے بخاریؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ موتہ کے قصہ مین) خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی لوگون کو سُنا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفرؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہؓ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور فرمایا آپ نے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالدؓ) نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (پھر اِسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ ع۴ صحیح مسلم مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانون مین سے پیچھے ایک شخص کے مشرکون مین سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُسنے ایک کوڑے مارنے کی آواز سُنی اور ایک سوار کی کہ اُسنے کہا اَقْدِم اے حیزوم سو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُسکے چت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور مُنھ پھٹ گیا ہے کوڑے کی مار سے۔ اور یہ سب جگہ سبز ہوگئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسنے اِس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد مین کا فرشتہ تھا ف حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے ف اللہ تعالےٰ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے اکثر غزوات مین فرشتون کو بھیجا چنانچہ بدر مین اور اُحد مین اور حُنین مین فرشتون نے مدد کی ع۵ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور ابن سعد نے طبقات مین عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو اُنکی اصلی صورت پر دکھا دیجیے

آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکوگے اُنھوں نے کہا آپ دکھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اُترے آپ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ اُنھوں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان سے ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اُس سے اسلام کے لیے کہا اُسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم دعا فرمائیے کہ خدائے تعالی میری ماں کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابوہریرہ کی ماں کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُنکر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری ماں نے میرے پانوں کی آواز سُنکر کہا کہ وہیں ٹھیرو اے ابوہریرہ اور میں نے پانی کی آواز سُنی سو میری ماں نے نہاکے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ میں خوش ہوکر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنی ماں کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمد الٰہی بجالائے سے ظہور برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اُنکے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہوگیا کہ کسی آدمی کے منھ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا

بکسر حاء حطی وفتح ذال معجمہ ۱۲ بجائے خیمہ و ظائے معجمہ ۱۲

اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر مین موضع مس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا ۸ شفاے مرضی جیسے بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فُدیک کے باپ کی آنکھون مین پُھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھون پر دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھین اچھی ہوگئین راوی کہتا ہے کہ مین نے اُنھین اسّی برس کی عمر مین سوئی مین ڈورا ڈالتے دیکھا ع ۹ قہر بے ادبان جیسے مسلمؒ نے سلمہؓ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائین ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُسنے کہا کہ مین سیدھے ہاتھ سے کھا نہین سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا اچھا تھا یہ بات اُسنے غلط بیانی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اُسکا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اُسکا کام سے جاتا رہا منہ تک نہین پہونچ سکتا تھا عالم جن ع ۱۰ خطیبؒ نے جابرؓ بن عبداللہ سے ایک حدیث طویل مین روایت کی ہے کہ وہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین تھے راہ مین ایک گانوٗن مین پہونچے اُس گانوٗن کے آدمی خبر آپ کی آمد کی سُنکر باہر گانوٗن کے منتظر تھے جب آپ وہان پہونچے تو اُنھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس گانوٗن مین ایک عورت نوجوان ہے اُسپر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اُسپر آ چڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جابرؓ کہتے ہین کہ مین نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اے جن

تو جانتا ہے کہ مین کون ہون محمدؐ رسول خدا ہون اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپکے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہوگئی اور نقاب مُنھ پر کھینچ لیا اور مردون سے شرم کرنے لگی ور بالکل صحیح ہوگئی ۱۱؎ ترمذیؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ انکے ایک بخاری مین خرما بھرے تھے سو ایک جنیہ آکر اُسمین سے نکال لیجاتی اُنھون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسکی شکایت کی آپنے فرمایا جاؤ اور اگر جب اسکو دیکھو تو یون کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو اُنھون نے اُسکو پکڑ لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤنگی چھوڑ دیا تعالی الی آخر الحدیث **ف** یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اُسکے مومن نہ ہونیکے محض آپکے نام کی برکت سے گرفتار ہوگئی عالم علوی افلاک و کواکب ۱۲؎ و ۱۳؎ چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا کواکب کے متعلق اور معراج مین سموات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صحیح اور عظیم معجزے ہین عالم بسائط یعنی عناصر ۱۴؎ متعلق خاک جیسے صحیحین مین حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت مین) سراقہ بن مالک نے سو مین نے اُسے دیکھکر کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمین ایک شخص نے آلیا آپنے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپنے سراقہ کے لیے بددعا کی سو اُسکا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین مین گھس گیا اور اُسنے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونون صاحبون نے میرے لیے بددعا کی ہے اب دعا کرو کہ مین نجات پاؤن اور مین قسم کھاتا ہون کہ تمھارے طلب کرنیوالونکو

۱۱؎ یہ خود ترمذی سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

مین پھیر دونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لیے دعا کی سو اُس نے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہدیتا تھا کہ ادھر کوئی نہین ہے اھ عــہ ۱۵ متعلق آب جیسے صحیحین مین جابرؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ مین لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا کہ اُس سے آپ نے وضو کیا سب لوگون نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر مین نہ پینے کے لیے پانی ہے نہ وضو کے لیے مگر اُسی قدر کہ آپ کے اِس لوٹے مین ہے (کیونکہ چاہ حدیبیہ مین بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری) پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے مین رکھا اور پانی آپ کی اُنگلیونسے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیون نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے اِنھون نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت کرجاتا (یعنی پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ سو آدمی تھے عــہ ۱۶ متعلق آتش جیسے صحیحین مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایام غزوۂ خندق مین اِنھون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جَو کا آٹا تیار کیا اور حضورؐ مین آکے چپکے سے اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیون کے تشریف لیچلیے آپ نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کرلیا اور ساتھ لیچلے اور جابرؓ سے فرمایا کہ ہانڈی مت اُتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک مین نہ آؤن بعد اِسکے آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوے آٹے مین اور ہانڈی مین ڈالا اور دعاے برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوالو اور شوربا

نکال نکال کے ہانڈی مین سے دو اُسے چولھے پر سے اُتار و نہین جابرؓ کہتے ہین
کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سبھون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی
جوش مین رہی اور آٹا اُتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا **ف** اس سے عالم آتش مین
بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے مین کہ کم کر دینا ہے واقع نہین
ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اُتارنے کی
ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی مین آگ کو بھی دخل ہے) **۱۷** اسی تعلق
ہوا جیسے اُسی غزوۂ خندق مین واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پُروائی ہوا
ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے اُن کو نہایت عاجز اور تنگ
کیا غبار بے شمار اُنکے منھون پر ڈالا اور آگ اُنکی بجھا دی اور ہانڈیان اُنکی
اُلٹ دین اور میخین اُنکی اُکھاڑ دین کہ خیمے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُن کے
کھل کر آپسمین لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر مین دُند مچا دیا اُسوقت آپنے حضرت
حذیفہؓ کو کفار کی خبر لانیکے لیے مامور فرمایا اور شدّت سردی سے محفوظی کے لیے
دعا فرمائی حضرت حذیفہؓ کہتے ہین کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے مین
مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا مین حمّام مین چلا جاتا ہون
(لبعضہ من تواریخ حبیب آلہ) **ف** ایسی سخت ہوا کا نہ اثر کرنا صریح خارق ہے
عالم کائنات الجو **۱۸** جیسے صحیحین مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے
ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال
بھوکون مرتے ہین آپ مینہ کے واسطے دعا کیجیے آپنے دونون ہاتھ اُٹھائے

اور اُسوقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہین پائے کہ ابر مانند پہاڑون کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر سے اُترنے نہین پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینھ کے گرنے لگے سو اُس دن سے دوسرے جمعہ تک مینھ برسا پھر جمعہ کے دن اُسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمایئے کہ مینھ تھم جاوے آپ نے دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہین کھل گیا سو مدینہ پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہوگیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینھ کی بیان کرتے تھے ف آپ کی دعا سے برکا فوراً اُٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونون مین ظہور ہے معجزہ کا سحاب مین ۱۹ اور جیسے جلالین مین جسکو کمالین مین ابن مردویہ کی روایت اور بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیے آپ نے کسی کو بھیجا اُسنے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان مین گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہین اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً اُسپر بجلی گری اور اُسکی کھوپڑی اُڑا دی ف اس واقعہ مین آپ کی شان مین گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور معجزہ کا صاعقہ مین کہ کائنات جو سے ہے۔ عالم جمادات و عالم نباتات ۲۰ ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور مین بھی آپ کے ساتھ تھا۔

سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السّلام علیک یا رسوؐل اللہ ف پہاڑ جمادات سے ہین اور درخت نباتات سے سو دونون ہین ظہور معجزے کا ہوا ۲۱ صحیح بخاری مین جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چھوہارے کا چلا کے اِس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ ستون ہچکیان لینے لگا جسطرح وہ لڑکا جو رونے سے چپ کرایا جاتا ہے ہچکیان لیتا ہے یہان تک کہ تھم گیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سُنا کرتا تھا اب جو نہ سُنا تو رونے لگا ف یہ ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونون قسمون سے تعلق ہوا اور اس گریہ مین جسطرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگا نیسے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہے) ۲۲ ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھوہارون کے لیے دعاے برکت کر دیجیے آپ نے اُن چھوہارونکو اکٹھا کرکے اُن مین دعاے برکت کی اور مجھسے فرمایا کہ انھین لے کے اپنے توشہ دان مین ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُسمین سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑ نا مت۔ ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ اُن چھوہارون مین ایسی برکت ہوئی کہ مین نے

اتنے اسنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع وہ ظرف ہے جسمین
ساڑھے تین سیر گندم سما سکین) اللہ کی راہ مین خرچ کیے اور ہمیشہ اسمین سے ہم کھاتے
اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر مین لگا رہتا تھا یہان تک
کہ بروز شہادت حضرت عثمانؓ کے (کہ قریب تیس برس کے زمانہ ہوتا ہی) میری
کمر مین سے کٹ کے کہین گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیز مین ظاہر ہوا
جو اصل مین نبات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اسکو بھی دونون سے تعلق ہوا)
عالم حیوانات ۲۳ احمدؒ اور دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے
کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے وہان ایک
اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ مین جاتا اُسپر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے جھپٹتا
آپ نے اُسے بُلایا اور وہ آیا اور اُسنے آپکے سامنے سجدہ کیا آپنے اُسکی
ناک مین مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزین آسمان زمین مین ہین سب جانتی
ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے ۲۴ بیہقی نے سفینہؓ
سے روایت کی ہے کہ مین دریاے شور مین تھا جہاز ٹوٹ گیا مین ایک تختہ پر
بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان مین پہونچا وہان مجھسے ایک شیر ملا اور میری طرف
آیا مین نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہون وہ
شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن مین مارا پھر میرے ساتھ چلا
یہان تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک

لہ الکلام المبین مین اسکو مسلم اور ابو داؤد کی طرف بروایت عبد اللہ بن جعفرؓ منسوب کیا ہی مگر اسمین نہ ملا اور رحمۃ مہداۃ مین احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابرؓ نقل کرتا سبب اس تغیر تصرف کا ہو ۱۲ منہ

کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی مین سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے (ف پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات مین تھا اور یہ بعد وفات جسمین وجہ اعجاز قوی تر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہین ہوسکتا) ع ۲۵ بخاری مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک قدح دودھ کا گھر مین پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہؓ کو بلا لو یہ بھوکے تھے انھون نے اپنے دل مین کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو مین سیر ہو کر پیتا بعد اسکے مین نے اُن سب کو بلایا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ انھین دودھ پلاؤ مین نے پلانا شروع کیا یہان تک کہ سبھون نے سیر ہو کر پیا پھر مجھسے کہا کہ تم پیو مین نے پیا آپؐ نے فرمایا اور پیو مین پیتا جاتا تھا یہان تک کہ مین نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ مین جگہ نہین پھر باقی آپؐ نے پیا ف یہ اجزاے حیوان مین معجزہ کا ظہور ہوا یہان تک الکلام المبین مین حدیثین لا کر پھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

ترجمہ	شعر
ترجمہ ۱ آپؐ کا ایسا ہاتھ ہے کہ اُسمین نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے معترف کے لیے (نفع ہے) اور منکر کے لیے (ضرر ہے) سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا بھی سبب ہے ۲ اس ہاتھ نے بہت سے الم کو اچھا کیا اور بہت سے آسیب کو دور کیا بہت سے موی سر کو ظاہر کیا کہ اسکے سبب (سر پے مو مین) بال جم آئے ۳ اور بہت سے بیمارون کو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا بہت رنجون کو دور کیا ایسے لوگون سے جنمین کوئی خلل تھا	۱ یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَالضَّرُّ الْمُعْتَرِفِ وَجَاحِدٍ فَهِيَ لِلْأَدْوَاءِ وَالْعِطْرِ ۲ كَمْ أَبْرَأَتْ أَلَمًا كَمْ أَذْهَبَتْ لَمَمًا كَمْ أَظْهَرَتْ لِمَمًا يَنْمُو لَهَا شَعَرُ ۳ وَكَمْ شَفَتْ سَقَمًا كَمْ أَظْهَرَتْ مَدَدًا كَمْ فَرَّجَتْ لِمَنْ أَعْمَنَا بِهِ عَوَذُ

(۱) ودرّت الشاة منها والحصا نطقت
فيها وآورقت الاغصان والشجر
(۲) والقوم من رميها يوم اللقاء عموا
ومن اصابعها الامواه تنفجر
(۳) والماء من ريقه زادت حلاوته
والنخل من عامه اضحى له ثمر
(۴) والجذع حنّ اليه حين فارقه
حتى علا منه ما بين الملا الخور
(۵) والذئب والضب كل منهما شهدا
شهادة الحق يرويها لك الخبر
(۶) وراح يشكو اليه جور صاحبه
البعير والدمع من عينيه منحدر
(۷) واطعم الجيش من صاع فاشبعه
ومنه ارواه لما مسه العسر
(۸) فلا هرم حصر ايات له ظهرت
الا اذا كان يحصي الرمل والمدر
(۹) كفى بمعجزة القرآن معجزة
طول الزمان علا يتلى وينتظر
(۱۰) فيه مجمّعة الاشيا فلا صحف
الا وحاز معانيها ولا زبر
(۱۱) فهو الشفاء الذي يحيي النفوس به
قد فاز متعظ منه ومدّكر
يارب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك من زانت به العصر

۱ اور اُس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اُسمین سنگریزے بولے اور شاخین اور درخت برگ دار ہوگئے ۲ اور قوم کفّار اُس ہاتھ کے خاک پھینکدینے سے اندھے ہوگئے اور اُس ہاتھ کی اُنگلیون سے پانی جاری ہوتے تھے ۳ اور پانی کی شیرینی آپکے لعاب مُبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اُسی سال بار آور ہوگیا ۴ اور ستون درخت کا آپکی جدائی سے گریہ وزاری کرنے لگا یہان تک کہ مجمع مین اُسمین سے آواز نکلکر بلند ہوگئی ۵ اور بھیڑیے اور سوسمار دونون نے سچّی شہادت (آپ کی رسالت کی) دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے ۶ اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت کرتا تھا اور آنسو اُسکی آنکھون سے جاری تھے ۷ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع سے کھانا کھلا کر شکم سیر کردیا اور اُس سے آسودہ کردیا جبکہ اُس لشکر کو تنگی نے مس کیا ۸ اے مخاطب آپکے جو معجزات ظاہر ہوے اُن کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جسوقت کہ ریگ اور سنگپارون کا شمار کیا جاوے ۹ قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت کیا جاویگا اور لکھا جاویگا ۱۰ اُسمین بہت سے مضامین جمع ہین سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہین جسکے معانی پر قرآن مشتمل ہو اور نہ کتابین ہین ۱۱ سو وہ قرآن شفا ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہین اُس سے وعظ وپند کا قبول کرنیوالا ...

فصل تیئیسوین آپ کے بعض اسماے شریفہ مین مع اُنکی مختصر تفسیر کے

محمدؐ یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے احمدؐ عیسیٰ علیہ السّلام نے اس نام سے بشارت دی ہے متوکل معنی ظاہر ہین ماحی آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا حاشر یعنی آپ چونکہ سب سے اوّل قیامت مین محشور ہون گے اور سب آپ کے بعد تو گویا اُنکے حشر کے سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیا علیہم السّلام کے عقب مین اور آخر مین تشریف لائے مقفی[5] اسکے بھی یہی معنی ہین نبی التوبۃ یعنی آپ کی شریعت مین عفو ذنوب کے لیے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعضی پہلی امتون کے کہ قتل نفس اسمین شرط تھا نبی الملحمۃ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعت مین جہاد مشروع ہوا ہے نبی الرحمۃ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانون کے لیے تو آخرت مین بھی اور کفّار کے لیے دنیا مین کہ پہلی امتونکے سے عذاب نہین آتے اور باقی اجزاے عالم کے لیے بھی کہ بقاے عالم کا آپ کے بقاے دین کے ساتھ مربوط ہے جب آپ کے دین کا کوئی اثر نہ رہے گا حتیٰ کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا قیامت قائم ہو کر تمام عالم درہم وبرہم ہوجاویگا فاتح یعنی کشایندہ آپ کی بدولت دروازہ ہدایت مفتوح ہوا امصار و دیار کفّار کے فتح ہوے جنّت کے دروازے آپ کی اتباع سے کشادہ ہون گے امین معنی ظاہر ہین شاہد قیامت مین آپ اپنی امت کے شاہد ہون گے مبشّر و بشیر یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے نذیر یعنی کفّار کو عذاب سے ڈرانے والے قاسم یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنیوالے ضحوک و قتال ان دونون کا استعمال جدا جدا نہین ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفّار سے قتال کرنیوالے عبد اللہ معنی ظاہر ہین سراج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن سید ولد آدم

[5] اسم فاعل از تقفیل ۱۲ منہ

یعنی سب بنی آدم کے سردار **صاحب لواء الحمد** یعنی قیامت مین آپؐ کے ہاتھ مین لواء الحمد ہوگا اور سب اوّلین وآخرین اُسکے تلے ہون گے **صاحب مقام** یعنی مقام شفاعت مین آپ کھڑے کیے جاوینگے **صادق** یعنی سچّی خبر دینے والے **مصدوق** یعنی آپ کو سب خبرین وحی سے سچّی ملتی ہین **رؤف رحیم** دونون کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہین بعض انمین سے آپ کے ساتھ خاص ہین اور بعض دوسرے انبیا علیہم السّلام مین بھی مشترک ہین اور اکثر ان اسماء مذکورہ مین وہ ہین جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہین اور عرف مین لقب ونام ایسے ہی اسما کو کہتے ہین اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیے گئے ہین ورنہ آپ کے اوصاف مین سے اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک ہزار تک پہونچتے ہین کذا فی زاد المعاد۔

من الروض

مُحَمَّدٌ[۱] اَحْمَدُ الْمَنْسُوْبُ مَادِحُهٗ
اِلَیْهِ فَهُوَ بِهٰذَا الْفَخْرِ يَفْتَخِرُ
اَلْفَاتِحُ[۲] الْخَاتِمُ الْهَادِیْ بِدَعْوَتِهٖ
اِلَی الْهُدٰی وَلِدِیْنِ اللهِ يَنْتَصِرُ
اَلْحَاشِرُ[۳] الْعَاقِبُ الْمَاحِیْ بِبِعْثَتِهٖ
عَنَّا الظَّلَامَ وَلَيْلُ الشِّرْكِ مُنْدَثِرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

[۱] محمدؐ ہین احمد ہین آپکا مادح آپکی طرف منسوب کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہے [۲] آپ فتاح والے ہین (کہ آپکے نور سے خلق کا افتتاح ہوا) اور آپ اختتام والے ہین (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت سے راہ حق کی طرف ہادی ہین اور دین الٰہی کی نصرت فرماتے ہین۔ [۳] آپکے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیا کے بعد آئے ہین آپ اپنی بعثت سے تاریکیون کو ہمسے محو کرنیوالے ہین اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ منہ

فصل چوبیسوین آپ کے بعض خصائص مین یعنی اُن امور کے بیان مین جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السلام مین سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہین

ایک قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ مین پائی گئے مثلاً سب سے اوّل آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپکو نبوت عطا ہونا یوم میثاق مین سب سے اول الست بربکم کے جواب مین آپکا بلیٰ فرمانا آپکا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب کتب مین آپ کی بشارت وفضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام وحضرت نوح علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم مین گذری ہین وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوے مثلاً مُہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل مین مذکور ہے وغیر ذلک تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہین ذات مبارک کے ساتھ مثلاً معراج اور اُسمین عجائب ملکوت وجنت ونار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا کہانت کا منقطع ہوجانا اذان واقامت مین نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجز ہے لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ رہنے مین بھی زبانی یاد ہونے مین بھی صدقہ کا حرام ہونا نوم سے وضو کا واجب ہونا ازواج مطہرات کا امت پر ابداً حرام ہونا آپؐ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آنکھ کے پیچھے سے برابر دیکھنا دُور دُور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا تمام خلائق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپؐ کے متبعین کا سب انبیا کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور

جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپ کی امت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز مین انکی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزہ کے لیے سحری کی اجازت رمضان مین شب قدر ایک نیکی کرین تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا (شاید پہلی امتون مین انکے اسباب کا انسداد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ) احکام شاقہ کا مرتفع ہوجانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد بیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے جیساکہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہے) اجماع امت کا حجت ہونا اور اسمین ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف فرعی کا رحمت ہونا امم سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون کا شہادت ہونا علما سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے قرب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا وغیر ذلک پانچوین قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد برزخ یا قیامت مین ظاہر ہوئے یا ہون گے انکا بیان وفات کے بعد کی تین فصلون مین آویگا ہذا کلہ من التمام متصرف فی الالفاظ و الترتیب و بعضہ من المشکوٰۃ

من القصیدۃ

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

لہ یعنی آپ فضائل باطنی و ظاہری مین کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے ہین پھر خدا وند تعالیٰ شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات کا ہے آپ کو اپنا حبیب بنالیا ۱۲ عطر الوردہ

لہ یعنی اُن تینون فصلون مین ایسے خصائص بھی ہین یہ نہین کہ سب خصائص ہی ہین چنانچہ حیاتِ انبیا و تحریم جسد و صلوٰۃ فی القبر سب انبیاء علیہم السلام مین مشترک ہے ۱۲ منہ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ	لہ آپ اس سے پاک ہین کہ آپ کی خوبیون مین
فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ	اور کوئی آپ کا شریک ہو (پس جوہر حسن جو
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	آپ مین پایا جاتا ہے وہ غیر مقسم اور غیر
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ	مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل چھیالیسوین آپ کے ماکولات و مشروبات و مرکوبات وغیرہ مین -
اِن چیزون کو آپ کی ذات بابرکات سے دو تعلق ہین ایک تشریع کہ ان مین کیا جائز ہے کیا ناجائز اِسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور اُن سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہے دوسرا تعلق اِنکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لیے اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہان اسی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصراً بیان کیا جاتا ہے ماکولات و مشروبات غذا ہون یا دوا انمین بعض وہ چیزین ہین جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہین کہ اُنکا وصف فرمایا ہی چنانچہ احادیث[1] مقام سے سب بالتعیین معلوم ہو جاوے گا۔ اثمد[2] یعنی سرمہ سیاہ اصفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال مین رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جماتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ کی عادت شریف بھی دونون آنکھون مین ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی کی روایت پر داہنی مین تین اور بائین مین دو لگانے کی تھی یعنی عادت دونون طرح تھی اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

لہ اِن احادیث کے لغات یعنی اسماء ادویہ و اغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ
سلہ اسمین حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہے ۱۲ منہ

وسلم نے جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **بطیخ** یعنی تربوز آپ تربوز کو خرماے تازہ کے ساتھ نوش فرمارہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اُسکی سردی کی دافع (اور مصلح) ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے **بلح** یعنی خرماے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرماے سبز خرماے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونون چیزین کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہو کر) کہتا ہے کہ یہ آدمی اب تک جیتا رہا کہ کہنہ کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **بُسر** یعنی خرماے نیم پختہ صحیح حدیث مین ہے کہ جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ابو الہیثمؓ کے یہان مہمان ہوے تو وہ ایک خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیون نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) انھون نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لین (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو) **بصل** یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا اُنھون نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اسمین پیاز تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور صحیحین مین آپ نے اسکے کھانے والے کو مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسری حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو انکو پکا کر بدبو ماردے **تمر** یعنی خرماے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہے کہ جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اُسکو جادو اور زہر ضرر اثر نہین کرتا اور فرمایا ہے کہ جس گھر مین تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہین اور آپ سے کھانا بھی بکثرت

ثابت ہے مسکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی ثلج یعنی برف حدیث صحیح مین ہے
آپنے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجکو میرے گنا ہون سے دھو ڈال پانی اور برف
اور اولے سے اھ اس سے مدح برف کی نکلتی ہے ثوم یعنی لہسن اسکا بیان
پیاز کے ساتھ گذر چکا ثرید یعنی گوشت کے شوربے مین روٹی ٹوٹی ہوئی آپنے
ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید
کی فضیلت دوسری غذاؤن پر روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (اس سے
ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم ہوئی) جبن یعنی پنیر سفر تبوک مین آپ کی خدمت مین
لایا گیا آپنے چاقو منگایا اور بسم اللہ کہکر اسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے حنا یعنی مہندی آپکے کوئی پھنسی نکلتی یا کانٹا لگ جاتا تو آپ اسپر مہندی
رکھدیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے حبۃ السوداء یعنی کلونجی اسکا شونیز بھی نام
آیا ہے آپنے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اسمین بجز موت کے سب بیماریونکی
شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے حرف یعنی رائی اسکا نام حدیث مین
ثفاء آیا ہے اور عام محاورہ مین حب الرشاد کہتے ہین آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ
دو چیزون مین کسقدر شفا ہے ثفاء مین اور ایلوہ مین روایت کیا اسکو ابو عبید
وغیرہ نے اور مراسیل مین ابوداؤد نے حلبہ یعنی میتھی عبد الرحمن بن القاسم سے
مرفوعاً منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ میتھی سے شفا حاصل کرو خبز یعنی روٹی آپ کو
شوربے مین توڑی بہت پسند تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور آپنے ایکبار گیہونکی
روٹی گھی سے چپڑی ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپنے
گھی کے ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی مین تھا

آپنے فرمایا اُٹھالو روایت کیا اسکو بھی ابوداؤد نے خل یعنی سرکہ آپنے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا اسکو مسلم نے دُہن یعنی روغن آپ سر مین کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو ترمذی نے شمائل مین اور آپنے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکّب عطر حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے حج وداع مین آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھولنے کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے رطب یعنی خرماے پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہین کہ مینے آپ کو ککڑی خرماے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نماز کے قبل خُرماے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرماے تر نہ ہوے تو خرماے خشک سے یہ بھی نہ ہوے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ریحان یعنی خوشبودار پھول آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اُسکو رد نہ کرے کیونکہ اسمین (بار احسان) بھی ہلکا ہی ہے اور خوشبو پاکیزہ ہے (یعنی دوسرے کا ضرر نہین اپنا نفع ہی) روایت کیا اسکو مسلمؒ نے (اور اسی کے حکم مین ہر خوشبو ہی) زیت یعنی روغن زیتون اسکا بیان دُہن مین آچکا زنجبیل یعنی سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابونعیم نے کتاب طب نبوی مین سنا مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا

کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے سنوت اسکے معنی مین اختلاف ہے بعض اطبا نے ایک خاص تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی شہد جو گھی کے ظرف مین رکھا گیا ہو آپنے ارشاد فرمایا کہ سنا اور سنوت کو برتا کرو کہ ان دونون مین بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ان بعض اطبا نے وجہ ترجیح مین کہا ہے کہ شہد اور گھی سے سنا کی اصلاح اور اسہال کی اعانت ہوتی ہے سفرجل یعنی سیب وہی آپ نے ابوذرؓ کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے اور سینہ کی کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو نسائی نے سمن یعنی گھی خبز کی بیان آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہے سمک یعنی مچھلی آپنے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد مین سریۃ الخبط کے قصہ مین صحیحین سے نقل کیا ہے سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ نقاہت کی حالت مین تھے جو اور چقندر سے مرکب کہانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اسکو ترمذی و ابوداؤد نے شونیز یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السوداء مین گذر چکا شعیر یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گہر والونکو بخار مین حریرہ جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزین کے قلب کو قوت دیتا ہے اور مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا شوی یعنی بھنا ہوا گوشت آپ کا تناول فرمانا چند حدیثون مین ہے جو ترمذی مین مذکور ہین شحم یعنی چربی ایک یہودی نے آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جسمین کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی صبر یعنی ایلوہ اسکا ذکر بیان حرف مین گذر چکا ہے طیب یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کلونجی
قاموس

کہ مجکو دنیا کی چیزون مین سے منکوحہ بیبیان اور خوشبو پسند ہے **عسل** یعنی شہد آپ نے
ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اُسکو کوئی
بڑی بلا نہ پہونچے گی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **عجوہ** مدینۂ منورہ کی کھجورون مین سے
ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے
روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **عود ہندی** اسکی دو قسمین ہین ایک قسط
کہلاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوا کی چیزون مین سے سب سے بہتر پچھنے لگوانا
ہے اور قسط بحری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس
عود ہندی کو استعمال مین لایا کرو اسمین سات شفائین ہین اور دوسری قسم
خوشبو مین برتی جاتی ہے آپ اسکو سُلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے
قثاء یعنی ککڑی آپ نے ککڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو
ترمذی وغیرہ نے **کماۃ** جسکو بعضے ککرمتّا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہین
آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ مَنّ کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی
جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اُسکا عرق آنکھ کے لیے
شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **کباث** یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ
جنگل مین اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے **لحم** یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب
غذاؤن کا سردار گوشت ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا
گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے فرمایا
کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے

خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور گورخر کا
گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری ومسلم نے
اور آپ نے سکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن مین روایت کیا ہے اور مرغ کا
گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور سنن مین سرخاب کا
گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہے
روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی
ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون
سے کافی ہوجاوے روایت کیا گیا یہ سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور
پھر پانی منگا کر کلی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ماء یعنی پانی بعض
خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان وجیحان
ونیل وفرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (بعض محققین نے
اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ پانی کے جیّد ہونے کے تمام طرق انمین جمع ہین اس لیے
تشبیہًا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم
جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مُشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤن مین
پاکیزہ خوشبو مُشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام
کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ملح یعنی نمک
آپ نے فرمایا کہ تمھاری نانخورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے نورہ یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری ومسلم نے اور آپ نے سکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن مین روایت کیا ہے اور مرغ کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور سنن مین سرخاب کا گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون سے کافی ہو جاوے روایت کیا گیا یہ سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور پھر پانی منگا کر کلّی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ماء یعنی پانی بعض خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان وجیحان ونیل وفرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (بعض محققین نے اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ پانی کے جیّد ہونے کے تمام طرق انمین جمع ہین اس لیے تشبیہًا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مُشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤن مین پاکیزہ خوشبو مُشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ملح یعنی نمک آپ نے فرمایا کہ تمھاری نانخورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے نورہ یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت مین ایک پوستین جسمین ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پائجامہ آپ نے خریدا ہے اور بعض روایات مین پہننا بھی آیا ہے اور آپکے پاس دو چادرین سبز[5] اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سُرخ دھاری کا اور ایک کھیس بالونکا یعنی کمل تھا اور کُرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ تھین اور آپنے کتان اور صوف بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ کمل پر ایک بستر آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے تھے اور نعلین اور خفین بھی پہنتے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے جنکے یہ نام ہین سکبؔ۔ مرتجزؔ۔ لحیفؔ۔ لزازؔ۔ ظربؔ۔ سبحہؔ۔ وردؔ۔ اور پانچ خچر تھے ایک دُلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلہ جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جسکو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچوان بھی کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعدؓ بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیان تھین ایک قصویٰ دوسری عضبا تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونون نام ایک کے کہے ہین اور پینتالیس اونٹنیان

---

[5] زادالمعاد مین مراد اِس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲ منہ

دودھ کی تھیلین اور سو بکریان تھین اس سے زائد نہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کردیتے ہذا کلہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل مین جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور مین استمرار تھا بعض خاص حالات و خاص ازمنہ کے اعتبار سے ہین اور زیادہ تفصیل کتب احادیث مین ہے من الرواض۔

قَضٰی وَلَمْ يَكُ لَوْ مَا مُدَّ رِكَاشِبَعًا
مِنَ الشَّعِيْرِ وَكَانَتْ فُرْشُهُ الْحُصُرُ
هٰذَا وَقَدْ مَلَكَ الدُّنْيَا بِاَجْمَعِهَا
فَرَدَّهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقْتَدِرُ
فَالثَّوْبَ يَرْقَعُهُ وَالشَّاةَ يَحْلِبُهَا
وَمَا رَاٰى لِاَخِ الْاِعْدَامِ يَحْتَقِرُ
وَالْبَيْتَ يَكْنِسُهُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا
وَاِنْ دُعِيْ اَسْعَفَ الدَّاعِيْ فَلَا يَذَرُ
كَانَ الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَيْلُ يَرْكَبُهَا
وَالْاِبِلُ اَيْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ
يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

لہ آپنے اپنی عمر پوری فرمادی اور ایک وز بھی جو سے شکم سیری کی نوبت نہین آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا سکہ یہ حالت اسپر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اسکے کہ آپ مقدور رکھتے تھے سکہ سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دودھ لیتے اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہین دیکھے گئے سکہ اور گھر مین جھاڑو دے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر آپ کی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے شہ آپ کے لیے براق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جنپر آپ سوار ہوتے تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی ۱۲ منہ

فصل چھبیسوین آپ کے اہل و عیال و حشم و خدم مین ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا اسوقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور اُنکی چالیس برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیمؓ کے کہ وہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ہین باقی تمام اولاد

عہ یہ اشعار فصل ۲۸ کے ختم پر آچکے ہین مگر چونکہ مجکو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب معلوم ہوا اسلیے ان اشعار کو باوجود تھوڑی مناسبت و مکرر ہونے کے غنیمت سمجھکر درج کردیا اگر کسی دوسرے صاحب مناسب اشعار لکھاوین تو اُنکے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست معروض ہے عہ یہ تمام فصل بھی زاد المعاد سے لکھی ہے ۱۲

آپ کی ان ہی سے ہین۔ اور ہجرت سے تین سال قبل ان کی وفات ہو گئی پھر انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد حضرت سودہؓ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا اُسوقت انکی عمر چھہ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال مین جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی رخصت ہوکر آئین اور آپ کی بیبیون مین کنواری صرف ایک یہی تھین پھر حفصہؓ بنت عمرؓ سے نکاح کیا پھر زینبؓ بنت خزیمہ قیسیہؓ سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کر گئین پھر حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور انکی وفات آپ کی سب بیبیونکے بعد ہوئی پھر حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح ہوا یہ آپ کی پھوپی زاد بہن ہین اور بعد وفات نبوی سب بیبیون سے پہلے انکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ مین حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہوکر آئی تھین آزاد کیے جانیکے بعد انسے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے جبکہ وہ حبشہ مین ہجرت کر کے گئی ہوئی تھین بواسطہ وکیل سنہ چار ہجری مین نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار اُنکو آپکی طرف سے مہر دیا (یہ ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے) اور غزوۂ خیبر کے زمانہ مین حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہوکر آئی تھین آزاد کرنیکے بعد انسے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہؓ سے عمرۃ القضا کے زمانہ مین نکاح ہوا یہ گیارہ ہین جنمین سے دو سامنے وفات پاگئین اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر اُنمین اقوال متفق نہین ہین سراری یعنی وہ کنیزین جو ہمبستری کے لیے ہون حضرت ماریہؓ انسے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینبؓ نے ہبہ کر دی تھی اولاد اول صاحبزادہ

قاسم آپ کی کنیت ابوالقاسم ان ہی سے ہے بچپن مین انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہؓ و حضرت ام کلثومؓ و حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئین ان تینون مین اختلاف ہے کہ بڑی کونسی ہین پھر عبداللہ پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہین یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے انکا بھی بچپن مین انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہین پھر سنہ آٹھ ہجری مین حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی مین انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھین اعمام حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابوطالب ابولہب زبیر عبدالکعبہ حارث مقوم بعض نے یہ دونون نام ایک ہی کے بتلائے ہین ضرار قثم مغیرہ غیداق بعض نے ان دونون کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہین عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائین عاتکہ اروی ان دونون کے اسلام مین اختلاف ہے برہ امیمہ ام حکیم موالی یعنی غلام وکنیز حضرت زید بن حارثہ اسلم ابورافع ثوبان ابوکبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکوان مہران مروان بعض نے یہ پانچون ایک ہی کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہین حنین سندر فضالہ مابور واقد ابوواقد قسام ابوعسیب ابومویہبہ یہ سب غلامون کے نام ہین اور کنیزین تھین سلمیٰ ام رافع میمونہ بنت سعد خضرہ رضوی ریشحہ ام ضمیرہ میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے حضرت انسؓ اکثر کام انکے متعلق تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نعل و مسواک کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامرؓ

جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ مؤذن آمد و خرچ انکی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابو ذر غفاری آیمن بن عبید ان کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور انکی والدہ ام ایمن معیقیب انکے پاس انگشتری رہتی۔ مؤذنین کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم اور ایک قبا میں حضرت سعد القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہ حارسین یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا **کاتبین** یعنی آپ کے منشی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہؓ بن ارقم حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بنؓ ربیع اسدی حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ حضرت عبداللہ بنؓ رواحہ حضرت خالد بنؓ ابو لید حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ حضرت معاویہ بنؓ ابی سفیان حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے **ضارب اعناق** یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت مقداد بنؓ عمرو حضرت محمد بن مسلمہ حضرت عاصمؓ بن ثابت ضحاک بنؓ سفیان **شعرا و خطبا**، یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالک حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس تھے من المواہب۔

تُوُفِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَۃٍ اِلَیْھِنَّ تُعْزٰی الْمَکْرُمَاتُ وَتُنْسَبُ فَعَائِشَۃُ مَیْمُوْنَۃُ وَّصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ تَتْلُوْھُنَّ ھِنْدٌ وَّزَیْنَبُ جُوَیْرِیَّۃُ مَعْ رَمْلَۃٍ ثُمَّ سَوْدَۃُ ثَلَاثٌ وَّسِتٌّ ذِکْرُھُنَّ مُھَذَّبُ فَصَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا دَامَ شَارِقٌ مِّنَ الشَّرْقِ یَشْرُقُ ثُمَّ فِی الْغَرْبِ یَغْرُبُ	لہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیاں چھوڑکر وفات فرمائی کہ اُنکی طرف امور شریفہ منسوب کیے جاتے ہین ۲ وہ عائشہ ہین اور میمونہ ہین اور صفیہ ہین اور حفصہ ہین اُنکے بعد ہند اور زینبؓ ہین ۳ اور جویریہ ہین اور رملہ ہین پھر سودہ ہین یہ کل نو مومنین کہ اُنکا ذکر منقح ہے ۴ سو اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب مشرق سے نکلے اور مغرب مین غروب ہو ۱۲ منہ

فصل ستائیسوین وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر نعمت و رحمت آلہیہ کے تام اور کامل ہونے مین ہر چند یہ واقعہ طبعًا وفطرۃً ایسا جان فرسا وہوش ربا ہے کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہوگا مگر آپ کی شان رحمۃٌ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ مین بھی اُسکا ظہور بدرجۂ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کے لیے مظہر رحمت آلہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہین تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرعًا ونصًا روایات ذیل سے یہ دونون دعوے ثابت ہین اس لیے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہان اسکا مختصرًا بیان کیاجاتا ہے ورنہ خوشی مین غم کا کیا ذکر **پہلی روایت** طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ جب سورۂ اذاجاء نصر اللہ نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

لہ ہذا للمؤلف منہ عفی عنہ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہین ۱۲ منہ

جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجکو میری موت کی خبر (اشارۃً) سُنائی گئی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا وَلَلاٰخِرَۃُ خَیرٌ لَّکَ مِنَ الاُولیٰ یعنی آخرت آپکے لیے دنیا سے زیادہ بہتر (اور نافع) ہے **ف** اسمین تصریح ہے کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ کے لیے زیادہ نافع ہے کہ اُسمین قرب بلا حجاب ہے حق تعالیٰ کا اور سرور اتم ہے اپنے مقام کی نعمتون کے مشاہدہ کا **دوسری روایت** بخاریؒ ومسلم نے حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات مین) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب وزینت اور اپنے پاس کی چیزون کے درمیان مین اختیار دیا اور اُس بندہ نے خدائے تعالیٰ کے پاس کی چیزون کو ترجیح دی تو حضرت ابوبکرؓ رونے لگے تو (ہم لوگونکی سمجھ مین بعد مین آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اُس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابوبکرؓ سمجھ گئے **ف** اِس سے بھی نصًّا ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت آخرت کی **تیسری روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض مین اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا مین رہین یا آخرت مین اور آپ کو مرض وفات مین کھانسی اُٹھتی تھی اور یون فرماتے تھے مَعَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیهِم مِنَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِینَ یعنی اُن لوگون کے ساتھ (رہنا چاہتا ہون) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی ہین اور صدیق ہین اور شہید ہین اور صلحا ہین پس مجکو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے (جسپر آپنے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعویٰ مقصود مین نص ہے **چوتھی روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت مین فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی

وفات ہوتی ہے اُسکا مقام جنت مین رہنے کا دکھلا کر اختیار دیدیا جاتا ہے جب آپ پر
مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اُٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی یعنی
اے اللہ عالم بالا کے رفقا کو اختیار کرتا ہون اور صحیح ابن حبان مین رفیق اعلیٰ کے بعد
یہ زیادت بھی مرفوعاً وارد ہے مع جبرئیل ومیکائیل واسرافیل **ف** یہ بھی شل احادیث
بالا کے مقصود مین صریح ہے **پانچوین روایت** عبدالرزاق نے طاؤسؒ سے مرسلاً نقل
کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو دو اختیار دیے گئے ایک یہ کہ
دنیا مین اتنا رہون کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھون دوسرے یہ کہ (آخرت کو چلنے
مین) تعجیل کرون مین نے تعجیل ہی کو اختیار کیا **ف** جو اوپر ہے وہ یہان بھی ہے بلکہ
اُس سے بھی زیادہ صریح ہے کہ وہان تو تخییر صحابہؓ نے سمجھی تھی یہان خود آپ ہی کے ارشاد
سے منقول ہے **چھٹی روایت** بیہقی کی ایک طویل حدیث مین ہے کہ حضرت ملک الموتؑ نے
عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجکو بھیجا ہے اگر آپ فرمائین تو روح قبض کرون اور اگر آپ
فرمائین تو چھوڑ دون مجکو حکم ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کرون آپنے جبرئیل علیہ السلام
کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپکی
لقا کا مشتاق ہے آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ
قد اشتاق الی لقائك کی تفسیر مین کہا ہے معناہ قد اراد لقائك بان یرد ک
من دنیاك الی معادك زیادۃ فی قربك وکرامتك **ف** اس سے بھی آخرت
کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتب ہے اشتیاق حق تعالیٰ پر بالمعنی اللائق بہ تعالےٰ
کما ذکرہ البیہقی پس جسطرح آپنے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالیٰ نے بھی آپ کے لیے
اُسی کو پسند فرمایا (کلہ من المواھب والمشکوٰۃ) **ساتوین روایت** مسلم مین

حضرت انس رضؓ سے ایک طویل حدیث میں جسمین ام ایمنؓ آپ کو یاد کر کے رونے لگیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہے کہ تم کیون روتی ہو کیا تمکو معلوم نہین کہ خدا کے تعالیٰ کے پاس کی نعمتین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (یہان سے) بہتر ہین اور اُنھون نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ تبلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہو گئی سو وہ دونون حضرات بھی رونے لگے **ف** اس حدیث سے بھی تین صحابیون کا اتفاق مدعاے مقام پر ثابت ہوا **آٹھوین روایت** امام مسلم نے ابوموسیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندونمین سے کسی اُمت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہین تو اُس اُمت کے پیغمبر کو اُمت سے پہلے وفات دیدیتے ہین اور اُس پیغمبر کو اُس امت کے لیے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجدیتے ہین اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہین تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اُسکو سزا دیتے ہین اور اُسکو ہلاک کر دیتے ہین اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سو اُسکے ہلاک ہونیسے اُس پیغمبر کی آنکھین ٹھنڈی کرتے ہین چونکہ اُن لوگون نے اُس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی **ف** اِس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق مین علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات مین خود آپ کے حق مین اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا **نوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اُس حدیث مین جسمین آپ اُن لوگون کا ثواب بیان فرما رہے تھے جنکی اولاد بچپن مین مر جاتی ہے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جسکا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپنے فرمایا اپنی امت کے لیے مین آگے جاتا ہون کیونکہ میری (وفات کی) برابر اُن پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی

ﮯ فی باب قبل باب اثبات حوض نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کے لیے معلوم ہوئی کہ اُسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوے **دسوین روایت** ابن ماجہ مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد کر کے تسلی حاصل کرلے **ف** اسمین ثواب کے علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی **گیارھوین روایت** قیس رضی بن سعد سے روایت ہے کہ مین مقام حیرہ مین ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھکر آیا اور حضور مین عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ کرو مین نے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے **ف** مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمھارے اقرار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسجودیت کے لیے حیات شرط ہے اور ظاہر ہے کہ حی حقیقی حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہین تو بس سجدہ اُسی کو زیبا ہے اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر مین زندہ رہتے تو عجب نہین ہزارون نادانون کو شبہہ الوہیت کا آپ پر ہو جاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال اور اُس سے عدم الوہیت پر استدلال ظاہر ہو گیا اور امت کے لیے یہ بڑی رحمت ہے **بارھوین روایت** حضرت عمر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ آپکے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستارون کے ہین کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب مین ہے سو جو شخص اُنکے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے

روایت کیا اسکو رزین نے **ف** یہ اختلاف فروع اجتہادیہ مین وجوہ دلالت نصوص کے اختلاف سے ہے جسمین ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ رحمت ہے کہ اسمین امت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ مین نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روایتون سے خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین آپ کی توجہ ملاء اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجہ اور اخیر کی پانچ روایتون سے امت کے حق مین اسکی رحمت ہونے کی وجہ ثابت ہوتی ہین لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہین ہے اول تو خود روایات بالا مین بعض حکمتین خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہین دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیا علیہم السلام کے اکمل البشر ہین علماً بھی عملاً بھی قالاً بھی ان سے اضطراب کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا ثابت ہے چنانچہ بیہقی کی روایت مین ہے کہ آپ کے اخیر وقت مین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ھذا اٰخر موطئ من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر یعنی وحی لیکر اسکے سیاق سے تاسف ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموتؑ روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور مین نے آسمان سے آواز سنی وامحمداہ اس سے بکاء عزرائیل کا ثابت ہوا اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے آپکی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لیے اصحاب کے پاس آنا اور اُن کا رونا روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہون اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے

افضل ہوتے ہیں تو انکا رونا ملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے
اسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات میں مصیبت ہونے کی وجود کی تصریح بھی ہے
چنانچہ مرفوع حدیث میں مسلم نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کے لیے سبب امن ہوں جب میں
چلا جاؤں گا تو موعودہ بلائیں (فتن وحروب) اُن پر آوینگی اور میرے اصحاب
میری امت کے لیے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ بلائیں
(بدعات وشرور) امت پر آوینگی اور موقوف حدیث میں اور پرساتویں روایت میں
حضرت ام ایمنؓ کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہوگئی جس نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ
کو بھی رولا دیا آچکا ہے یہ تینوں امر اُسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک
واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہیں ہے
اس تحقیق کے بعد مختصراً واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آپکا ابتداے مرض حضرت میمونہؓ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینبؓ
بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہؓ کے گھر (یہ آپ کی کنیزک تھیں) اور پیر
کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بدھ
کے دن اور کل مدت مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہیں بعض نے چودہ بعض نے
بارہ بعض نے دس میرے نزدیک اس اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ مرض کی
بالکل ابتدا کو بعض لوگ خفیف سمجھکر شمار نہیں کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہیں
اب سب اقوال جمع ہوجاوینگے اور مرض دردسر سے شروع ہوا اور
اُسمیں بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیبر میں یہودیوں نے گوشت میں زہر دیا تھا

اور آپنے تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپ نے اس مرض میں یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُس نے اپنا پورا کام کر دیا ہے تو اس معنی کر حضورؐ کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعودؓ اور بھی بعض سلف اِسکے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات میں آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہے اور بعض روایات میں خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آتی ہے بعض علما نے وجہ جمع میں یہ کہا ہے کہ ذات الجنب کا اطلاق دو مرضوں پر آتا ہے ایک جو ورم حار سے ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان ریح کے احتباس سے ہو اول کی نفی ہے دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعدؒ کی روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اسمین شدت ہو گئی جب مرض میں شدت ہوئی حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور اُنھوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف سے آپنے بھی بیٹھکر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہؓ کے رنج و غم کو سنکر باہر مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھکر بہت سے وصایا و نصائح ارشاد فرمائیں اور واحدیؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپنے قریب زمانہ وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے میں دیں فرمایا میرے اِن ہی کپڑوں میں (آپکا لباس ردا و ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا یمانی چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا جب غسل و کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھکر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھینگے

پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر اُنکی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر مین کون اُتاریگا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور اُنکے ساتھ ملائکہ ہونگے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد مین حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اُسوقت صحابہؓ کی بیتابی کا عجب حال تھا قریب تھا کہ نماز مین کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑکر دولت خانہ مین تشریف لیگئے

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات مین اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن مین مذکور ہوئے ہین اور وفاتؐ آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت ووحشت کہ بعضون کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش مین نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپ کے غسل وکفن وصلوٰۃ ودفن کے مخفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اسلیے نہین کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتین واقع مین بھی ثابت ہوئین اور نص اسلیے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہین کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لاوین گو مستقل مزاج مخصوصین ومقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا

ؐ اور تاریخ کی تحقیق نہین ہوئی اور بارھوین جو مشہور ہے وہ حساب درست نہین ہوتا کیونکہ اُس سال ذی الحجہ کی نوین جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نوین ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہین ہو سکتی ۱۲ منہ

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر
تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آیندہ حفاظت کے انتظام
کی جُدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو
حاکم بناکر اُسپر مجتمع و متفق ہوجانے پر کچھ دیر اسمین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق
طور پر پڑھی کیونکہ اسمین جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمین دیر لگنا ظاہر ہے
اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اسلیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے
شرفیاب ہوجاوین ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن
پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت
مین ہے کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ یوم بدھ مین
دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت پر محمول ہین اسطرح سے کہ عرب کے
حساب مین رات شروع ہوجانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے
کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے
سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب کو رسم یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ
جیسا ہوش ربا تھا اُسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینون
کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت مین یہ استقلال یہ بھی حضور پُرنور صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا او رخشک مزاج خالی دماغ معترضون کو اس کا
کیا ذوق ہوسکتا ہے ؎

حال شیران کہ شمشیر بلا بر سر خورند	اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر
تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آیندہ حفاظت کے انتظام
کی جدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو
حاکم بنا کر اُسپر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اسمین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق
طور پر پڑھی کیونکہ اسمین جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمین دیر لگنا ظاہر ہے
اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اسلیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے
شرفیاب ہو جاوین ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن
پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت
مین ہے کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ یوم بدھ مین
دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت پر محمول ہین اسطرح سے کہ عرب کے
حساب مین رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے
کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے
سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب کو روز یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ
جیسا ہوش ربا تھا اُسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینون
کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت مین یہ استقلال یہ بھی حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک مزاج خالی دماغ معترض کو اس کا
کیا ذوق ہو سکتا ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست	حال شیرانے کہ شمشیر بلا برسر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر

فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالی انبیا کی روح اُسی جگہ قبض کرتے ہین جہان وہ انبیا علیہم دفن ہونا پسند کرتے ہین آپ کو اُس جگہ دفن کرو جہان آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر نبی کا مدفن اُنکا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات مین دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کر دین تو اور بات ہے) اور حضرت ابو طلحہ رضؓ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف مین چار حضرات نے اُتارا حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت عباسؓ کے قثمؓ اور فضلؓ اور آپکی لحد پر نو اینٹین کچی کھڑی کی گئین اور شقرانؓ نے کہ آپکے آزاد کیے ہوئے غلام تھے اپنی رائے سے ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف مین بچھا دیا تھا مگر ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ نے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرھانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری مین سفیان تمار سے روایت ہے کہ اُنھون نے آپ کی قبر شریف کوہان کے شکل کی دیکھی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ مین نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہین دیکھا ترمذی نے اُنسے روایت کیا ہے کہ جس روز حضورؐ مدینہ مین تشریف لائے ہین اُسکی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہے اُسکی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب مین ہمنے تغیر پایا (اسکا یہ مطلب نہین کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے یا عمل مین فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب وصحبت ومشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے

وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب و بُعد مین تفاوت اب بھی مشاہد ہے) اور قبر شریف کی زیارت مین صحیح حدیثین آئی ہین چنانچہ دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور عبدالحق نے اپنے احکام وسطیٰ و صغریٰ مین اسکو روایت کرکے اِس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من جاءنی زائرا لا تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ اسکو ابن السکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثین اس باب مین کثیر ہین اور تعدد طرق و تقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ اُن کے ضعف کا جابر ہوسکتا ہے یہ فتوی استدلال تھا اور ذوق اِس فتوے کو یہ کہکر قوی کرتا ہے ؎

علی ربع العامریۃ وقفۃ لیملی علی الشوق والدمع کاتب	۵۱ لیلی عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھپر لازم ہے تاکہ شوق مجھکو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو ۱۲
ومن مذہبی حب الدیار لاہلہا وللناس فیما یعشقون مذاہب	۵۲ اور میرا مذہب ہے گھروںسے محبت کرنا گھروالونکی علاقہ قدر اور لوگونکے اپنی محبوب چیزون کے باب مین مختلف مذاہب ہین

اور ایک حدیث مین جو وارد ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہین کرتی کیونکہ یہان استثنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثنا کے چونکہ اصل اسمین متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور جسقدر اقرب فی التجانس ہوگا وہ احق للتعیین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہےکہ مفہوم مسجد ہے پس تقدیر اسطرح ہوگی لا تشد الرحال

الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد اس صورت مین مطلقا مشاہد و مقابر کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور مین مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اسکی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جسکو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال مین اسطرح نقل کیا ہے فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا اور معنی اسکے یہ ہین کہ دوسرے مساجد کی طرف جنمین کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہین ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہان نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہے اسلیے منہی عنہ ہے اور مقابر خاصہ مین برکات خاصہ ثابت ہین پھر زوروا القبور مین بھی اطلاق اذن ہے البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آوین خوب سمجھ لو من المواھب اللطیفۃ ترجمہ

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رَجَاءَنَا
وَکُنْتَ بِنَا بَرًّا وَّلَمْ تَكُ جَافِیًا
وَکُنْتَ رَحِیْمًا هَادِیًا وَّمُعَلِّمًا
لِیَبْكِ عَلَیْكَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاكِیًا
فِدًی لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ
وَعَمِّیْ وَخَالِیْ ثُمَّ نَفْسِیْ وَمَالِیَا
فَلَوْ اَنَّ رَبَّ النَّاسِ اَبْقٰی نَبِیَّنَا
سَعِدْنَا وَلٰكِنْ اَمْرُهٗ کَانَ مَاضِیًا
عَلَیْكَ مِنَ اللّٰہِ السَّلَامُ تَحِیَّۃً
وَّاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْنِ رَاضِیًا

اے یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جسکو رونا ہو آج آپ پر روے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری مان اور خالہ اور چچا اور ماموں پھر میری جان اور مال سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اسکا حکم نافذ ہونے والا ہے آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت ہو اور آپ جنات عدن مین راضی ہو کر داخل کیے جاوین ۱۲ منہ

فصل اٹھائیسوین آپ کے عالم برزخ مین تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال وفضائل مین۔ **پہلی روایت** ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیّب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہون کذا فی المواہب **دوسری روایت** مشکوٰۃ مین حضرت ابو الدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد کو کھاسکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہین اور اُنکو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ف** پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف مین ثابت ہوا اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہدا کے لیے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیا علیہم السّلام مین اُنسے اکمل واقویٰ ہے اور **تیسری روایت** بیہقی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السّلام اپنی قبرونمین زندہ ہوتے ہین اور نماز پڑھتے ہین کذا فی المواہب **ف** یہ تکلیفی نہین بلکہ تلذذ کے لیے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ مین بیہقی سے بروایت حضرت انسؓ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اُسکو مین خود سُن لیتا ہون اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجکو پہونچائی جاتی ہے یعنی بذریعۂ فرشتون کے جیسا مشکوٰۃ ہی مین نسائی اور دارمی نے بروایت ابن مسعودؓ آپ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین مین سیاحت

کرنے والے مقرر ہین کہ میری اُمت کی طرف سے مجھکو سلام پہونچاتے رہتے ہین
چوتھی روایت مشکوٰۃ مین نُبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبارؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہین آتا جسمین ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہون یہان تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہین اور آپ پر درود پڑھتے ہین یہان تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہین اور دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اُترتے ہین اور ایسا ہی کرتے ہین یہان تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین قبر کی شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتون کے ساتھ باہر تشریف لاوینگے کہ وہ آپ کو لے چلینگے روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** اِس سے آپ کا شرف عظیم برزخ مین ظاہر ہے **پانچوین روایت** مشکوٰۃ مین ابوداؤد و بیہقی سے بروایت ابوہریرہؓ ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھپر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھپر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہان تک کہ مین اُسکے سلام کا جواب دیتا ہون **ف** اِس سے حیات مین شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت مین مستغرق تھی جسطرح کہ دنیا مین نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اُس سے افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہون اسکو ردّ روح سے تعبیر فرما دیا کذا فی اللمعات تلخیص مجموعۂ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ کے برزخ مین آپکے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہین اعمال اُمت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا غذا مناسب اُس عالم کے نوش فرمانا سلام کا سُننا نزدیک سے خود اور دور سے

بذریعۂ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار واخبار میں مذکور ہے اور بحالت رؤیا وکشف میں تو ایسے واقعات حصر واحصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نکیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو بخصوصاً روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیاناً کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے

تاللہ اقسم اما وَ اَتاکَ منکسرٌ
الا واصبح منہ الکسر ینجبر
۵۲ ولا احتمی بحماک المحتمی فزعاً
الا دعا وبامنٍ ما لہ خطر
۵۳ ولا اتاک فقیر الحال ذو امل
الا وفاض من الاثر لہ نہر
۵۴ ولا اتاک امرءٌ من ذنبہ وجل
الا دعا وبعفو وھو مغتفر
۵۵ ولا دعاک لھیف عند نازلۃ
الا ولباہ منک العون والیسر
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک من زانت بہ العصر

۵۱ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لیے عرض کرنیکو) نہیں پہونچا مگر کہ اسکی شکستگی کی اصلاح ہو گئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے شکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۵۲ اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپکے دربار میں پناہ لی مگر کہ امن و امان کیساتھ واپس ہوا اس حالت سے کہ اسکو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (یعنی ناکام جانے میں ہوتی) ۵۳ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لیے عرض کرنیکو) حاضر ہوا مگر کہ اُسکے نشان قدم ہی سے اُسکے لیے نہر (حوائج کی) جاری ہو گئی اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے مشکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۵۴ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا (دعائے مغفرت کے لیے عرض کرنیکو) آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا ہو گیا (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۵۵ اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کیوقت آپکو (مزار پر حاضر ہو کر دعا کے لیے) پکارا مگر آپکی جانب سے عون اور آسانی نے اسکو جواب دیا (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۱۲ منہ

فصل اُنتیسویں آپؐ کے اُن بعض فضائل مختصہ میں جو میدان قیامت میں ظاہر ہونگی
پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے میں سردار ہون گا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیون کا) قیامت کے روز اور میں
اُن سب میں پہلا ہون گا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اوّل میں قبر سے اُٹھونگا
اور سب (شفاعت کرنیوالون) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہونگا) اور سب سے
اوّل میری شفاعت قبول کیجاوے گی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک
حدیث میں جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اوّل موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا
ہے سو یہ وہ صعقہ نہیں ہے جسکے بعد بعث ہوگا کہ اُسمیں حضورؐ سب سے مقدم ہیں بلکہ
بعد بعث کے ایک صعقۂ فزع ہوگا جیسا کہ آپ کا فاکون اوّل من یفیق فرمانا اسکا
قرینہ ہے سو اُسمیں موسیٰ علیہ السلام مقدم ہون گے جسمیں احتمال یہ ہے کہ وہ کسی
عارض سے ہو جسکی طرف خود اُس حدیث میں بھی اشارہ ہے فلا ادری احوسب
بصعقۃ الطور الخ یعنی طور پر بیہوش ہوجا نیکے عوض میں شاید اُس وقت
بیہوش نہ ہوئے ہون یا پہلے ہوش میں آگئے ہون جیسا عنقریب ابراہیم علیہ السلام
کے تقدم فی اللباس کی وجہ اسی کی نظیر آتی ہے دوسری روایت حضرت
انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں سب
پیغمبرون سے زیادہ ہون گا اس بات میں کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ
ہون گے اور میں سب سے اوّل دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤن گا۔ روایت کیا اسکو
مسلم نے تیسری روایت مواہب میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن
مرہ حضرمی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں

ف یعنی اسی فصل کی ساتویں روایت میں ۱۲ منہ

(قیامت کے روز) براق پر ہونگا اور تمام انبیاؑ مین سے اُس روز مین اُسکے ساتھ مختص ہونگا چوتھی روایت حضرت جابرؓ سے ایک حدیث مین جسمین خصائص کا ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ مجکو شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لیے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچوین روایت حضرت ابوسعیدؓ سے منجملہ خصائص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ میرے ہاتھ مین (قیامت کے روز) لوار الحمد ہوگا اور مین فخر کی راہ سے نہین کہتا اور جتنے نبی ہین آدمؑ بھی اور اُنکے سوا اور بھی وہ سب میرے اُس لوار کے نیچے ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے چھٹی روایت حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین سب سے پہلے قبر سے نکلونگا جب لوگ مبعوث ہونگے اور مین اُنکا پیشرو ہون گا جب حق تعالیٰ کی پیشی مین آوینگے اور مین اُنکی طرف سے (شفاعت کے لیے) بات چیت کرونگا جب وہ خاموش ہون گے اور اُن سب مین مجھسے شفاعت کے لیے درخواست کیجاوے گی جب وہ (موقف مین حساب سے) محبوس کیے جاوینگے اور مین اُنکا بشارت دینے والا ہون گا جب وہ نا امید ہوجاوینگے اور کرامت (اور ہر خیر) کی کنجیان اُس دن میرے ہاتھ مین ہونگی اور لوار الحمد اُس روز میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہون گا ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کے لیے) میرے پاس آمد و رفت کرینگے (اور ایسے حسین ہون گے) گویا کہ وہ بیضے ہین جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہون

یا موتی ہیں جو بکھرے پڑے ہوں روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے ف اور فصل سابق کی چوتھی روایت میں قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتوں کا آپکے جلو میں ہونا مذکور ہو چکا ہے ساتویں روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجکو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے ف لمعات میں ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعودؓ و مجاہدؒ سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب میں مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس پہنایا جاویگا تو خود اُس حدیث میں غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہیں ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُسمیں ہے ویجاء بکم حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اُسمیں حضورؐ مقدم ہیں اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اُسمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہوں گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو بقول مورخین نمرود نے آگ میں زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُسکا صلہ ہو بہرحال انشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے میں حضورؐ ہی مقدم ٹھیرے آٹھویں روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو

لیکر گذرون گا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **نوینؒ روایت** حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اسکا فخر کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہین اور مجکو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آوینگے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے آپکے حوض کا اورون کے حوض سے پُر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپکے خصائص مین سے ہے **دسوینؒ روایت** حضرت انسؓ سے ایک حدیث طویل مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اذن بالشفاعۃ کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالی میرے قلب مین ایسے مضامین حمد وثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے ذہن مین حاضر نہین روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف** یہ علمی فضیلت آپکی اُس روز ظاہر ہوگی کہ ذات و صفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کے ساتھ آپ خاص ہونگے یہ سب حدیثین بجز تیسری روایت کے مشکوۃ مین ہین

من القصیدۃ

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ ۔ لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

دَعَا إِلَى اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ ۔ مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي مَعَادِي آخِذًا بِيَدِي ۔ فَضْلًا وَإِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

۱ وہی ہے ایسا محبوب خدائے تعالی کا کہ اُسکی شفاعت کبری کی امید کیجاتی ہے ہر ہول کے لیے ہولہا ہے روز قیامت سے جسمین آدمی بزور داخل کیے جاوینگے ۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو خدا کی طرف بلایا سوجس نے آپکے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اسنے ایسی مضبوط رسّی کو پکڑ لیا جو کبھی نہین ٹوٹنے کی (بلکہ قیامت مین بھی وہ ذریعۂ شفاعت بنے گی) ۳ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل و کرم واز روئے عہد میری دستگیری آخرت میں یا نہ فرمائیں گے تو تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر (کہ کیون اعمال صالحہ نہ کیے)

۱۵۴ یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

۱۵۵ وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِیْ
اِذَا الْكَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمٍ مُّنْتَقِمٍ

۱۵۶ یَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْكَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

۱۵۷ لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُهَا
تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۵۴ اے بزرگترین مخلوقات لوقت نزول حادثہ عظیم وعام کے آپکے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جسکی مین پناہ مین آؤن (صرف آپ ہی کا بھروسا ہے) ۱۵۵ اور ہرگز تنگ ہوگا عرصۂ قدر و منزلت آپکا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اُسوقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا ۱۵۶ اے میرے نفس اُس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے نا امید مت ہو کیونکہ بے شک گناہان کبیرہ در باب بخشش مثل صغیرہ ہین ۱۵۷ امید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت جب وہ اُسکو اپنے بندون پر تقسیم کریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ مین آویگی ۱۲ عطر الوردہ

فصل نسوین آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو جنت مین ظاہر ہون گے۔

پہلی روایت مشکوٰۃ مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور اُسکو کھلواؤن گا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہین مین کہونگا کہ محمدؐ ہون وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت مجکو حکم ہوا ہے کہ آپکے قبل کسی کے لیے نہ کھولون روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری روایت امام احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت مین کہ مجکو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے اور بخاری کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ آپنے یہ بھی فرمایا کہ اُسکے دونون

کنارون پر مجوف موتی ہین اُسمین برتن (پانی پینے کے) اسقدر پڑے ہین جتنے ستارے اور نسائی کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ وہ وسط جنت مین ہوگی اور اُسکے دونون کنارون پر موتی اور یاقوت کے محل ہین اور اُسکی مٹی مشک ہے اور اُسکے سنگریزے موتی اور یاقوت ہین اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت مین ابن عمرؓ سے اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسکے دونون کنارے سونیکے ہین اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے جنت مین اُسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہے اُسکے دونون کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاءؑ کے قبل اُسکے ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت مین حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسمین پرندے ہین جیسے اونٹونکی گردنین حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکے کھانے والے اُنسے بھی زیادہ لطیف ہین ف یہ نہر جنت مین اُس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت مین ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض مین اسی نہر سے پانی گریگا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالون سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض مین پہونچے گا مجموعہ روایت شیخین سے اُن پرنالون سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہوتا ہے اور ان سب روایات کے مجموعہ سے چند صفات فاضلہ اُس نہر کی اور خاص ہونا اُسکا حضورؐ کے ساتھ بیسبب واضح ہے تیسری روایت مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سُنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر مجھپر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھپر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اُسپر اللہ تعالیٰ دس رحمتین بھیجتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت مین ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا مین سے اُسکا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کریگا اُسکے لیے میری شفاعت واقع ہو گی اور مسند احمد مین ابو سعید خدریؓ کی روایت سے ارشاد نبوی ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھکر کوئی درجہ نہین ف قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضورؐ ہی اسکے مستحق ہین کیونکہ جب آپ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل درجات آپ ہی کے لیے ہے مگر اس ارشاد فرمانیکے وقت تک جزئیًا تصریح نہوئی ہو گی جو ایسا ارشاد فرمایا چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ہزار محل جنت مین دیے ہین اور ہر محل مین آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہین روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور ایسی بات چونکہ رائے سے نہین کہی جا سکتی اسلیے یہ موقوف حکمًا مرفوع ہے پانچوین روایت حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھولدینگے اور مجھکو اُسمین داخل فرماوینگے اور میرے ساتھ فقرا مومنین ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے ف یہ بھی آپکی فضیلت

خاصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی کہ آپ کی اُمت کے لوگ سب امم سے پہلے جنت مین داخل ہون گے چھٹی روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بجز انبیا و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے **ف** آپ کی امت مین سے دو بزرگون کا تمام امم اولین و آخرین کے کہول مین سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی ساتوین[2] روایت حضرت حذیفہؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہین آیا اسلیے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجکو آکر سلام کرے اور مجکو بشارت دے کہ فاطمہؓ تمام اہل جنت کی بیبیوںمین سردار ہونگی اور حسنؓ اور حسینؓ تمام اہل جنت کے جوانون مین سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** آپ کے خاندان مین سے اِن حضرات کا جنت مین جوانون اور عورتون کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے کہ جنت مین ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرات حسنینؓ نے سنِ کہولت پایا ہے مگر انکو جوان بسن شیخوخت کے مقابلہ مین کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شیخینؓ سے کم ہوئی اسلیے شیخینؓ کو کہول اور حسنینؓ کو شباب کہا گیا یہ تین روایتین اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئین باقی سب مواہب سے ہین۔

---

[2] چونکہ شیخین کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت حسنؓ کی عمر سینتالیسؓ سے کچھ زائد اور حضرت حسینؓ کی عمر چھپن سے کچھ زائد ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخین سو وفات کے وقت کہول تھے یسنکے مجموعہ دو وفاتین کے وقت یعنی جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے حضرات حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر رہے گا ۱۲ منہ

من القصیدۃ

فَحُزْتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ
وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ عَزَّ مُزْدَحَمٍ
وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا اُوْلِیْتَ مِنْ رُتَبٍ
وَعَزَّ اِدْرَاکُ مَا اُوْتِیْتَ مِنْ نِعَمٍ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

لہ پس آپنے ہر قسم کی بزرگی جسمین کوئی آپکا شریک نہیں ہے جمع کرلی اور آپ ہر عالی مقام سے جسمین کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا۔ نہ تھا گزر گئے یعنی آپ کو وہ بلند ترین مراتب (مثل فضائل مختصہ مذکورہ مقام محمود کے) نصیب ہوئے جو اوراً نبیا کو حاصل نہیں ہوئے لہ اور بہت بڑی ہے قدر اُن مراتب کی جو آپ کو عطا کیے گئے اور فہم و ادراک اُن نعمتوں کا جو آپکو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئی دشوار تر ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل اکتیسوین آپکے افضل المخلوقات ہونے مین اسکی تصریح اسلیے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ مین اکثر واقعات سے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہین افضلیت کو اور بدون اسکے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہین اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی او مسلمات ضروریہ سے ہے جسپر استدلال ہی کی حاجت نہین مگر تبرکاً کچھ روایات لکھی جاتی ہین **اوّل روایت** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اوّلین و آخرین مین زیادہ مکرم ہون روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ **دوسری روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج مین بُراق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونیکے وقت شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھپر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہین ہوا ہے جو اُنسے زیادہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہوگیا کذا فی سنن الترمذی۔

تیسری روایت امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے
کہ جب آپ (شب معراج مین) بیت المقدس مین تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے
ہوئے تو تمام انبیا آپکے ہمراہ (مقتدی ہوکر جیسا کہ مسلم مین ابن مسعودؓ کی روایت مین
حضورؐ کا ارشاد ہے فاممتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابوسعیدؓ کی روایت مین ہے کہ
بیت المقدس مین داخل ہوکر فرشتون کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے)
پھر انبیا علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالی کی ثنا کے بعد
اپنے اپنے فضائل بیان کیے جب حضورؐ کے خطبہ کی نوبت آئی جسمین آپ نے اپنا
رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ
وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اُسکو سُنکر ابراہیمؑ نے سب انبیا
علیہم السلام کو خطاب کرکے فرمایا کہ بہذا فضلکم محمدؐ یعنی ان ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے
بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت کیا ہے کذا فی المواہب چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ انھون نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو انبیا پر بھی فضیلت دی اور آسمان
والون (یعنی فرشتون) پر بھی (اور پھر اسپر قرآن مجید سے استدلال کیا) روایت کیا
اسکو دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ پانچوین روایت حضرت انسؓ سے (ایک طویل
حدیث مین) روایت ہے کہ اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایکبار اپنے کلام مین)
فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کردو کہ جو شخص مجھسے اس حالت مین ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو مین اُسکو دوزخ مین داخل کرونگا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام
نے عرض کیا کہ احمدؐ کون ہین ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی مین نے

کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اُنسے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے اُنکا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمدؐ اور اُنکی امت اُسمیں داخل نہو جاویں (پھر امت کے فضائل ہیں کے بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجکو اُس امت کا نبی بنا دیجیے ارشاد ہوا اُس امت کا نبی اُسی میں سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجکو اُن (محمدؐ) کی اُمت میں سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگے وہ پیچھے ہوں گے البتہ تمکو اور اُنکو دار الجلال (جنت) میں جمع کر دوں گا روایت کیا اسکو حلیہ میں کذا فی الرحمۃ المہداۃ مجموعہ ان روایات سے آپ کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپکے ارشاد سے انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہؓ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امامت انبیا و ملائکہ و ختم نبوت و خیریت امت وغیرہ سے استدلالاً بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلوں میں اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلوں میں بھی متعدد روایتوں سے یہ امر کا لتصریح ثابت ہے -

من القصیدۃ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

لہ آپ اسم باسمّٰی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا و آخرت و جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں ۱۲ ؎ اور آپ کی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیاں (باستثناے مرتبۂ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپکی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہوں گی ۱۲

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اِنَّهٗ بَشَرٌ
وَاِنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سے کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا اُن کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے ۱۲ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں ۱۲ عطر الوردہ

فصل تینتیسویں اُن بعض آیات کی مختصر تحقیق میں جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے (جنمیں سے کچھ رسالہ ہذا میں وارد کیے گئے ہیں) معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ میں آسکتی ہے اوّل قال اللہ تعالیٰ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى یہاں ضلال کے وہ معنی نہیں جو اُردو محاورہ میں مستعمل ہیں کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اُسکا محاورہ جُدا ہے سو عربی میں اِسکے معنی مطلق ناواقفی کے ہیں اور وہ اپنی دونوں قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آپکے قبل ہوا اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ میں ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہیں کیونکہ نبوّت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قبل نبوّت وہ معلوم نہیں ہوتے تو پس یہ آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ دوم قال اللہ تعالیٰ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یہاں بھی وزر کے معنی گناہ کے نہیں جیسا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى سے شبہہ ہو سکتا ہے بلکہ لغت عربی میں وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہیں خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیا علیہم السلام معصوم ہیں لقولہ

تعالیٰ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور یہاں بھی ہے کہ اوّل اوّل آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ میں ہے کہ اوّل اوّل آپ کو جاڑا چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم نشرح لک صدرک اسکا بیّن قرینہ ہے سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یہاں بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہیں بلکہ وہ اجتہادات ہیں جو نصوص سے منسوخ کر دیے گئے کہ نصوص کے بعد اُن پر عمل کرنا درست نہیں چونکہ ذات فعل کی نہیں بدلی باعتبار ذات کے اُسکو ذنب فرمایا گو اُسوقت اسمیں صفت ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال میں ذنب ہو سکتا ہے گو اُسوقت ذنب نہیں معاف فرماتے ہیں اور آپ کی شدت خشیت کے سبب تسلیہ کے لیے یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطاے اجتہادی پر تو اجر موعود ہے اور یہی معنی ہیں۔ واستغفر لذنبک کے چہارم قال اللہ تعالیٰ یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اس امر دینی کا یہاں بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ جسطرح ابتک تقویٰ و عدم اطاعت عصاۃ کا صدور ہوتا رہا آیندہ بھی ایسا ہی رہنا چاہیے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفّار کو جو اپنے بعض خیالات کی طرف آپ کو بلاتے تھے تو اُنکے سنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لیں کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہیں کرتے اسلیے ہرگز ہماری موافقت نہ فرماوینگے جیسا ارشاد ہوا ہے وما انت بتابع قبلتھم پنجم قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یہاں بھی احتمال شک لازم نہیں آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی

ایسے شخص سے خطاب کرتے وقت جو تمکو یقیناً سچا سمجھتا ہے کلام کو مؤکد کرنے اور مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کے لیے کہا کرتے ہو کہ اگر تمکو شبہہ ہو تو محلہ والون سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تمکو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لیے آمادہ ہین اور تمکو اجازت دیتے ہین کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہے۔ ششم قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملك سباق مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اِسکے مخاطب ہی نہین کیونکہ اوپر ارشاد ہو ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون سب انبیا پر وحی کیا گیا ہے اور مضامین وحی مین بعض سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہے اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہے مطلب یہ کہ سب انبیا پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی امت کو یہ خطاب سُنا دین لئن اشرکت لیحبطن عملك اور اگر آپ ہی مخاطب ہون تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے جس سے مقصود مبالغہ ہے ذم شرک مین جسطرح کہا کرتے ہین کہ اور ونکی تو کیا حقیقت ہے اگر میرا بیٹا بھی میری مخالفت کرے تو اُسکو نہ چھوڑون گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ اُسپر کسی کو اصلا شبہہ مخالفت کا نہ ہو ہفتم قال اللہ تعالیٰ فلا تك فی مریۃ منہ انہ الحق اِس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہین آتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو بات قرآن کے ذریعہ سے تبلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونیسے اُسمین تردد تھا کہ یون ہے یا یون ہے اب بعد وحی کے شک نہ کیجیے اور یہ شبہہ بھی نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت مین احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہین آتا بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے محاورات مین اثنائے کلام مین

یہ کہتے جاتے ہیں کہ یقین مانو یہ بات اسطرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہیں گو مخاطب
کتنا ہی معتقد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود توثیق کلام کی ہوتی ہے **ہشتم** قال اللہ
تعالیٰ ولو شآء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ فلا تکونن من الجاھلین اس سے
بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہیں آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر
ہونا انبیاء پر محال ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ لو شاء سے بقاعدۂ عربیہ معلوم ہو گیا کہ
کفار معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہیں ہے
کما قال اللہ تعالیٰ سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون
اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ آپ بے علم نہ رہیے
یقین کر لیجیے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ کیا اب بھی احتمال بے علمی کا تھا تو جواب اسکا آیت
ہفتم کے ذیل میں گذر چکا **نہم** قال اللہ تعالیٰ واما ینزغنک من الشیطان
اس سے بھی وہ تسلط لازم نہیں آتا جسکی نفی اس آیت میں ہے انہ لیس
لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون الخ یعنی جس پر
معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہے
گو تحرک نہ ہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان الانس کسی نبی کو بری رائے دے
اسی طرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی محال نہیں مگر اسپر عمل ہونا محتمل نہیں۔
دہم عبس وتولیٰ ان جآءہ الاعمیٰ الخ بیان دو مصلحتیں متعارض تھیں ایک
تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم
کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد ظاہر سے
اُسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع متیقن کا مقدم ہونا نفع موہوم پر اسکا

مقتضا تھا طالب مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کا فرجا حد پر اور اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غائر پر حق تعالیٰ کا مقصود یہی ہے کہ آپ کی شان عظیم کے شایان اُسوقت اجتہاد غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہے شبہہ ناشی عن المعنون کا اور اگر عنوان سے کہ بصورت عتاب ہے شبہہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقۂ محبت مین بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلف آداب سے وفی المثل السائر اذا جاءت الالفۃ۔ رفعت الکلفۃ۔ ولنعم ماقیل ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخارا

چنانچہ درمنثور مین مروی ہے کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوے التذاذ آتی ہے وھذا امر من لم یذاقہ لم یدرا اور احقر کی تفسیر مین ان آیات کی اور انکی امثال آیات کی تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ منتفع و مفید ہو سکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہون گے اُن سے ایسی احادیث بھی حل ہو جاوینگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھدیا ہے۔

مِنَ القَصِیدَۃ

لَوْ تَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُوْلُ بِہٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَہِمِ

اَعْیَی الْوَرٰی فَہْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

لہ آپنے ہمکو ایسی چیزو سے نہ آزمایا جسکے دریافت کرنے مین ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہو جاوین کیونکہ آپکو ہماری صلاح مرغوب تھی اسلیے ہم کسی حکم کے قبول کرنے مین شک مین پڑے اور سلوک طریق شریعت مین حیران و سرگردان مثل کے وہم ہوئے چنانچہ اسی مین یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہو سکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کر دیے گئے) ٢ہ آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس بلفظ کہا جاتا ہے اتحاجوا من فی سبیل المسیر یعنی خواص میں یا بعلیہ الترتیبی یعنی عوام میں دریاب دریافت کمالات حضرت کے گم و حیران و ساکت یعنی آپکے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں (اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر سطر مین بعضے شبہات پڑ سکتے ہین جنکے حل کرنیکے لیے قواعد شرعیہ کافی ہین)

۵۳ کَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٍ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

۵۳ آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہرہ و باطنیہ مین بشکل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قرص آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر بسبب نہایت بُعد کے اُسکی واقعی مقدار نہین معلوم کرسکتا ہے اور اگر اُسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بیندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہوجاتی ہے اور اُسکی پوری حقیقت دریافت نہین کرسکتی (اسی لیے بعض امور مین گو نہ حیرت ہوجاتی ہے جیسا اوپر کی شعر کی شرح مین معلوم ہوا) عطر الوردہ۔

فصل تینتیسوین آپکے بعض لوازم عبدیت کے بیان مین جوکہ آپکے مراتب عُلیا سے ہے۔

جاننا چاہیے کہ آپکے تمام کمالات کا مدار صفت پر ہے عبدیت و رسالت جنپر جابجا آیات و احادیث مین تنصیص کی گئی ہے اور نماز مین جو تشہد تعلیم کیا گیا ہے اُسمین بھی دونون کو جمع فرما دیا گیا ہے اور جیسا کمالاتِ رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کرکے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جسکے رد کے لیے اس سے اوپر کی فصل منعقد کی گئی ہے اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر آلہ حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی منفی منفی فی النص کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے یہ فصل اسکی اصلاح کے لیے لکھی جاتی ہے نمونہ کے لیے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے

پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑھا دیا (کہ خواص الوہیت کو اُنکے لیے ثابت کرنے لگے) مین تو اللہ کا بندہ ہون (مجھ مین الوہیت کی کوئی بات نہین) سو تم (مجھکو) اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **دوسری روایت**

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات مین فرماتے تھے کہ مین نے
جو کھانا (زہر آلود) خیبر مین (کچھ) کھالیا تھا ہمیشہ اُسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا
اور اب وہ وقت ہے کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اسکو
بخاری نے **تیسری روایت** بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہان تک کہ آپ کو (اُسکے اثر سے) یہ خیال
ہوجاتا کہ مین فلان (دنیوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کرچکا ہون حالانکہ اُسکو
کیا نہ ہوتا الحدیث **چوتھی روایت** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دربارہ سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ مین بشر ہون
جیسے تم بھولتے ہو مین بھی بھولتا ہون سو مین جب بھول جاؤن مجکو یاد دلادیا کرو
روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **پانچوین روایت** حضرت سہل بن سعدؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس حدیث مین جسمین بعض لوگونکا حوض کوثر
سے ہٹادیا جانا مذکور ہے) فرمایا کہ مین کہونگا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) مین سے
ہین (فرشتونکی طرف سے) جواب ملے گا کہ آپ کو خبر نہین کہ انھون نے آپکے بعد کیا کیا
(دین مین) اختراع کیا تھا مین کہونگا دور دور ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین
مین) تغیر تبدل کیا ہو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے درمیان کی تین روایت خود
بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ سے (اِن روایات سے آپ کا سم اور سحر اور
مرض سے متاثر ہونا اور نسیان و ذہول کا طاری ہونا) اور اخیر کی روایت سے
بعض وقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر عمر تک آپ سے مخفی و غائب رہنا
یا غائب ہوجانا جسمین تاویل بالذات و بالعرض کی بھی نہین چل سکتی اور جس سے

نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامۃ کے زمانۂ قبل عطاءِ علم مذکور پر محمول ہوسکنے کا شبہہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض اعمال امت کی روایت کے تعارض کا شبہہ اسلیے نہین ہوسکتا کہ اُس روایت مین نہ تو یہ نص ہے کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہے ممکن ہے کہ دقائق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہون اور بعد فرضِ عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کرکے یاد رہتے ہون ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیے غرہ اور تحجیل کی علامت مقرر ہونیکی کیا حاجت تھی کیونکہ پیش اعمال معروضہ مین وضو و نماز اور اسی ہوتا سب تجھے داخل ہیں اور ان سب امور پر مطلع اور اُنکی یاد رہتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی ہے خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ بعلم صلی اللہ علیہ وسلم کُل حادث مطلقًا یا الی یوم القیامۃ مرتفع ہوگیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات مین یہ امور بھی اور دوسرے لوازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش و ربعض اوقات رضا و غضب وراے کے مبانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد ہین اور پہلی روایت مین خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہے اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

من القصیدۃ

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَا الظَّلَامَ اِلٰى
اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٍ

لہ مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اُس نفس مقدسہ کے جنھون نے شبہا ے تاریکی زندہ کیا بسبب مشغولی عبادات مالک کائنات کے یہاں تک کہ آپ کے قدمین ورم سے شکایت کرنے لگے[illegible]

۱۸ وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰى
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

۱۹ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

استراحت فرمائی یہان تک کہ آپکے دونون قدم مبارک مرض ورم مین مبتلا ہوگئے (اس سے دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی شب بیداری عبادت مین ۔ ورم قدم مبارک) ۱۹ اور جنھون نے باعث گرسنگی کے اپنے ساتھ شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلو سے شکم کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اسکے ثقل اور سہارے سے گو نہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہو اس سے بھی دو وجہ عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسرے فاقہ کشی کہ عبادت ہے کیونکہ آپنے باوجود اختیار رد کر جانے کے اسی حالت کو پسند فرمایا ۲۰ اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے ای ما ادعاہ قول تو چھوڑ دے اور ایسا دعوی اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کر بلکہ انکو افضل العباد سمجھ اور اسکے سوا آپکی مدح شریف مین حسن صفت کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعوی کر اور اسکو خوب مستحکم اور استوار کر انتہی ۔ عبدیت کی نفی کرو اور نہ دوسرے لشکر مساوی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو) عطر الوردہ

فصل چونتیسوین آپ کی شفقت مین امت کے ساتھ فصول سابقہ مین تو آپکے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضرور ہے کہ آپ کو اپنے غلامونکے ساتھ اور غلام بھی وہ جنھون نے آپ کی کوئی خدمت نہین کی کیا تعلق تھا پہلی روایت حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابو عبید نے حضرت ابوذر رضی سے روایت کی کہ لوگون نے حضرت ابوذر رضی سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفر لھم فانك انت العزیز الحکیم کذا فی حاشیۃ عصام ف اسمین آپنے امت کے لیے دعا فرمائی جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے دوسری روایت عباس بن مرداس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اسطرح قبول ہوئی کہ سب گناہونکی مغفرت کرتا ہون بجز حقوق العباد کے

کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپ نے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدیں سو اُس شام کو یہ دعا منظور نہیں ہوئی جب مزدلفہ میں صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہوگئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اسوقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہیں معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے آپ نے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی تو خاک لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہائے واویلا مچانے لگا سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھکر ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اسکے قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ **ف** لمعات میں ہے کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہیں جنکے ایفا کا قصد مصمم ہے مگر ایفا سے عاجز ہو گیا حق تعالیٰ اخصام کو قیامت میں راضی فرماوینگے **تیسری روایت** لمعات میں آپکے طائف تشریف لیجانے کے قصہ میں جبکہ وہاں کے کفار نے آپ کو ایذاء شدید پہونچائی روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لیکر اُن کفار کو ہلاک کردے آپ نے اُس فرشتہ سے فرمایا نہیں مجکو امید ہے کہ انکی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا توحید کے ساتھ ذکر کریں **چوتھی روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے کہ انمیں سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجکو دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار ہو تو زیارت

میسر ہو جاوے تو وہ اُس پر دل و جان سے راضی ہوگا **پانچوین روایت** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مین بشر ہون مجکو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے سو جس کسی مؤمن مرد یا مؤمن عورت پر مین (غصہ مین) بد دعا کر دون تو آپ اُس بد دعا کو اُس شخص کے لیے تزکیہ اور تطہیر کر دیجیے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ **چھٹی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہین ہین آپنے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہین جو ہنوز نہین آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہین رویت وصحبت کے ساتھ پس صحابہؓ کو دوست اور بعد مین آنے والون کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہے کہ اُنکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور بعد والونکی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہؓ پر غیر صحابہؓ کی فضیلت محبت مین لازم نہین آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت مین ہم سے زیادہ ہوتے۔ **ساتوین روایت** ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپنے فرمایا ہان ایک قوم ہے جو تمہارے بعد ہون گے کہ مجھپر ایمان لاوینگے اور مجکو دیکھا بھی نہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے **ف** یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے نہین پھر اس بہتری مین بھی صحابہؓ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو

ایمانکی دولت صحابہؓ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ اُنھون نے دین کی رسانی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل اُنپر لازم نہین آتی ف ان روایات مین بعض سے تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہین اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ اُن مین کفار بھی داخل ہین اور بعض سے بعد مین آنے والون پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد مین آنے والونکی مدح اور اُنکے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت مین اور بعض سے مدح کی ساتھ اُنکے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتوین روایت مین مذکور ہے کہ مدح و محبیت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت مین جو شفاعت اور دعا و التجا امت کے لیے ہوگی اُسکی حدیثین مشہور اور بعضی انتیسوین تیسوین فصل مین مذکور ہین اور اِنکے علاوہ اس مدعا پر بیشمار روایات و واقعات شاہد ہین اِس فصل کے ایراد سے جو غرض ہے وہ فصل آئندہ کی تمہید مین بیان کیجاویگی

من القصیدة

بُشریٰ لنا معشر الاسلام ان لنا
من العنایة رکنا غیر منهدم

لما دعی الله داعینا لطاعته
باکرم الرسل کنا اکرم الامم

ان آت ذنبا فما عهدی بمنتقض
من النبی ولا حبلی بمنصرم

۱ اے گروہ اسلام ہمکو خوشخبری ہے بیشک ہمارے لیے عنایات خاصہ باری تعالیٰ سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر و متبدل نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامۃ ثابت و قائم رہیگا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے وہ کبھی مثل اور ادیان کے منسوخ نہوگا ۲ جب خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو جو ہمکو طاعت خداوندی کی طرف بلانیوالے ہین بلقب افضل و اکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعے سے سب امتون سے افضل ہوگئے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی فضیلت کا واقعی سبب ہے ۳ اگر مین گناہ کر رہا ہون یا کیا ہے تو میرا وہ عہد شفاعت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ٹوٹنے والا نہین ہے اور نہ میری امید کی رسی کہ وہ طلب شفاعت کے لیے حضرت سے ملی ہے ٹوٹنے والی ہے یعنی مین گنہگار ہون مگر حضرت کی شفاعت سے ناامید نہین

حاشاه ان يحرم الراجي مكارمه
او يرجع الجار منه غير محترم
يا رب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

سلہ خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کردیا ہے اس عیب سے کہ آپکا امیدوار آپکے مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کردیا ہے کہ آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب ومحترم ہوتا ہے ۱۲ عطر الوردہ۔

فصل پینتیسوین آپ کے حقوق مین جو امت کے ذمہ ہین جنمین اُم الحقوق محبت و متابعت فی الاصول و الفروع ہے۔ جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اُس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا اجمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا و احسان جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مین تینون وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہین وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشحون ہے دوسرا وصف فصل اکیسوین مین مخزون ہے اور چوبیسوین فصل انہیسے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینون وصف جو علت محبت ہین آپ مین جمع ہین تو خود اسکا طبعی مقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلی درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب مین موجود ہین تو داعی عقل وطبع کی ساتھ داعی شرع بھی ملکر آپکے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہے اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرتا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اُسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے

کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہوگی اور اس مین گو کسی کو بھی کلام نہین ہوسکتا محض تجدید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کردی گئی اور اسی کی تقویت کے لیے چند روایات بھی ذکر کیجاتی ہین **پہلی روایت** حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کا کوئی شخص مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اُسکے والد اور اولاد اور تمام آدمیون سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤن روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر میری مرضیات اور دوسرونکی مرضیات مین تزاحم ہو تو جسکو ترجیح دیجاوے اُسی کے محبوب تر ہونیکی یہ علامت ہوگی **دوسری روایت** امام بخاری نے ایمان و نذور مین عبداللہ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو مین ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کوئی مؤمن نہین ہوسکتا جب تک خود اُسکے نفس سے بھی زیادہ اُسکو مین محبوب نہ ہون حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہین جو میرے پہلو مین ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا فی المواہب **ف** حضرت عمر رضؓ نے اوّل محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی سمجھکر نفس کو مستثنی کیا پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونیکا مدار کوئی ایسا امر ہے کہ اُسکے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب ہوسکتی ہے مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً

مقدم و راجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف کے بعد کے آپ کی احبیت من النفس کا مشاہد
کیا اور رجوع کی اور مواہب کے مقصد سابع مین دوسرے صحابہؓ کی بھی حکایتین محبت کی
عجیب و غریب ذکر کی ہین **تیسری روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت مین داخل ہو گی مگر جس نے
میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہین کیا فرمایا جس نے میری طاعت
کی وہ جنت مین داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے قبول نہین کیا
روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** صحابہؓ کے اس سوال سے معلوم ہوا
کہ یہ اباء مخصوص بہ کفر نہین ہے ورنہ اسمین کونسا خفا تھا پس آپ کے اتباع نکرنے کو اباء سے
تعبیر فرمایا گیا ہے اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا **چوتھی روایت** حضرت انسؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھسے
محبت کی اور جسنے مجھسے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی
نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپکی محبت کی آپکی سنت کی محبت ہے
اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضورؐ
کی معیت کا بھی موجب ہے **پانچوین روایت** حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ
ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم مین سزا دی
پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع مین سے کہا کہ اے
اللہ اسپر لعنت کر کسقدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ مین) لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم مین یہ اللہ اور اُسکے رسول سے
محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے

ایک بشارت مذنبین کو کہ اُنسے اللہ و رسول کی محبت کی نفی نہین کی گئی دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سزا سے بچنے مین کام نہ آئی تو کوئی اِس نازمین نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزائے جہنم سے بچالے گی البتہ بُعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت پر مرتب ہے یعنی خلود اُس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہو جاوے گی تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اِس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونیسے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنیٰ درجہ اُسکا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کہا جاویگا پانچوین مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اُسپر لعنت نہ کرنا چاہیے اِس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ اُسکا ایک شمّہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو مانع عن اللعنۃ ہے تو اُسکا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ مؤثر ہوگا ؎

صاف گر باشد ندانم چون کند	جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند

للشیخ عبد العزیز الدہلوی ۱۲ ع ۱ ٹھیرا و کر ۱۲

یَا سَائِرًا نَحْوَ الْحِمٰی بِاللّٰہِ قِفْ فِیْ بَابِہٖ ؎۱
وَاقْرَأْ طُوَامِیْرَ الْجَوٰی مِنِّیْ عَلٰی اَسْکَانِہٖ
اِنْ یَّسْئَلُوْا عَنْ حَالَتِیْ فِی السُّقْمِ مُنْذُ فِقْدِہٖ ؎۲
فَالْقَلْبُ فِیْ خَفْقَانِہٖ وَالرَّأْسُ فِیْ دَوَرَانِہٖ

۱؎ اے جانے والے بجانب گیاہ زار کے اللہ کے لیے اُسکے باغ درخت یان مین ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے دفاتر غم اُسکے رہنے والونکو پڑھکر سُنانا ۲؎ اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ مین دریافت کرین جب سے مین اُنسے غائب ہوا ہون تو قلب اپنے خفقان مین ہے اور سر اپنے دوران مین ہے

إن فتشوا عن دمع عيني بعدهم قل حالنا
كما الغيث في تهتانه والبحر في هيجانه
لكنه مع ما جرى مشغوف حب المصطفى
فخياله في قلبه وحديثه بلسانه
ولطالما يدعو ملحا في الدعاء مبالغا
ليطوف في بستانه ويشم من ريحانه
يا من تفوق امره فوق الخلائق في العلا
حتى لقد اثنى عليك الله في قرآنه
صلى عليك الله آخر دهره متفضلا
مترحما وحباك الموعود من احسانه

٥٣ اگر وہ میرے اشک چشم کی متعلق اپنے بعد کے زمانہ مین تحقیق کرین تو سطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اُسکے برسنے مین اور مثل بحر کے ہے اُسکے جوش مین ٥٤ لیکن وہ محب باوجود اس تمام ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا پس آپکا خیال اُسکے قلب مین ہے اور آپکا تذکرہ اُسکی زبان پر ہے ٥٥ اور بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا مین الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپکے باغ مین طواف کرے اور آپکے ریحان سے خوشبو سونگھے ٥٦ اے وہ ذات پاک جنکا رتبہ تمام خلائق پر بلندی مین فائق ہو گیا یہانتک کہ آپ پر اللہ تعالے نے اپنے قرآن مین ثنا فرمائی ٥٧ اللہ تعالی آپ پر درود نازل فرمائے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپکو اپنے احسانات موعودہ عطا فرمائے ١٢ منہ

چھتیسوین فصل آپ کی توقیر واحترام و ادب کے وجوب مین یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپکے حقوق عظمت کے ہین اس باب مین چند آیات و روایات کا نقل کرنا کافی ہے آیت اوّل سورۂ توبہ مین ہے ما کان لاھل المدینة ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ آیت دوم سورۂ نور مین ارشاد ہے انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستأذنوہ ان الذین یستأذنونک اولئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ فاذا استأذنوک لبعض شانھم فأذن لمن شئت

منھم واستغفر لھم اللہ ان اللہ غفور رحیم لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا آیت سوم سورۂ احزاب مین ارشاد ہے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ عظیما الیٰ قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا آیت چہارم سورۂ فتح مین ہے انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا آیت پنجم سورۂ حجرات مین ہے یاایھا الذین آمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم الیٰ قولہ تعالیٰ ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم حاصل ان آیات کا یہ ہے کہ نمبر۱۔ مدینہ کے رہنے والون کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش مین رہتے ہین اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دین اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُنکی جان سے عزیز سمجھین ۲۔ بس مسلمان تو وہی ہین جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہین جسکے لیے مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقاً وہان سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لین اور آپ اُن کو اجازت نہ دیدین مجلس سے اُٹھکر نہین جاتے بیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہین بس وہی اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین تو جب اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانیکی اجازت طلب کرین تو اُنمین سے آپ جسکے لیے مناسب سمجھکر اجازت دینا چاہین اجازت دیدیا کرین اور اجازت دیکر بھی

آپ اُنکے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بلا شبہہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بُلانے کو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کے لیے تمکو جمع کریں ایسا معمولی بُلانا مت سمجھو جلیسا تم مین ایک دوسرے کو بُلالیتا ہے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آکر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اُٹھکر بے اجازت لیے چلدیا ۳ع اور (حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جمکر بیٹھے جانے ہی کی صورت مین منحصر نہین بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تمکو (کسی امر مین) جائز نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپکے بعد آپکی بیبیون سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور جسطرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل مین ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم اسکے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کروگے یا اسکے ارادہ کو دلمین پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ (کو دونون کی خبر ہوگی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس تمکو اُسپر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے اُس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہین جسکا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیون پر اپنے باپون کے سامنے ہونیکے بارہ مین کوئی گناہ نہین اور نہ اپنے بیٹون کے یعنی جسکے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیون کے اور نہ اپنے بھتیجون کے اور نہ اپنے بھانجون کے اور نہ اپنے دینی شریک عورتون کے اور نہ اپنی لونڈیون کے (یعنی انکے سامنے آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال مین) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے یعنی اُس سے کوئی امر مخفی نہین پس خلاف مین احتمال سزا کا ہے) بیشک اللہ تعالے

اور اُسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی
آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمھارے
ذمہ ہے ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو
قصداً ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُنکے
لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۴ے اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے
آپ کو اعمال امت پر قیامت کے دن گواہی دینے والا عموماً اور دنیا میں خصوصاً
مسلمانوں کے لیے بشارت دینے والا اور کافروں کے لیے ڈرانیوالا کر کے
بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُنکو اسلیے رسول بناکر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر
اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُسکے دین کی مدد کرو اور اُسکی تعظیم کرو (عقیدۃً
بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات و منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت
کرو) اور صبح و شام اُسکی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو ۵ے اے ایمان والو اللہ
و رسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک
قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک
اللہ تعالیٰ (تمھارے سب اقوال کو) سُننے والا (اور تمھارے افعال کو) جاننے والا
ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے
بلند مت کیا کرو اور نہ اُنسے ایسے کھُل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے
کھُل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو
باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو کبھی تمھارے
اعمال برباد ہوجاویں اور تمکو خبر بھی نہو (اسکا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کہ صورۃً

بیباکی ہے اور جہر کجہر بعضہم گستاخی ہے طبعًا بوجہ اسکے کہ تابع قالاً وحالاً مدعی التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اسمین اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط نہین ہوتے لیکن یہ اُس عام مین سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہین ہوتے اُسوقت بوجہ عدم تحقیق ایذا یہ امور موجب حبط نہین ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہین ہوتا اور اس بناپر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس سے حبط بھی ہو جاوے اور متکلم اس گمان مین رہے کہ تاذی نہین ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہو لاتشعرون کے یہی معنی ہین اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا کہ گو اسکے بعض افراد موجب تاذی نہون گے لیکن اسکی تعیین کیسے ہو گی لہذا مطلقًا تمام افراد کو ترک کردینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ بیشک جو لوگ اپنی آوازون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کردیا ہے یعنی انکے قلوب مین غیر تقویٰ نہین ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہین مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص مین وہ کمال تقوی کے ساتھ موصوف ہین کیونکہ کمال تقویٰ یہ ہے حسب حدیث مرفوع ترمذی لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا بأس بہ حذرًا لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جسمین تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جسمین تاذی ہو جب انھون نے مطلقًا رفع

صوت کو ترک کردیا تو ذی پاس کے حذر سے غیر ذی پاس کو ترک کردیا پس کمال تقوی متحقق ہوگیا اور فی نفسہ کی قید اسلیے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونوں فرد ذی پاس ہیں آگے اُنکے عمل کا ثمرہ اُخروی مذکور ہے کہ) اِن لوگونکے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں انہیں اکثروں کو عقل نہیں ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جراءت نکرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر انکے پاس آجاتے تو یہ اُنکے لیے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کرلیں تو معاف ہوجاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے **روایت اوّل** سنن ابو داؤد کتاب الحدود میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُس نے کچھ بکنا شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا لیکر اُسکے پیٹ پر رکھکر بوجھ دیدیا اور اُسکو ہلاک کرڈالا صبح کو اسکی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُسکا خون رائگان ہے (یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جاویگا) **ف** اِن صحابی کا جوش محبت و ادب کسقدر ثابت ہوتا ہے اور اِس سے حنفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہہ نہیں ہوسکتا کہ سب نبی موجب نقض عہد نہیں ہے کیونکہ عدم نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہیں آتا یہ قتل سیاسۃً و زجراً ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اُس کا فر کے مذہب میں بھی داخل

نہین پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے تمرد و استخفاف اسلام کی بلاشبہہ موجب زجر بالقتل ہے **دوسری روایت** امام بخاری نے کتاب الشروط مین قصۂ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اُسمین یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکّہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکّہ واپس جاکر لوگون سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ مین بادشاہون کے پاس گیا ہون اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہون واللہ مین نے کسی بادشاہ کو نہین دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اسقدر تعظیم کرتے ہون جسقدر صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین واللہ جب آپ کھنکار پھینکتے ہین تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ مین پہونچتی ہے اور وہ اُسکو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ اُنکو کوئی حکم دیتے ہین تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہین اور جب آپ وضو کرتے ہین تو اُن لوگونکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لیے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہین تو وہ لوگ اپنی آوازون کو آپ کے سامنے پست کرلیتے ہین اور وہ لوگ آپکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہین الحدیث **ف** اِس سے جو کچھ آداب صحابہؓ کے ثابت ہوتے ہین ظاہر ہے **تیسری روایت** مشکوٰۃ مین بروایت امام احمد براء ابن عازبؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ پر گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مُردہ لحد مین نہین رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہو گی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اسطرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سرون پر پرندے ہین (الیٰ نہایت سکون و سکوت کے ساتھ) **ف** صحابہؓ کا حضورؐ کی خدمت مین اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بیشمار

روایات اِس باب مین وارد ہین علما نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہین چنانچہ مواہب مین ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہے تو اپنی آرا روا ہوا، کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہین تو آپکی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علما نے لکھا ہے کہ جیسطرح حضورؐ کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپکے کلام کے دیں اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کے لیے خلاف ادب ہے اور اسی طرح محل مسجد شریف کے قریب بھی مواہب مین ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین ابو جعفر نے امام مالکؒ سے کسی مسئلہ مین مسجد نبوی مین گفتگو کی تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین تمکو کیا ہوا اس مسجد مین آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات مین تھا سو ابو جعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمرؓ کے اُس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپنے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ باب المساجد میں آپکے نام کی قرب مقام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کی یا حضرت حق تعالی کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچوین روایت سے ظاہر ہے چوتھی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے کے قصہ مین روایت ہے کہ مسلمان نے اپنی قسم مین کہا کہ قسم اُس ذات کی

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اُسوقت ہاتھ اُٹھاکر ایک طمانچہ یہودی کے مُنھ پر مارا یہودی نے جاکر حضورؐ مین عرض کیا آپنے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُسنے یہ قصّہ عرض کیا آپنے فرمایا کہ تم مجکو موسیٰ علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو (جسمین اُنکی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ تفاضل مین لڑائی جھگڑے تک نوبت پہونچ جانے سے اسکا شبہہ واقع ہوسکتا ہے) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **پانچوین** روایت حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت مین آگئین اور بال بچے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مواشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہین اور خدا ے تعالیٰ کو آپ کے نزدیک شفیع لاتے ہین سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے اور اسقدر مکرر سہ کرر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہؓ کے چہرون مین دیکھا گیا پھر فرمایا کہ کمبختی مارے خداے تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہین لایا جاسکتا خداے تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو ابوداؤد نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** گو شفیع گاہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت بریرہؓ سے آپنے دربارۂ مغیث کے فرمایا کہ مین حکم نہین کرتا شفاعت کرتا ہون لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہے کہ شفیع اُس حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز ہو جس سے

سفارش کرتا ہے اُسکا محتاج ہوتا ہے اور عجز واحتیاج کا احتمال بھی خدائے تعالیٰ کی ذات مین محال ہے پس چونکہ اس عنوان مین اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر چونکہ سوء ادب ہے حضرت حق کی شان مین آپ پر کسقدر گران گذرا اور کس اہتمام سے آپنے اس سے روکا

من القصیدة

أَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ
فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ
مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۵۱ کیا عمدہ ہے سرشت وصورت حضرت کی جس کو آپکے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال مین کہ وہ سرتاپا جامۂ حسن مین لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان مند ہے ۵۲ ذات عالی صفات لطافت و نظافت مین مثل شگوفہ کے ہے اور مثل ماہ چہاردہم کے علو و بزرگی مین اور مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق مین اور مانند زمانہ کے ہمتون مین ۵۳ آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اگر تنہا بھی ہون تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت وعظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا آپ ایک بڑے حشم وخدم مین ہین ۱۲ منہ ۵۴ گویا موتی جو اپنی صدف مین پنہان ہے اور اتبک باہر آکر دستمال نہین ہوا اپنی چمک اور دمک مین اُن گوہرونکے مشابہ ہے جو ان دو کانون سے نکلا ہو جنمین ایک کان دہان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسرے دولب شریف دندان درخشان خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہین نکلا وہ کمال صفائی وچمک مین آپکے کلام اور دندان سے مشابہ ہے گو انکی صفائی کو نہین پہونچ سکتا ۵۵ ان سلام وصلاۃ سے آپکا عظم صورۃً ومعنیً ہونا ثابت ہے اور یہ مقتضی ہے کمال محترم وواجب التوقیر ہونے کو ۱۲ عطر الوردہ

سینتیسوین فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت مین یہ بھی فصلین سابقین کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ یہ بھی منجملہ آپکے حقوق و آداب کے ہے۔ اِس باب مین بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے **پہلی روایت** حضرت انس رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھپر ایکبار درود بھیجتا ہے اللہ تعالٰی اُسپر دس رحمتین نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہین اور اُسکے دس درجے بلند ہوتے ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیون سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھپر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے **تیسری روایت** نیز ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین مین سیاحت کیا کرتے ہین اور میری امت کا سلام مجکو پہونچاتے ہین روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **چوتھی روایت** حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اِس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپکا نام مبارک سنکر اوّل بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اُسی مجلس مین اگر ذکر ہو تو مستحب ہے **پانچوین روایت** حضرت اُبی بن کعب رض سے روایت ہے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہون سو آپ یہ تبلا دیجیے کہ کسقدر درود معمول رکھون (مطلب یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھون)

آپ نے فرمایا جسقدر چاہو مین نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہون تو پون گھنٹہ درود کے لیے رکھون) آپنے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور مین ڈیڑھ گھنٹہ) آپنے فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھالو تو تمھارے لیے اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور مین دو گھنٹہ) آپنے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کرلو اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ مین تمام وظیفہ درود ہی کو کرلونگا (یعنی پورے تین گھنٹہ ہی پڑھا کرون گا) آپنے فرمایا تو اس صورت مین تمھارے افکار کی کفایت کیجاوے گی اور تمھارا گناہ معاف کیا جاوے گا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے **چھٹی روایت** ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپکے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص ایک دفعہ درود بھیجیگا مین اُسپر دس رحمتین نازل کرونگا اور جو شخص ایک سلام بھیجیگا اُسپر دس سلام بھیجونگا روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ مین صلوٰۃ وسلام دونون ہون تو اُسکے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتین حق تعالیٰ کی ہوتی ہین مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ **ساتوین روایت** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہے درمیان آسمان و زمین کے اُسمین سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہین پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف**

چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہین ہے اِسلیے حکم مرفوع مین ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ مین ہین اور اِس باب مین احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہے۔

بعد بیان فضیلت کے بمقتضاے وارد قلبی اُسکی بعض حکمتین لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے **حکمت اوّل** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بے شمار ہین کہ صرف تبلیغ ماموربہ ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اُنکی اصلاح کے لیے تدبیرین سوچین اُنکے لیے رات رات بھر کھڑے ہوکر دعائین کین اُنکے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو ماموربہ تھی لیکن تاہم اُسمین واسطۂ نعمت تو ہوے بہرحال آپ محسن بھی ہین اور واسطۂ احسان بھی پس اس حالت مین مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائین نکلتی ہین خصوصًا جبکہ مکافاۃ بالمثل نہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور دعاے رحمت سے بڑھکر کوئی دعا نہین اور اُسمین بھی رحمت خاصۂ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اِسلیے شریعت نے اسی فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کہین وجوبًا کہین استحبابًا فرمایا وغیرہ فی المواہب **حکمت دوم** چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہین اور محبوب کے لیے کسی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اسکے کہ جس سے درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اُس محبوب کو پہونچاویگا اُس خیر کے ملنے مین اُس درخواست کی حاجت ہی نہو لیکن ایسی درخواست کرنا خود سبب ہوتا ہے اِس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف مین چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لیے اِسلیے یہ ذریعہ ہوجاویگا خود اُس شخص کو

حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسر ہونے کا و نحوہ فی المواہب حکمت سوم نیز اس
درخواست میں اظہار ہے آپ کے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت الٰہی کی
آپ کو بھی ضرورت ہے وہذا من سوانح الوقت حکمت چہارم چونکہ آپ بھی
بشریت میں مادیت میں عنصریت میں امت کے ساتھ شریک ہیں اور بعض امور
زائدہ مثل کثرت مال وغیرہ میں اونکے ساتھ مساوی بھی نہیں اور یہ اشتراک
اور عدم مساوات بسا اوقات منجر ہو جاتا ہے استنکاف کی طرف اعتقاد عظمت
واتباع ملت سے جیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یوں کہا انؤمن لبشرین
مثلنا وقومہما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشرا منا واحدا نتبعہ
انا اذا لفی ضلال وسعر کسی نے کہا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل
من القریتین عظیم اسلیے درود شریف میں اسکا پورا علاج ہے کیونکہ اسمیں
دعا ہے رحمت خاصہ کی تو اس سے استحضار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصہ کے مستحق
ہونے میں سب سے ممتاز ہیں تو اس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جسکے
سامنے دوسرا نکا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اسمیں حکمت اول کے لحاظ سے
استحضار ہے اسکا کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہیں اور عظمت و منت کا استحضار رافع
ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا و مولانا وغیرہ
بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاویں جن میں
تصریح ہو آپ کے جد و جہد کی اشاعت دین کے لیے جو اعظم احسانات ہے ہمپر
اور اس رفع استنکاف سے افتقار و انکسار حادث ہوگا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ
سے ہے خصوص اس محل میں جسکے معظم ہونیکا نصوص میں اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان الٰہی

بالخصوص حضرات انبیا علیہم السلام پھر خصوص سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی طرف افتقار کا استحضار عین مرضیٔ حق اور آپ سے ابا و استغنا بغایت نامرضی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وقال اللہ تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ **حکمت بنجم** بعض طبائع مین غلبۂ مذاق توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ اُن وسائط مین انبیا بھی ہین دلی یادہ اور پختہ نہین ہوتا گو بعد حصول قدرِ واجب اعتقاد و انقیاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس زیادت کا انتفا مضر نہین جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع مین امام قشیری سے ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ اُنھون نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو معذور رکھیے کہ خدا ے تعالیٰ کی محبت مجکو آپ کی محبت مین مشغول نہین ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میری ہی توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہین کہ واسطہ سے محبت نہ ہو گو التفات نہ ہو سو امر ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک نصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے مین پیش آیا تھا اھ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اُسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل

عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اُسکے پاس بھیجدے کہ اُسکو اپنے ہمراہ لے آوے تو قضیہ عقل یہ ہے کہ جسقدر اپنے محبوب کی مقصودیت حقیقیہ اسکے دل میں بسی ہو گی اُسی قدر ہر قدم پر اُس موصل الی المقصود کے قدم اور زبان پر اسکی توجہ ہو گی کیونکہ اسمین کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مشکوک ہو جاویگا جسکو یہ ناگوارا اور محبوب بالذات کی مقصودیت حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اُسی طرح جب اُس عاشق کو معلوم ہو گا کہ مین جسقدر اسکا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا میرا محبوب اُسیقدر زیادہ خوش ہو گا تو وہ اور بھی اُس مین مشغول رہے گا اور یہ شغل مانع عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہو گا بلکہ اُس اشتغال مین اور زیادہ معین ہو گا پس جسطرح اس مثال مین جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اِس محب کے نظر مین ہو گی اُسی درجہ کا التفات موصل کی حرکت و سکون پر ہو گا اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جسقدر التفات ہو وہ عین علامت ہو گی واحد تعالیٰ کے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونون التفاتون مین تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا پس اس وہمی نقص کے رفع کرنے کے لیے درود شریف شروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین حکم ہوا کہ اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہین پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہے تو اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور اُسکو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہین بلکہ اشتغال بالغیر بایں معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو غیر کہ خود موصل ہو اُسکی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اُسکے توحید ہی تک

وصول نہین ہوتا وہا تان الحکمتان من سوانح سالف الوقت **فائدۂ فقہیہ متعلقہ ادب درود شریف** رد المحتار مین ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اِس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانیکے لیے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنیکے وقت اِس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگون کو اُسکے آنے کی اطلاع ہوجاوے تو لوگ کھڑے ہوجاوین یا اسکے لیے جگہ کردین یہ سب مکروہ ہے اور درمختار مین اسکو حرام کہا ہے رد المحتار مین حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیے اور ان اغراض کے لیے اُسکا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اِسلیے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آلہ ایسے امر شریف کو بنایا

لبعض العشاق

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رَاْسِ فِرَقِ النَّاسِ[1]	[1] رحمت بھیج اے پروردگار آدمیون کے
مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاْسِ	گروہ کے سردار پر جن سے خلقت کو امن ہے
صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ[2]	زمانۂ شدت مین [2] رحمت بھیج اے
کُلَّ مَنْ یَظْمَأُ یَسْقِیْهِ رَحِیْقَ الْکَاْسِ	پروردگار اُس ذات پر کہ قیامت کی
	گرمی مین جو پیاسا ہوگا وہ اُس کو شراب
	(طہور) کا پیالہ پلاوین گے۔

[1] وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن اداء ذاک المعنی والذی فی العلب وسیع واوقع وللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

۵۳ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَاءِ الْکَرَمِ
خَصَّ مَنْ جَاءَ اِلَیْهِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ
۵۴ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ لِبَشَرٍ
مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسِ
۵۵ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ
نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِهٖ بِالرَّاْسِ

۵۳ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر جنھون نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص کو جو آپ کے پاس حاضر ہوا عام لوگون کے لیے ۵۴ رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگون کے مونس پر جو وحشت کو قبر مین مبدل بہ انس کرنے والے ہین ۵۵ رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر جن کے قدمون پر ہم چلتے ہین سر کے بل ۱۲

اُڑتیسوین فصل آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے مین دعا کے وقت گو جسطرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہین مگر صرف ایک خاصیت مین درود شریف کا ہم اثر ہے کہ دونون سبب ہین دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کے اسی لیے بعد درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ مین کچھ خلاف بھی کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لیے مذہب منصور یہی ہوا **پہلی روایت** سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ مین عثمانؓ بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجکو عافیت دے آپنے فرمایا اگر تو چاہے اسکو

ف درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتوین روایت مین اور بہت حدیثون مین مذکور ہے اور توسل کا یہ اثر دوسری فصل کی دوسری روایت مین اور بھی متعدد روایات مین مذکور ہوا ہے ۱۲ منہ

ملتوی رکھون اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کردون اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجیے آپ نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ مین آپ سے درخواست کرتا ہون اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہون بوسیلہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ مین آپکے وسیلہ سے اپنی اِس حاجت مین اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہون تاکہ وہ پوری ہووے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق مین قبول کیجیے ف اِس سے توسّل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اُسکے لیے دعا فرمانا کہین منقول نہین اِس سے ثابت ہوا کہ جسطرح توسّل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسّل دعا مین کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل توسّل فی الدعا کا یہ ہے کہ اے اللہ فلان بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہین پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسّل بالاعمال مین بھی تھوڑے تغیّر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپکے نزدیک موجب رحمت ہین اور انکا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کیے تھے پس ہمپر رحم فرما اور اسمین جو یا محمدؐ آیا ہے اس سے ندا رغائب کا ثبوت نہین ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت مین حاضر تھا انجاح الحاجۃ مین ہے کہ اس حدیث کو نسائیؒ اور ترمذی نے کتاب الدعوات مین نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہوگیا اور بینا ہوگیا دوسری روایت انجاح الحاجۃ مین بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر مین عثمان بن حنیفؓ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا

اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے اُسنے عثمان بن حنیفؓ سے کہا اُنھون نے
فرمایا تو وضو کرکے مسجد مین جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُس نے
یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو اُنھون نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور
کام پورا کر دیا الحدیث بیہقی نے اسکو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر
اوراوسط مین ایسی سند سے نقل کیا ہے جسمین روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان
وحاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اُسمین ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب مین
مضر نہین) اھ ف اس سے توسل بعد الوفاۃ بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ
کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اوّل کے ذیل مین جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے
وہ دونون حالتون مین مشترک ہے اور ندا کا شبہہ یہان بھی نہ کیا جاوے دو وجہ سے
ایک تو متبادر قصّہ سے یہ ہے کہ مسجد نبوی مین جانے کو فرمایا ہے سو وہان حضورؐ قریب ہی
تشریف رکھتے ہین ندا غائب لازم نہین آئی دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد
تھے ندا ر العقدر تبلیغ ملائکہ اُنکے حال سے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام کے
کہ عقیدہ مین غلو رکھتے ہین اِسی لیے اُنکو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُنکی حفاظت کے لیے
خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھکر نہ کرتے
تھے اب اسمین بھی غلو ہے پس اُنکا فعل ان تابعین کے فعل کا مقیس علیہ نہین ہوسکتا ع
کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز
فصل ہذا مین جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے تیسری روایت مشکوۃ مین حضرت
انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگون پر قحط ہوتا حضرت عباسؓ بن
عبدالمطلب کے واسطہ سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپکے

در بار مین اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہمکو بارش دیتے تھے
اور اب ہم آپکے دربار مین اپنے پیغمبرؐ کے چچا کا توسل کرتے ہین سو ہمکو بارش دیجیے
چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے غیر نبی
کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اُسکو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت
معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اِس پر
متنبہ کرنے کے لیے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا نہ اسلیے کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا جواز
ثابت ہے اور چونکہ اُس توسل پر کسی صحابہؓ سے نکیر منقول نہین اسلیے اُسمین اجماع کے معنی
آ گئے **چوتھی روایت** ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ مین سخت قحط ہوا لوگون
نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو
دیکھکر اُسکے مقابل آسمان کی طرف اُسمین ایک منفذ کردو یہانتک کہ اُسکے اور آسمان کے
درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا
اسکو دارمی نے کذا فی خیر المواعظ باب الکرامات **ف** اوپر توسل بالقول ثابت
ہوا تھا اِس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اسکے معنی بھی بزبان حال یہ تھے
کہ یہ آپکے نبی کی قبر ہے جسکو ہم تلبس جسد نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہین اور نبی کی
ملابس چیز کو متبرک سمجھنا بوجہ اسکے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب
رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے **پانچوین روایت** مواہب مین بسند امام ابو المنصور
صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالی محمد بن حرب
ہلالی سے روایت کیا ہے کہ مین قبر مبارک کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک

اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جسمین ارشاد فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین آپکے پاس اپنے گناہون سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور مین آپکے وسیلے سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہون پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ مین ہوئی ہے غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اسوقت نکیر منقول نہین پس حجت ہو گیا من الروض

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ	لہ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلے اللہ
فالفتح من جندہ والنصر والظفر	علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اسکے
دعاکم مستغیثا راجیا املا	لشکر مین سے ہے لہ اس سندہ نے آپکو یا رسول اللہ
فما لہ من سوی لطفکم نظر	مستغیث ہو کر اور امید کی چیزون کا امیدوار ہو کر
فاعطف الہی علینا قلب سیدنا	پکارا ہے سو اسکے لیے سوا آپکے لطف کے کوئی نظر
خیر الانام فمنہ العطف منتظر	گاہ نہین لہ سوائے اللہ ہمپر ہمارے سردار
یا رب صل وسلم دائما ابدا	خیر الامم کے قلب کو مہربان کر دیجیے کیونکہ آپکی
علی حبیبک من زانت بہ العصر	طرف سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ

اونتالیسوین فصل آپکے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار مین چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہٰذا یہ فصل بھی لواحق مضمون وجوب محبت نبویؐ سے ہے جو کہ پینتیسوین فصل مین مذکور ہے مگر ترتیب مین فصل توسل سے اسلیے موصول کی گئی کہ جسطرح توسل مین بعض نے غلو کر لیا ہے اسی طرح ذکر شریف مین بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط مین کوئی تفریط مین کوئی اشتباہ مین کوئی تخلیط مین مبتلا ہو گیا جسکا مختصراً اس فصل مین

بھی بیان کیا جاویگا مگر اوّل اس ذکر شریف کا شرعًا و طبعًا مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہے

لابن ابی المجدؒ

الا یا محب المصطفیٰ زد صبابۃ وضمخ لسان الذکر منک بطیبہ ولا تعبأن بالمبطلین فانما علامۃ حب اللہ حب حبیبہ	سن رکھ اے عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب ترقی کر اور اپنی زبان کو خوشبوئے ذکر سے خوب معطر کر اور اہل بطالت کی کچھ پروا مت کر کیونکہ علامت حب الٰہی کی اُسکے حبیب کی محبت ہے ۱۲ منہ

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک

پہلی روایت حضرت عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں (رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجکو اُنکے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر اُن (انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجکو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر اُن (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجکو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر اُن (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجکو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں بنایا پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر بر سر منبر فرمایا **دوسری روایت** فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین میں اپنی سند متصل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلال رضؓ کو بُلا کر فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کردو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت سُننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلال رضؓ نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد وثنا وصلوٰۃ علی الانبیاء کے بعد فرمایا کہ میں محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے کذا فی الجلد الاول من فتاویٰ مولانا عبد الحیؒ صفحہ ۵۳ **ف** اس سے بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادہ جمع ناس بقصد نشر علم جلیسا کہ ارشاد نبویؐ بھی اسپر دال ہے کہ وصیت سُننے کو جمع ہو جاؤ

تیسری روایت حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اُسپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسّان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور اُسکے منظوم ہونیکا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو **چوتھی روایت** حضرت حسن بن علی رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور میں اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تو میں اُسکو اپنے ذہن میں جما لوں الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی **ف**

اِس سے دو امر ثابت ہوئے حضرت حسن بن علیؓ کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسینؓ کا حضرت علیؓ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے۔

پانچویں روایت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کیجیے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطۂ بیان سے خارج ہیں اسکے بعد کچھ حالات بیان کیے) کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے تابعین کا اشتیاق آپکے حالات سُننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ سلم کے قول و فعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا آنتباہ سینتیسوین فصل میں وہ مواقع مذکور ہوئے ہیں کہ وہاں درود شریف پڑھنا خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطوں نے آج کل اسمین بعض منکرات کو ضم کرلیا ہے وہ سوء ادب و نامشروع ہوجاویگا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

طرق العشق کلہا آداب	ادّبوا النفس ایہا الاصحاب

من القصیدة

خَدَمْتُهٗ بِمَدِیْحٍ اَسْتَقِیْلُ بِہٖ
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَضٰی فِی الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَہٗ
وَجَدْتُّہٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمِ

لہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ مدح و نعت خدمت کی کہ میں اسکے ذریعہ سے اس عمر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور ارباب دنیا کی خدمت میں اور مدح و ثنا میں گذاری سلہ اور جب سے میں نے تعریفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے افکار کو لازم کردیئے ہیں تو میں نے اسکو اپنی نجات کیلیے نہایت عمدہ جائے اعتماد پایا ہے

ولن یفوت الغنی منہ یدا تربت ان الحیا ینبت الازھار فی الاکم یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم	۵۳ اور وہ توانگری جو نذر رسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی و محتاج نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کو مالا مال کردے گی کیونکہ آپکا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ ٹیلہا سے لائق زراعت کو جسمین اسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تروتازہ کرتا ہے (اسمین اشارہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مدح بغرض انتفاع کے اہل دنیا سے نہونا چاہیے) ۱۲ عطر الوردہ

چالیسوین فصل زیارت فی المنام کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ جسکو بیداری مین یہ شرف نصیب نہین ہوا اُسکے لیے بجاے اُسکے خواب مین زیارت سے مشرف ہوجانا سرمایۂ تسلّی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت مین اکتساب کو اصلا دخل نہین محض موہوب ہے ولنعم ما قیل ؎

این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خداے بخشندہ

ہزارون کی عمرین اسی حسرت مین ختم ہوگئین البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف و کمال اتباع سنت و غلبۂ محبت پر اسکا ترتب ہوجاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہین اسلیے اسکے نہونے سے مغموم و محزون نہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی مین حکمت و رحمت ہے عاشق کو رضاے محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب اور ہجر ہو تب ولِلّٰہ درّ من قال ؎

ارید وصالہ ویرید ہجری	فاترک ما ارید لما یرید

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

۱ ؎ گر مراد ت را مذاق شکر ست ۔ بے مرادی نے مراد دلبر ست ۱۲ منہ

اِسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہوگی کیا خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنیؒ کہ معنیً قریب سے مسرور تھے اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت مین لکھی جاتی ہین **پہلی روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجکو خواب مین دیکھا اُسنے مجکو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین متمثل نہین ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **دوسری روایت** حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجکو (خواب مین) دیکھا اُسنے امر واقعی دیکھا (یعنی مجکو ہی دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** اِن دونون حدیثون کا ایک ہی حاصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین سید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس باب مین دو قول نقل کیے ہین کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب مین علم ضروری کے طور پہ یہ بات القا ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہے یا نہین جنھون نے اسکو بھی صحیح کہا ہے اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہے جیسے مکدر آئینہ مین صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینون مین صورت ٹیڑھی نظر آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہے مگر خرابی آئینہ مین ہے اور یا یہ وجہ ہے کہ وہ صورت حقیقت مین روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کے لیے اصل صورت پر ہونا ضرور نہین اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے واللہ اعلم **تیسری روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجکو خواب مین دیکھے وہ مجکو بیداری مین بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہین بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے

ف اسمین بشارت ہے اُس خواب دیکھنے والے کے لیے حُسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اُس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا یہی معنی ہین حضورؐ کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری مین بھی دیکھے گا یعنی آخرت مین مجھسے اُسکو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال مبشّرہ مقیّد ہین ایمان و تقوی کے ساتھ اسی طرح احوال مبشّرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اُسمین کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالبًا دلیل اِنّی ہین اعمال مبشّرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت مین ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت ہین نہ کہ علت پس انکا دخل مرتبہ علامت مین ہے **تنبیہ** اگر خواب مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماوین تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنیکے لیے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویا کے بھی تھا رویا کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ رویا سے اسکا تاکد اس شخص کے حق مین بڑھ جاویگا واللہ اعلم

من القصیدة

لے نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ
وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ
لے وَكَيْفَ تُدْرِكُ فِى الدُّنْيَا حَقِيْقَتَهٗ
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

لے ہان رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کردیا اور حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق لذّات پر الم کا اثر ڈالدیتی ہے لے اور ارباب غفلت جو اپنے خیال خواب کے تابع ہین حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا مین کسطرح دریافت کرسکتے ہین یعنی نہین کرسکتے (شعر اول مین اظہار بشاشت ہے خواب مین زیارت ہونے پر اور شعر ثانی مین اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کرکے اتباع نہ چھوڑ دے) ۱۲ عطر الوردہ ۔

فصل اکتالیسوین اور یہ آخری فصل ہے حضرات صحابہ و اہل بیت و علما کی محبت و عظمت مین جسکی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعًا محبوب ہوتے ہین خاص کر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہون بالخصوص جبکہ اُن کے ساتھ محبت رکھنے کے لیے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعًا بھی محبوب ہون گے اور سب سے بڑھکر ایسی حالت مین کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقامون کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیے بقول مولانا رومیؒ ؎

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ	چارہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گُل رفت و گلستان شد خراب	بوے گُل را از کہ جوئیم از گلاب

اِن وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگون کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اُسکا دعویٰ حُبِ نبویؐ کے باب مین محض غلط ہوگا اب اسکے متعلق بعض روایات مذکور ہوتی ہین۔ فضائل صحابہؓ۔ پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب مین بہتر ہین روایت کیا اسکو نسائی نے دوسری روایت حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ مین میرے بعد اُن کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص اُن سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے اُنسے محبت کریگا اور جو شخص اُنسے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُنسے بغض رکھے گا اور جو اُنکو ایذا دیگا اُسنے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُسنے اللہ تعالےٰ کو ایذا دی اور جسنے اللہ تعالےٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالےٰ اُسکو پکڑ لیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے

ف اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہین ۱۲ منہ

ف جو شخص اُنسے محبت کریگا الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُنسے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اُس شخص کو مجھسے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسی طرح اُن سے بغض رکھنا بھی اِسکی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھسے بغض ہے اِسلیے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھسے محبت ہوتی تو اُنسے بغض کیون ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہین **تیسری روایت** حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو بُرا مت کہو کیونکہ اگر تم مین کوئی شخص اُحد پہاڑ کی برابر سُونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مُد (یعنی ایک سیرا اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف** یعنی ثواب مین برابر نہ ہو **فضائل اہل بیت** **پہلی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے اِسلیے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تمکو نعمتین کھانے کو دیتا ہے اور مجھسے محبت رکھو خدا ے تعالے کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالی جب محبوب ہین اور مین اُسکا رسول اور محبوب ہون اِسلیے مجھسے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب مین محبوب ہون اور اہل بیت میرے منتسب و محبوب ہین تو اُنسے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے **دوسری روایت** حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم مین ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اُسمین سوار ہوا اُسکو نجات ہوئی اور جو شخص اُس سے جُدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اسکو احمد نے

ف یعنی اُنکی محبت و متابعت موجب نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب ہلاک

دین کی روحانی تربیت کرتے ہین کہ یہی کام تھا حضرات انبیا علیہم السّلام کا ورنہ علماے بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علماسے مقابلہ کریگا یا جہلا سے مجادلہ کریگا یا لوگون کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو دوزخ مین داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لیے حاصل کریگا وہ قیامت مین جنّت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا ہے کہ جہنم مین ایک وادی ہے جس سے جہنّم ہر روز چار سَو بار پناہ مانگتا ہے اور اُسمین ریاکار علما داخل ہون گے اَب علماے باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہین پہلی روایت کثیر بن قیسؒ نے حضرت ابو الدّرداءؓ سے ایک بڑی حدیث مین روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ عالم کے لیے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی مین مچھلیان استغفار کرتی ہین اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور علما وارث ہین انبیا کے اور انبیا نے دینار اور درہم میراث مین نہین چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اسکو حاصل کیا اُس نے پورا حصّہ حاصل کیا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسون پر ہوا جو آپ کی مسجد مین بیٹھے تھے اُنمین ایک عابدون کی مجلس تھی اور دوسری عالمونکی آپ نے فرمایا یہ دونون اچھے ہین اور ان مین ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہین تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہین اور اُسکی طرف التجا کرتے ہین سو اگر چاہے انکو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ (یعنی عالم) جو ہین تو

دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھلاتے ہیں سو یہ زیادہ افضل ہیں اور میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ اُن لوگوں میں بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اسکو دارمی نے **تیسری روایت** حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو اُنمیں کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اُسکے ضروری تعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اُس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** ان احادیث سے علما کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ مصرح ہے دوسری روایت میں آپکا اُنمیں بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہے اور تیسری روایت میں فضیلت میں عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہے اور حضرات صحابہ و آل و ازواج کا تعلق اور ارتباط محتاج تنبیہ نہیں پس ان سب جماعتوں سے محبت رکھنا متمم ہے محبت نبویہ کا ۵

هُمْ جَمَاعَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ اَيَّدَ هُمْ
رَبُّ السَّمَاءِ بِتَوْفِيْقٍ وَّ اِيْثَارٍ
فَحُبُّهُمْ وَاجِبٌ يُشْفَى السَّقِيْمُ بِهٖ
فَمَنْ اَحَبَّهُمْ يَنْجُوْ مِنَ النَّارِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ لَا نَابِا لَّنَا

۵ یہ حضرات جماعت ہیں خیر خلق کی کہ تائید فرمائی ہے اُن کی رب سماء نے توفیق و ایثار کے ساتھ ۵۲ سو اُن کی محبت واجب ہے کہ مریض اُس سے شفا پاتا ہے سو جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے وہ آتش دوزخ سے نجات پاوے گا ۱۲ منہ

۵ ہذا الایلو ۱۲ منہ

خاتمہ

اسمین بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہین مضمون اوّل متعلق فصل ۳۷ جس مین درود شریف کے فضائل مذکور ہین مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زاد السعید سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہ نقل کر دیجاوے تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان سب صیغون کو کم از کم ایک بار پڑھ لین کہ فصل ۳۷ پر ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہو جاوے۔ وھو ھذا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ صلوٰۃ

(حدیث اوّل) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّيْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا (۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

زاد السعید مع ضمیمہ ۲۶

وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ
لَكَ رِضًی وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ
وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ
وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ
اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ یَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۳)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (٢٤) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ
وَرَحْمَتَكَ وَبَرَکَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (٢٥) وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

صِیَغُ السَّلَامِ

(٢٦) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
(٢٧) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
(٢٨) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (٢٩) اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ

اَلطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (۳۱) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِیَاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۲) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاهْدِنِیْ (۳۳) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِیَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ

الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
(۳۵) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۶) اَلتَّحِيَّاتُ
الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۷) اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۸) اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۹) اَلتَّحِيَّاتُ
الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔
(۴۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

مضمون دوم متعلق

فصل ۳۰ جس میں آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے کی برکت مذکور ہے۔

عطر الوردہ مین قصیدہ بردہ کے برکات مین لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام
ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہوگیا
تھا جس سے نصف بدن بیکار ہوگیا اُنھون نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف
کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے
آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہوگئے اور یہ
اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُسنے درخواست
کی کہ مجھکو وہ قصیدہ سُنا دیجیے جو آپ نے مدح نبوی مین کہا ہے اُنھون نے
پوچھا کونسا قصیدہ اُسنے کہا جسکے اول مین یہ ہے اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ
بِذِیْ سَلَمٖ اِن کو تعجب ہوا کیونکہ انھون نے کسی کو اطلاع نہین دی تھی
اُس درویش نے کہا کہ واللہ مین نے اسکو اُسوقت سُنا ہے جبکہ یہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے
سو اُنھون نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اِس قصہ کی شہرت ہوگئی
اور رشدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُس نے
نقل کرایا اور وہ اور اُسکے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور
اُنھون نے بڑے بڑے آثار اِسکے اپنے دُنیوی و دینی امور مین دیکھے اور
سعد الدین فارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم مین مبتلا ہوا کہ
قریب تھا آنکھین جاتی رہین کسی نے خواب مین کہا کہ وزیر کے پاس جاکر اُس سے
قصیدۂ بردہ لیکر آنکھون پر رکھو چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اُسکو
پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُسکو شفا بخشی اور رسالۂ نیل الشفا مؤلفہ حضرت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہین جب صرف اُن الفاظ مین جو کہ آپکے معنی و مدح کے صورت و مثال ہین اور پھر اُن نقوش مین جو کہ اُن الفاظ پر دال ہین اور اُس ملبوس مین جو کہ آپ کی نعال ہین اور پھر اُن نقشون مین جو کہ اُن نعال کی تمثال ہین سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات و اسماے جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُس کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہو گا ٥

نامِ احمدؐ چون چنین یاری کند	تا کہ نورش چون مددگاری کند
نام احمدؐ چون حصارے شد حصین	تا چہ باشد ذات آن روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ اسمین بعضے درود شریف کے صیغے (جنکو زیارت نبویؐ فی المنام مین بزرگون کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے) مذکور ہین اور زیارت فی المنام کی حالت مین بعض صلحا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سُنے ہین وہ بھی مذکور ہین اسلیے یہ مضمون کہ دو جز مین ہے مجموعہ فصلین کے متعلق ہو گیا جزء اوّل منقول از زاد السعید شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات مین لکھا ہے کہ شب جمعہ مین دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ دیگر۔ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص

دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے
یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ دیگر نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت
ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ
حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَکَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ
وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِیْدِكَ
اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ
خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُّوْرِ ضِیَائِكَ صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ
وَتَبْقٰی بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَہٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوۃً تُرْضِیْكَ
وَتُرْضِیْهِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ دیگر اس کو بھی
سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰھُمَّ
رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ
وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ
مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پر ہونا اور
ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے جزء ثانی اسمیں دو خواب میں رویائے
اوّل منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راست گو
آدمی ہیں کانپور میں اس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر
مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھکو بذریعہ خط کے

رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء مین اطلاع دی گو دلائل شرعیہ کے
ہوتے ہوے اسکی حاجت نہین مگر فطری طور پر رویاے صالحہ سے ایک
خاص طور کی قناعت طبائع مین ضرور پیدا ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہین تین چار
روز ہوے مین نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ مین کسی مکان غیر
معروف مین ہون ایک براق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھیرا ہے
لوگ کہہ رہے ہین کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد
مین نے دیکھا کہ حضور سرورعالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہین۔ ایک نقاب چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی
ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوے ہین میری حالت
اُسوقت یہ تھی کہ گویا مین سو نہین رہا جاگ رہا ہون اور حضورؐ کی رونق افروزی
کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان مین حائل ہے کہ مین حضورؐ کی زیارت تو نہین
کر سکتا مگر حضورؐ کے کلام مبارک کی آواز برابر مین سُنتا ہون اب یا تو مین نے
یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجکو یہ یاد نہین ہے) حضورؐ سے عرض کیا کہ آجکل
کانپور مین بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ
مخالفت کر رہے ہین اسکی کیا اصلیت ہے اِسکے جواب مین حضورؐ نے تمام حاضرین
کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور
اِسکے بعد حضورؐ نے صرف مجھکو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ اشرف علی سے کہدینا کہ
جو کچھ تمنے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت اِن باتون کے لکھنے کے لیے مناسب
نہین ہے۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے سُنا اور

غالبًا کسی دوسرے نے حاضرین مین سے نہین سُنا بس اسکے بعد میری آنکھ کُھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہارشنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ تھی جسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت اِن باتونکے لکھنے کے لیے مناسب نہین ہے الخ براہ شفقت وبطور رخصت ہو حکم اور عزیمت نہین علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی مین اسکا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا ظاہر ہے کہ اعلان ہے میری اس رائے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہوچکی ہے رؤیائے ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق رسول تھانوی مولدًا و بڑوتی مسکنًا نے (جو وضوح وصدق رویا مین خاص مناسبت رکھتے ہین) دیکھا اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے ازحد شائق وراغب ہین اِسلیے بالخصوص اسمین تصرف خیال کا قطعًا ہی احتمال قطع ہے وہ لکھتے ہین حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین دونون پاے مبارک دراز کیے ہوے اور چادر سفید پائون سے گردن تک ڈالے ہوے ہین اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے او سفید جو غزیب بدن ہے کمترین نے سامنے جاکر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرکے شفاعت چاہے ہم اُسکی شفاعت نہین کرینگے ہم اُسکے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اِس سے تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگرچہ مین تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ ہون تب بھی وہ اتباع سے درجۂ متاخر مین ہے اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون اور اُسکے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ جمادی مین ۱۳۲۹ھ کے پرچہ مین

بدیل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنیکا ارادہ ہے مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہون کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا ختم ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہے کہ اسوقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا عشرہ ہے۔ والحمد للہ اولاً وآخراً، والصلوٰۃ علی رسولہ باطناً وظاہراً، وعلی آلہ وصحبہ الذین کل منہم کان طیباً وطاہراً، ما دام الغیث متساقطاً والسحاب متماطراً، وکان ہذا فی سنۃ ۱۳۲۹ من الہجرۃ المبارکۃ،

من خاتمۃ الروض

صلی وسلم من اولاہ کل علا
آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرماوے وہ ذات پاک جس نے آپکو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے

علیہ ما جن لیل وبدا سحر
جبتک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے

والہ الغر والاصحاب اجمعہم
اور آپ کی آل پُرانوار پر اور آپکے سب اصحاب پر

العابدین باخلاص کما امروا
جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کے عبادات کرنیوالے ہین

والتابعین باحسان لہم وکذا
اور اُنپر جو کہ اخلاص کے ساتھ اُنکے تابعین ہین اور اسی طرح

یعمہم فضلا الٰہی کل من حضروا
اے اللہ وہ سلام کل حاضرین کو ازراہ فضل عام ہو

ع چنانچہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہوگیا ۱۲ منہ عہ اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور بھی پھر دوسری طرح بدلی گئی ۱۲ منہ سہ اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اسمین عجب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہے اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریف سے مناسبت ہے اور وفات کو عرس سے منتہی سمجھا جاتا ہے اور اُسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعوں کا ربیع الاول تھا اس رسالہ کی ابتدا وانتہا کو آپکے ظہور جسمانی کی ابتدا وانتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت واقع ہوئی ۱۲

وَاذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوۃٍ مِنْکَ دَائِمَۃً
عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْہَلٍّ وَّمُنْسَجِمٖ

اور رحمت دائمہ کے ابرون کو اجازت فرمائیے وہ حضاتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزان و برستے رہین

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ ھُمُ
اَھْلُ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمٖ

اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان لوگون پر جو انسے ملے ہین جو سب صاحبان تقویٰ اور حلم اور کرم ہین

ثُمَّ الرِّضٰی عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ
وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمٖ

پھر رضاے حق ہو ابوبکرؓ سے اور عمرؓ سے اور علیؓ سے اور عثمانؓ ذی الکرم سے

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبًا
وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمٖ

یہ ابرہاے رحمت اُسوقت تک برستے رہین جب تک شاخہاے درخت بان کو باد شرقی یعنی پُروا ہلاتی رہے اور جب تک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل سُرخی کو بذریعہ اپنے نغمون کے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ اعطر الوردہ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِھَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِھَا
سَأَلْتُكَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمٖ

سو مغفرت کیجئے مادحِ مجلس قصیدہ کے کہنے والے کی اور سُننے والے کی مین آپسے خیر کا سوال کرتا ہون اے صاحب جود اور کرم کے

ـــــــــــــــــ

لہ تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲

تمت

نام کتاب مع قیمت

اسلام کامل تینوں حصے
ایک ساتھ حسین جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کی سوانح عمری کو
نہایت دلچسپ اور عمدہ
اردو عبارت مین لکھا ہے
جسکے پڑھنے سے ایمان
تازہ ہوتا ہے رعایتی قیمت
صرف ۳ عہ اور محصول
ذمہ خریدار۔
تذکرۃ الرشید حصہ اول ۳ عہ
حصہ دوم صرف عہ
وصل الحبیب ۲۔ رو ۲ ر
تبلیغ دین۔ ۱۰ ر
ایضاح الادلہ ۵ عہ
مکاتیب رشیدیہ ۳۔
مکتوبات امدادیہ ۲
لطائف رشیدیہ ۱ ر
براہین قاطعہ ۱۲ ر
ارشاد رشد عمدہ ۔ ر
غذائے روح ۳ ر
تحفۃ العشاق ۱ ر
گلزار معرفت ۲ ر
بہشتی زیور عمدہ خوشخط
سنہری ٹیٹل کا فی حصہ ۳
بہشتی گوہر عمدہ سنہرے

نام کتاب مع قیمت

ٹیٹل کا خوشخط صحیح قیمت ۲
رفع الارتیاب نسب کے
مسئلہ کا بیان یہ حصہ ۴
بہشتی زیور کا اضافہ ہے ۲
زندگی اور موت کا شرعی
دستور العمل حصہ کا معتبر ہے ۱
اصلاح النساء یعنی حصہ کا
پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱۔
بہترین جہیز عمدہ صرف ۱
افلاح النساء۔ اسمین عمدہ
اور مفید مضمونکا بیان ہے ۳
اصلاح الرجال یعنی بہشتی گوہر
کا پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱
ازالۃ الرین یعنی بہشتی گوہر کا
دوسرا اضافہ صرف ۱
حقوق العلم۔ ۳ ر
فتاوی اشرفیہ عمدہ حصہ اول ۳
حصہ دوم صرف ۴ ر
مناجات مقبول عمدہ کاغذ
گلابی ٹیٹل طلائی مینا کاری ۔
ایضاً کاغذ سفید۔ ۶ ر
مناجات مقبول کے عربی حصہ کا
اضافہ مع اردو ترجمہ کے ۱
کلید مثنوی بعبر ٹیٹل حصہ اول ۲
حصہ دوم۔ ۲ عہ
بیان القرآن۔ اردو کی نہایت

نام کتاب مع قیمت

عمدہ تفسیر قابل قدر ہے جلد اول ۲ عہ
جلد دوم ۲ عہ
جلد سوم۔ ۲ عہ
جلد چہارم۔ ۲ عہ
جلد پنجم۔ ۲ عہ
جلد ششم۔ ۲ عہ
آمدنامہ کامل عمدہ مع
اضافہ ترجمہ و حواشی مفیدہ
و ترکیب تعلیم مطبوعہ جدیدہ
کاغذ سفید چکنا ۲۳ صفحون
مین قیمت صرف۔ ۱
تسہیل المصادر یعنی نظم و نثر
مین زبان اردو و آمدنامہ
کی نہایت ہی عمدہ شرح ۲۔
گوہر بے بہا یعنی اردو مین شرح
کریما مع ترکیب کے صرف ۴۔
فوائد فارسی یعنی اردو مین
قواعد فارسی کی نہایت عمدہ
شرح۔ صرف ۶
ہدیۂ انعامیہ یعنی اردو مین رسالہ
عبدالواسع کی عمدہ شرح ۴ عہ
معین القرآن یہ کتاب نہایت
فائدہ کی ہے اسکے پڑھ لینے

نام کتاب مع قیمت

سے نہایت قاعدہ کے موافق
قرآن مجید کا پڑھنا آجاتا ہے
بالفعل دو حصے تیار ہین حصہ اول ۱
حصہ دوم صرف ۲
مبارک خط جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کا منذر بن
ساوی عبدی بادشاہ و عامل
بحرین کے نام جو مسلمان ہو گئے تھے
بہت برکت کا خط ہے طلائی
مینا کاری کئی رنگون سے چھپا ہے ۲۔
نقشۂ نعل مبارک کا طلائی مینا
کئی رنگون سے چھپا ہوا بہت
برکت کا نقشہ ہے نمبر اول ۲۔
نمبر دوم قیمت ۲۔
وعظ سلطان الی کتاب عمدہ ۲
تذکیر آخرت سورۂ اذا زلزلت
کا نہایت عمدہ وعظ قیمت ۳ ر
مواعظ حسنہ سورۂ والعصر کا وعظ ۲
روزہ کا دلچسپ وعظ عمدہ ۲ ر
الجواب المتین قیمت رعایتی ۳ ر
مولود ذکر الحبیب قیمت رعایتی ۶
جامع الشفاء اردو طب کی عمدہ
کتاب ہے قیمت صرف ۶ ر

یہ سب کتابین اس پتہ سے منگائیے محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

کتابوں کے ملنے کا پتہ محمد عبدالغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

مہدی آخر الزمان ہونیکے دعوے سے دست بردار ہو گیا۔ مگر چونکہ اُس نے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دیئے۔ سلطان نے خوش ہو کر اوسکی خطا بھی معاف کر دی۔ اور مسیح موعود یا مسیح دجال کیطرح اُسے بھی اپنی ملازمت مین لیکر خزانہ سلطانی کے محافظین مین داخل کر دیا۔

ان خرخشون سے فارغ ہو کر سلطان اور اوسکا عالی ہمت وزیر تسخیر کینڈیا پر ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ اور محمد چہارم نے خود ہمراہ جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔ وزیر نے اس غرض کیلئے ایڈریانوپل مین زبردست فوج جمع کر لی ہوئی تھی۔ جہانکہ بھی وہین مقیم تہا جیساکہ سلطان محمد کے عہد مین وہ بالعموم رہا۔ لاریسا وٹرنو واسس … اور ایڈریانوپل کی متصلہ شکارگاہون مین سلطانی دربار کی طفیل جنگل مین منگل بنا رہتا تھا۔ مگر اسکا ذکر پھر کیا جائیگا۔ سلطان نے شاہی خیام باہر نصب کئے جانے کا حکم دیکر فتح قسطنطنیہ جنگ خالدران و محاصرہ رہوڈس و بلگریڈ کے حالات ہر روز سنائے جانیکا حکم دیا۔ لیکن محمد ثانی سلیم اول اور سلیمان صاحب قران کے ان جنگی کارنامون کے سُننے سے محمد چہارم کے دل مین جو جنگی جوش و حرارت پیدا ہوئی اوسکو اوسنے صید و شکار مین پہلے سے زیادہ مستعدی اور تیزی کے ساتھ مشغول ہو جانے سے سرد کر لیا۔ میدان جنگ مین جانیکی جرأت نہ پڑی۔ اوسکی شجاعت و مردانگی کا میدان شکارگاہ تھا۔ مرد میدان تو کجا وہ مرد حرم سرا بھی نہ تھا۔ جہان وہ ایک یونانی الاصل کنیز کا غلام بے دام بنا ہوا تھا۔ یہہ نازنین کریٹ کے قصبہ ریتیمو کی متوطن تھی۔ اور اوسے سلطان پر اسقدر قابو حاصل ہو گیا تھا کہ جو چاہتی تھی اوس سے کرالیتی تھی۔ مگر خوش قسمتی سے یہہ مہ جبین کوپرلی سے بہت خوش اور اوسکی بڑی معاون تھی جس سے اوسکو اپنے اختیارات اور وزارت کے قیام کا پورا الیقین ہو گیا ہوا تھا۔ اور اسی بات سے مطمئن ہو کر وہ باخاطر ۱۶۶۶ء سے لیکر ۱۶۶۹ء تک دارالخلافہ سے دور کریٹ مین رہا۔ اور اوسکو کسی کی رقابت کا کبھی اندیشہ نہ ہوا۔

کوپرلی جرار فوج لیکر مئی ۱۶۶۶ء مین جہازون پر سوار ہوا اور ایشیا کوچک کے ساحل کی گشت کرتا ہوا نومبر کو کینڈیا جا پہنچا۔ اوسکی موجودگی سے ترکون کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور کینڈیا کا محاصرہ پوری سرگرمی اور تندہی سے شروع ہو گیا۔ وینشی جرنیل موروسنی جس نے بعد مین ترکون سے صوبہ موریا فتح کیا شہر کا محافظ تھا۔ ۲۸ مئی ۱۶۶۷ء کو ترک اپنے مورچے شہر کی دیوارون تک بڑہا لے گئے۔ یہہ مورچے اور خندقین ایسی انجنیرانہ مہارت سے تیار کئے گئے تہے کہ عیسائی بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ سلیمان کے زمانہ مین ترکون کی انجنیری لیاقت کا ذکر ہو چکا ہے۔ بعد مین جب عام انحطاط شروع ہوا۔ تو وہ اس فن مین بھی ناقابل ہو گئے۔ مگر کوپرلی اول نے وزارت لینے کے بعد دیگر اصلاحون کے ساتھ ہی اس طرف بھی توجہ کی۔ سولزی مین انجنیری کا مدرسہ کہولا گیا۔ فرانسیسی انجنیر

پروفیسر مقرر کیئے گئے۔ اور یُرانے ترکی انجنیرون کی تصنیفات سے مدد لیگئی۔ اور اس طرح ترکون نے پھر مقام محصور کے گرد متوازی خندقین اور مورچے تیار کرنے کا ڈہب جسکو ایجاد بھی انہون ہی نے کیا تھا۔ سیکھ لیا۔ اور محاصرہ کینڈیا مین اس سے پورا کام لیا۔

محصورین نے حملہ آورون کا نہایت مردانگی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ ترکی بیڑہ اور مورچون کی توپون اور سُرنگون سے محصور شہر کے برجون یا فصیل کا اگر کوئی حِصّہ گر جاتا تو فوراً منہدمہ حصہ کے پیچھے پہلے سے زیادہ مضبوط عمارت تیار کر لیجاتی۔ کوبرلی پہلے سال محاصرہ کے حلقہ کو کامل اور اوسکی مرده سوح مین نئی جان ڈالنے کے سوا، اور کچھہ نہ کرسکا اور یہہ کام بھی ۸ ہزار سپاہیون کی بھینٹ چڑہانیکے بعد سرانجام ہو سکا۔

دوسرے برس (۱۶۶۹ء) مین بارہ سو فرانسیسی شرفا جنمین سے کئی نہایت ہی نامور اشخاص تھے۔ ڈیوک دی لا فولاڈ کے زیر کمان اہالی وینس کی کمک کے لئے پالٹی کَلَم کی حمایت مین بحیرہ روم سے گذر کر کینڈیا مین داخل ہوئے یہہ لوگ مسلمانون کے برخلاف جہاد کرنیکے لئے آئے تھے۔ اور مذہبی جوش کے ساتھہ گورنمنٹ کی ترغیب بھی اونکے تحریک کرنے مین شامل تھی۔ فرانسیسیون کی متہورانہ جلد بازی اور سیماب وشی عام مشہور ہے اسکی طفیل اونکو بیشمار میدانون مین فتوحات نمایان حاصل ہوئی ہین مگر شکستین بھی کچھہ کم نہین ہین قلعہ مین پہونچتے ہی انکو دماغ مین خبط سما گیا کہ ہمارے حملہ کرنے کی دیر ہے۔ ترک محاصرہ چھوڑ کر بھاگ جائینگے۔ انہون نے موروسینی کو حملہ کرنیکے لئے کہا۔ مگر اوسکی سپاہ ایسی کمزور ہو رہی تھی کہ اوسنے دیوارون کی پناہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اسپر انہون نے بلا مدد خود ہی حملہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اور ڈیوک فولاڈ کے زیر کمان جسنے از راہ تکبر تلوار کی جگہہ صرف چابک ہاتھہ مین رکھا۔ انہون نے آخر یا ہو کہکر حملہ کر دیا۔ صرف چند پالٹی نایٹ اُنکے ساتھہ شریک ہوئے ڈیوک کے آگے آگے چھہ راہب ایک بڑی صلیب اُٹھائے ہوئے تھے۔ اونکے حملہ کی تندی سے ترکی کیمپ مین افراتفری پڑ گئی اور بارہ سو مسلمان آن کی آن مین شہید ہو گئے مگر وہ جلدی ہی سنبھل گئے۔ اور ہزارون ترکی سپاہیون نے فرانسیسیونکو احاطہ مین کر لیا جو ایک سو مقتول و مجروح میدان جنگ مین چھوڑ کر ناکام و نامراد قلعہ کو جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور اس ہزیمت سے اونکی شیخی ایسی کرکری ہو گئی کہ وہ زیادہ عرصہ کینڈیا مین نہ ٹھہر سکے اور اپنا سا موہنہ لیکر فرانس کو واپس چلے گئے۔

بابعالی کو فرانسیسی والنٹیئرون کے معاملہ کی جب خبر پہونچی تو اُس نے بر افروختہ ہو کر فرانسیسی سفیر لاہنجار کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا حتی کہ لوئی نے مصالحت کے بجائے ویانداز خود ہی جتنا نقصان ہوا تھا یا دوس ہو کر مسیو ڈ ال میرس

کے ماتحت چار جہاز ڈی لاہے اور کل ایسے اہالی فرانس کو جو واپس آنا چاہین لانیکے لئے قسطنطنیہ کو بہیجدیئے اور سفیر کو طلبی کا حکم پیشتر سے بہیجدیا- اس نے قایم مقام وزیر کو بادشاہ کے حکم سے اطلاع دیکر کہا کہ اب مین صرف جہازون کے پہونچنے اور بابعالی کے پروانہ راہداری کا منتظر ہون- قایم مقام نے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی جانشین بہی آیا ہے- ڈی لاہے نے جواب دیا کہ فرانسیسی سفیر کا واجب احترام نہ ہونے کی وجہ سے بادشاہ نے آیندہ یہان سفارت نہ رکہنے کا فیصلہ کر دیا ہے- مین معمولی کاروبار کسی تاجر کے سپرد کر جاؤنگا- اور جبتک گذشتہ برسون کی ذلتون کی تلافی نہ ہوگی تعلقات سیاسی برابر منقطع رہین گے- مگر دل مین ڈی لاہے بہی واپسی پر خوش نہ تہا- اور بابعالی بہی فرانس کو علانیہ دشمن بنانا پسند نہ کرتا تہا- وہ سفیر کو پروانہ دینے مین پس و پیش کر رہا تہا کہ اتنے مین افواہ مشہور ہوئی کہ لوئی کینڈیا کی امداد کے لئے تیاریان کر رہا ہے- اور اس نے ترکون کے ساتہہ کہلم کہلا جنگ کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے یہہ افواہ سنتے ہی ادہر بابعالی نے سفیر کو پروانہ دیدیا- اور ادہر احمد کوپرلی کو کینڈیا کے حتی الامکان جلد فتح کر لینے کا فکر ہوگیا-

اس افواہ کا پہلا حصہ واقعی درست تہا- لوئی جو جبر و تحکم سے کام لینے کی وجہہ سے قیام مصالحت کے مدعا مین کامیاب نہو سکا تہا ترکون کے اصرار و استغنا سے کمال برافروختہ ہو کر اور ساتہہ ہی عیسائیون کی نگاہ مین دین کا حامی و محافظ بننے کے لئے فی الواقع جنوری ۱۶۶۹ء مین کینڈیا کو امداد پہنچانے کی تیاریان کر رہا تہا- اس نے فوج پیدل کی بارہ پلٹنون تین رسالہ سوارون اور اپنے ذاتی معزز ملازمون اور درباریون مین سے دو سو والنٹیرون جملہ چہہ ہزار آدمیون یا بقول ترکی مورخ- "چہہ ہزار بد نیت خنازیر" کی مہم تیار کی- اور ڈیوک نوالیس کو اوسپر کمانڈر مقرر کیا- یہہ فوج ۲۷ بار برداری کے جہازون پر سوار ہوئی اور ڈیوک بوفورٹ کے زیر کمان ۱۵ جنگی جہاز حفاظت کے لئے ساتہہ گئے سمندر مین ترکون کے جہازات سے محفوظ رہنے اور نیز اونکو قبل از وقت خبر نہ ہونے دینے کے لئے جہازون پر مذہبی (یعنی پوپ کا) جہنڈا بلند کیا گیا اور ۳ پوپی جہاز بطور ہراول آگے ہوئے- اس مہم کا پہلا ڈویژن (حصہ) جسمین ۵۰۰۰ آدمی تہے جون ۱۶۶۹ء مین جبکہ کینڈیا آخری دم توڑ رہا تہا وہان پہنچا- فرانسیسی سپاہیون نے رات کے وقت چوری خشکی پر اترنے مین کسر شان سمجہی- اور علانیہ دن کے وقت ترکی توپون کی سخت گولہ باری مین خشکی پر گئے- اس مجنونانہ تہور کی بدولت اونکو بہت نقصان اوٹہانا پڑا- مگر اس سے اونکو کوئی ہوش نہ آئی اور دوسرے ہی دن باقیماندہ فوج کے آنیکا انتظار کرنیکے بغیر محاصرین پر دہاوا کرنیکا عزم کر دیا- موروسینی نے پہلے تو اس ارادہ سے اونکو روکا- اور جب نہ رکے تو کہا کہ کچہہ میرے سپاہی ساتہہ لے لو- نوجوان ڈیوک

نوالیس نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ اور اپنی ہی فوج لیکر ترکون پر کود پڑا غنیمانون کی پہلی صف تاب مقاومت نہ لاکر پسپا ہو گئی۔ اور کل فوج مین عام سراسیگی پھیلنے کا سخت احتمال ہو گیا اتنے مین ایک فرانسیسی صفون کے درمیان بارود کے متعدد پیپے پھٹ جانے سے اونپر بے حواسی چھا گئی۔ اور وہ پانسو مقتول جن مین ڈیوک بوفورٹ بھی شامل تھا میدان مین چھوڑ کر قلعہ کو واپس ہٹ گئے۔ *

دوسرا ڈویزن بھی جلد پہنچ گیا۔ مگر پہلی فوج کو شکستہ دل دیکھکر اسکے حصہ کی فوج کا حوصلہ بھی پست ہو گیا۔ اور اب کو یقین ہو گیا کہ کینڈیا کا بچنا اب محال ہے۔ تاہم فرانسیسی بیڑہ وینشی بیڑہ سے ملکر سارا دن ترکی کیمپ پر گولہ باری کرتا رہا۔ جس سے ترکون کو تو کچھ نقصان نہ پہنچا مگر اونکے گولون سے ایک فرانسیسی جہاز غرق ہو گیا۔ آخر ڈیوک نوالیس اہالی وینس سے رنجیدہ خاطر ہو کر ۲۱ اگست کو پھر جہازون پر سوار ہو گیا۔ اور فرانس کو واپس چلا گیا۔ لوئی نے اوسے ایسی عجلت کے ساتھ واپس آجانے پر سخت زجر و توبیخ کر کے دربار سے خارج کر دیا۔ ادہر فرانسیسی فوج کے چلے جانے پر موروسینی مین مقابلہ کی کوئی سکت نہ رہ گئی۔ ریاست وینس نے اسی اثنا مین کئی دفعہ کوشش کی کہ ترک کینڈیا کا خیال چھوڑ دین۔ اور روپیہ لیکر صلح کر لین۔ مگر کوپرلی یہی جواب دیتا رہا[۱] "ہم روپیہ کے شائق اور صراف نہین ہین۔ ہم کینڈیا کو فتح کرنیکے لیے لڑائی کر رہے ہین اور خواہ دنیا کے خزانے دو اوسے نہین چھوڑینگے"۔ آخر موروسینی نے اطاعت کا جھنڈا کھڑا کر کے ۶ ستمبر ۱۶۶۹ء کو باعزت شرائط پر کینڈیا وزیر کے حوالہ کر دیا۔ اور تین بندرگاہون (قرہ بوسہ سوداء اور سپینالونگا) کے سوا کل جزیرہ پر ترکون کا تسلط ہو گیا۔ وان ہیمر لکھتا ہے کہ جس قدر روپیہ۔ وقت اور ہمت و کوشش کینڈیا کی فتح پر صرف ہوئی اتنی کسی اور قلعہ کی فتح پر خرچ نہین ہوئی۔ اسکے قبضہ کے لیے مسلسل ۲۴ برس لڑائی ہوتی رہی۔ اور اسی عرصہ مین اوسکے تین محاصرے ہوئے جن مین سے آخری کامل تین برس رہا ترکون نے ۵۶ دفعہ اوسے ہلہ کر کے فتح کرنے کی کوشش کی۔ اور ۴۵ مرتبہ سرنگ لگا کر اس مین داخل ہونے کی سعی کی۔ محصورین نے ۱۱۷۲[۲] اور ترکون نے اس سے نگنی سرنگین اڑائین۔ وینس والون کے پچاس ہزار اور ترکون کے ایک لاکھ سے زیادہ آدمی ضائع ہوئے[۳]۔

فتح کینڈیا کے بعد وینس اور باب عالی مین صلح کا معاہدہ ہو گیا جسکے رو سے اول الذکر نے کریٹ سلطان کی ملکیت

---

[۱] دیستا دوم ۳۴ جیمنے ہین۔ *

[۲] کریسی دونون فریق کی سرنگون کی تعداد ۱۳۰۲ بتا کر لکھتا ہے کہ محصورین نے محاصرہ کو توڑ ڈالنے کے لیے ۹۶ مرتبہ دھاوا کیا۔ اسکی روایت ہے کہ تیسرے محاصرہ مین ۳۰ ہزار وینشی اور تیس ہزار ترک ہلاک ہوئے۔ *

ہوگیا۔ احمد کوبرلی نے شرائط حوالگی شہر کی بکمال ایمانداری سے تعمیل کرکے موروسنی اور اوسکے بقیۃ السیف فوج سے کوئی تعرض نہ کیا اور نہ سکنائے شہر پر جو سرنگون اور گولاباری سے کھنڈرات کا تودہ ہو رہا تھا۔ کچھہ سختی کی فتح کے بعد جزیرہ کا انتظام درست کرنے اور نیا نظم ونسق قائم کرنیکے لئے وہ نو ماہ وہین رہا۔ اور پھر عزت و سرخروئی کے ساتھہ دار الخلافہ کو واپس آیا۔ سلطان نے وزیر اور اوسکے ماتحت افسرون اور سپاہیون کو انعام و اکرام سے مالامال کردیا۔ اور تمام ترک اس نمایان فتح سے خوشی کے مارے کپڑون مین پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اکثر مدبرین کو یقین تھا کہ کینڈیا وہ چٹان ہے جس سے سلطنت عثمانیہ کا جہاز ٹکراکر پاش پاش ہوجائے گا۔

فرانس سے مزید رنجش

احمد کوبرلی نے کینڈیا کو فتح بھی کرلیا۔ ڈی لاہے کو لینے کیلئے فلیسیا کا بیڑہ بھی پہونچگیا۔ اور اوسکو پروانہ راہداری بھی مل چکا تھا۔ مگر وہ بدستور قسطنطنیہ مین موجود رہا۔ کیونکہ اوسکو عثمانی دار الخلافہ سے کچھہ ایسا اُنس ہوگیا تھا کہ وہ وہان سے جانیکا نام نہین لینا چاہتا تھا۔ اور اپنے عہدہ پر بحال رہنے یا دوسرے لفظون مین فرانسیسی سفارت کو ٹرکی مین بحال رکھنے کیلئے اوس نے بڑے کمینہ پن کے ساتھہ درپردہ جد و جہد شروع کردیا تھا۔ اوسنے ڈالمیر کرس کے جہازات کو واپس بھیجکر شاہ کو خط لکھدیا کہ باب عالی میرے ساتھہ واجب عزت و احترام سے پیش آتا ہے۔ اور خود بظاہر الوداعی ملاقات کرنیکا بہانہ بناکر لاریسا چلاگیا۔ جہان سلطان اُس وقت مقیم تھا۔ وہان پہونچکر اُس نے ایسی اُستادی کی کہ دیوان نے تجدید اتحاد کیلئے سلطان کا مراسلہ دیکر اپنا سفیر پیرس کو روانہ کرنا منظور کرلیا۔ اس سفارت پر سلطانی گارڈ کا افسر (متفرق) سلیمان پاشا مامور کیا گیا۔ اور اوسے صرف دو ہزار کرون نادراہ کے لئے دیئے گئے۔ مگر ڈی لاہے نے باقی مطلوبہ اوسے اپنی گرہ سے دیدیا۔ وہ ایک فرانسیسی جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور پیرس پہونچکر محل سینٹ جرمین مین شاہ فرانس سے ۵ دسمبر ۱۶۶۹ع کو بھرے دربار مین ملاقی ہوا اور اپنے آقا کا خط پیش کیا۔ اُس خط کی عبارت نفس مدعا کے متعلق یہ تھی "تمکو معلوم ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد شاہان فرانس عرصہ مدید سے قیامت تک قائم رہنے والے عثمانیہ خاندان کے سچے دوست اور رفیق چلے آئے۔ اور اس اتحاد و رفاقت کی طفیل دونون قومین کامل امن و آرام اور خوشحالی مین رہی ہین۔ صرف دونون قومین ہی نہین بلکہ یہ اتحاد کل دنیا کے امن و امان کے قیام کا باعث رہا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپنے اپنے سفیر کو جو ہمیشہ ہمارے عدل و انصاف کے سایۂ ہماپایہ مین رہا ہے۔ اور تمہارے سوداگر اور رعایا ہماری حفاظت و حمائیت مین برابر ہمارے بندرگاہون مین داخل ہوتے رہی ہین۔ اور کوئی ایسا معاملہ نہین ہوا جس سے اس عرصہ دراز کی دوستی۔ محبت و صداقت مین ذرہ بھر بھی فرق پڑسکے۔ کیون واپس چلے آنیکا حکم بھیجدیا ہے"؟

مگر لوئی کو نہ تو سلطان کے خط اور نہ اوسکے ایلچی کی عادات و اطوار سے جو دہقانی خصایل تندخو شخص تھا کچھ تشفی ہوئی - وہ عملی تلافی چاہتا تہا - اور بابعالی نے اوسے باتون مین ٹالدیا - اوسکے اکثر مشیرون نے تجدید اتحاد کے برخلاف رائے دی - اونکا بیان تھا کہ "ترکون کے دماغ مین یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ ہمارے ملک کے بغیر کسی کا گذارہ نہین ہوسکتا - ہماری گورنمنٹ کل بادشاہان روے زمین کا ملجا و ماوا ہے - اونکی جہالت نے اونکو پٹی پڑہادی ہے کہ کل عیسائی اونکی رعیت ہین - اون مین اتنی نخوت بڑہ گئی ہے کہ جب کبھی اونسے ناانصافی کی شکایت کی جاے تو وہ بر روے جواب دیتے ہین کہ اگر ہم کسی فرنگی کی ایک آنکھ پھوڑکر اوسکو اپنے ملک سے باہر نکالدین تو وہ دوسرے ہی دن دوسری آنکھ پھڑوانیکے لئے واپس آجاے گا"

فرانسیسی مدبر ڈارو ڈ نے لوئی کو لکہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ سلطان تم سے مساوی برتاو کرے تو جبتک سلطان بھی ایک ایسا معزز شخص بطور سفیر تمہارے دربار مین نہ رکھے جسکا اوسے یہ پاس ہو کہ اگر مین نے فرانسیسی سفیر سے بدسلوکی کی تو میرے سفیر سے بھی یہی برتاو ہوگا تب تک تمہاری خواہش پوری نہین ہوسکتی - مگر یہ امر نا ممکن معلوم ہوتا ہے - کیونکہ ترکون مین اپنے رفیق بادشاہون کے دربارون مین ترکی سفیر رکھنے کا مطلقاً رواج ہی نہین ہے - عثمانیہ سلاطین صرف عیسائی سفراہی کو اپنے دربار مین رکہنے کے عادی ہورہے ہین - کیونکہ یہ اپنی اپنی اغراض کے حصول کے لیے بیش بہا تحائف سلطان کی نذر کرتے رہتے ہین - اور اس طرح سے وہ آپ بھی اپنی ایک خاص عزت اور فخر کی بات سمجھنے لگ گئے ہین کہ اور تو سب اونکی دوستی کے خواہان ہون اور وہ خود کسی کی رفاقت کی خواہش نہ کرین"۔

لوئی اوس وقت جوانی اور طاقت اور حکومت کی ترنگ مین تہا - وہ ان مشورون کے ماننے پر جھٹ تیار ہوگیا خواہ اونکا انجام آخر یہ ہوتا کہ ٹرکی کے ساتھ لڑائی چھڑ جاتی مگر کولبرٹ نے اوسے سمجھایا کہ سلاطین جو اپنے تئین عیسائی فرمانروایون سے برتر سمجھتے ہین - یہ مشرقیون کی ایک معمولی بات اور خودستائی ہے - اسکی اصلیت فے الحقیقت کچھہ نہین - اسکی تصدیق ترکی فرانسیسی اتحاد سے بخوبی ہوچکی ہے - اس اتحاد کی وجہ سے ہم ہی اکثر کام لیتے رہے ہین - ہم تو اونکے کبھی کام نہین آے - چند الفاظ سے بگڑکر ایسے اتحاد کو معرض خطر مین ڈالنا جو ہمارے دشمن خاندان آسٹریا کی کمزوری کا باعث رہا ہے اور جسے ہمارے اعدا حسد و رشک سے دیکھتے ہون ہرگز مناسب نہین - لوئی اپنے قابل وزیر مال کی دلایل سے قایل ہوگیا - اور فیصلہ ہوا کہ ڈی لاہے کو جسکی سازشون اور کرتوتون کی قلعی کہل گئی تہی - واپس بلاکر نیا سفیر بھیجا جائے - پیرس مرسیلیا اور لاینس کے سربرآوردہ تاجران مین سے

بیس منتخب کرکے لیوانٹ مین تجارت کرنیکے لئے اونکی کمپنی بنائی جائے۔ اور فرانسیسی سفارت کے ترجمانون کے لئے قسطنطنیہ مین ایک مدرسہ کہولا جائے۔ اور اسی طرح کے اور کئی انتظام کئے گئے۔ باہمی تجارت کے لئے خاص قواعد وضع کئے گئے۔ فرانس کی طرف سے پہلے جس قدر قونصل ٹرکی مین مامور تہے وہ زیادہ تر نامعلوم یا اجنبی اشخاص تہے۔ اونکو ہٹا کر خالص فرنچ مقرر کئے گئے اور اونکو سخت تاکید کی گئی کہ فرانسیسی سفیر سے ہر وقت خط وکتابت جاری رکہکر اوسکو اپنے اپنے بندرگاہ اور مقام تعیناتی کی تجارت اور وہان کے فرنچ اور دیگر اجنبی تجار کی حیثیت و تعداد وغیرہ ضروری امور سے اوقات معینہ پر اطلاع بہیجتے رہین۔ خود سفیر کو بہی پہلے سفرا کی طرح خود ہی بادشاہ کے نائب کی حیثیت سے احکام جاری کرکے فرانسیسی تاجرون پر جرمانہ کرنے اور اون سے وصول کرنے کی قطعاً ممانعت کردی گئی اور بحری فوج کو تجارتی جہازون کی حفاظت اور نگرانی کے لئے سخت تاکیدی احکام دیئے گئے۔ +

تجدید معاہدہ

دربار فرانس نے ۱۶۷۰ء مین ڈی لاہی کی جگہہ مارکوئیس ڈی نونٹل کو سفیر مقرر کیا۔ وہ نہایت عالم فاضل شخص تہا اور بلاد مشرقی کی پہلے سیاحت کرچکا تہا۔ کالبرٹ نے روانگی سے پہلے اوسے نہایت مفصل ہدایتین دین جنکا لب لباب یہ تہا کہ وہ باب عالی سے سابقہ معاہدون کی تجدید ان ترمیمون کے ساتہہ کرائے۔ (۱) محصول درآمد پانچ فیصدی سے گہٹا کر تین فیصدی کیا جائے۔ (۲) شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے رومن کیتہولک عیسائیون کا واحد تنہا محافظ تسلیم کیا جائے۔ (۳) ہندوستان کی طرف سے فرانسیسی جو تجارتی مال لائین اوسے بحیرہ قلزم اور مصر کے رستہ بلا روک ٹوک اور بلا کسی قسم کے محصول کے گذرنے دیا جایا کرے۔ کولبرٹ کو فرانسیسی تجارت کے فروغ کا ہر وقت سخت خیال رہتا تہا اور دن رات اسی اودہیڑبن مین رہتا تہا اسی وجہ سے اُس نے نئے سفیر کو آخری امر کے حصول پر بالخصوص بہت زیادہ زور دینے کی تاکید کی۔ وہ جانتا تہا کہ ہند کا اصل رستہ مصر ہی ہے جسکو اپنے قابو مین کرکے وہ انگلستان اور ہالینڈ کی تجارت کو ایشیا سے معدوم کرنا چاہتا تہا۔ اُس نے اسکے متعلق نونٹل کو تحریر کیا کہ "ہمکو سلطان سے ایسا معاہدہ کرنے کی بے حد سعی کرنا لازمات سے ہے۔ جسکے رو سے ہمکو اسکندریہ یا قاہرہ مین اپنے جہاز رکہنے کی اجازت مل جائے۔ تاکہ وہ اوس مال و اسباب تاجرانہ کو جسے ہمارے دوسرے جہاز بحیرہ قلزم کے راستہ عدن سے سویز کو لائین بار کرسکین۔ اس طرح جزایر شرق الہند اور ہندوستان کا راستہ ہمارے لئے ہزار بارہ سو میل (دو سو لیگ جو کہین چار اور کہین پانچ سو یا پانچ میل انگریزی کا ہوتا ہے) کم ہو جائیگا۔" +

نونٹل جنگی جہازات کا بیڑہ ہمراہ لیکر قسطنطنیہ پہونچا۔ یہ بیڑہ جنگی ترتیب سے سلطانی محلسرا کی سلامی اتارنے
کے بغیر بندرگاہ گولڈن ہارن مین داخل ہوا۔ اس گستاخی اور تمرد سے رعایا اور عثمانی ملاحون کی آنکھون مین خون
اتر آیا۔ اور عنقریب مقابلہ ہونے ہی والا تہا کہ سلطان والدہ نے بیڑہ کے کمانڈر کو کہلا بہیجا کہ میری ہی خاطر
سلامی اتار دو۔ اسپر چار پردن فرانسیسی جہازون کو ریشمی بیرقون اور جہنڈیون سے آراستہ کرکے اونکی کل توپون
سے محلسرا کی سلامی اتاری گئی۔ اور فرنچ ملاحون نے قومی نعرہ "ویولا سلطان" (شاہ کی عمر دراز ہو) سے زمین
کو سر پر اٹہا لیا۔ سلامی کردینے سے ایک اندیشہ معدوم ہوا تہا کہ ملاحون کی اس نعرہ بازی سے معاملہ پہر بگڑ گیا۔ دیوان نے
اسے اپنے سلطان کی ہتک سمجہا چنانچہ جب نونٹل بڑے طمطراق سے جس نے دیوان کو اور کبیدہ خاطر بنا دیا شہر
مین داخل ہوا۔ اور روز مارسے ملکر اپنی سفارت کا مدعا بیان کیا تو وہ نہایت بے رخی سے پیش آئے۔ اور کوبرلی
نے جواب دیا کہ یہ دعاوی حد اعتدال سے متجاوز ہین۔ تمکو اپنی گورنمنٹ کی ہدایات سمجہنے مین دہوکہ ہو گیا ہوگا۔ مناسب
ہے کہ اپنے بادشاہ کا خط منگوا کر پیش کرو جسمین فرانس کی کل درخواستون کی نوعیت و مدعا بالوضاحت مندرج ہو۔ نونٹل
جب سلطان کی خدمت مین باضابطہ حاضر ہوا تو وہان بہی اوس نے سلطانی عذر اسکے تیور اپنی طرف سے بدلے ہوئے
پائے۔ کوبرلی سے جب اوسنے اپنے آقا کی کثرت افواج۔ تمول اور طاقت کا ذکر کیا تو وزیر اعظم نے جواب دیا "شہنشاہ
فرانس بیشک بڑا بادشاہ ہے مگر اوسکی تلوار ابہی نئی ہے" (یعنی میدان جنگ مین اوسکی ابہی پوری آزمایش نہین ہوئی)
اسکے بعد نونٹل نے فرانس اور ٹرکی کے اتحاد کی قدامت یاد دلائی تو وزیر نے کہا "ہان فرنسیج ہمارے لاریب بہترین
دوست ہین مگر افسوس ہم اونکو ہر جگہہ اپنے دشمنون کے درمیان پاتے ہین" سب سے آخر نونٹل نے کہا کہ میرا
آقا بحیرۂ قلزم کا راستہ ملنے کا آرزو مند ہے۔ اسکا وزیر نے جواب دیا کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا جلیل القدر بادشاہ
محض ایک تجارتی معاملہ کے لئے ایسا متردد اور بے چین ہو؟ یہ تو تاجرون کا کام ہے!" تاہم شکر رنجی اور باہمی
رمز و کنایہ کے باوجود اس معاملہ کے متعلق نامہ و پیام اور گفتگو کا سلسلہ برابر جاری رہا مگر نونٹل سے جسکی گورنمنٹ کو یقین
تہا کہ بگاڑ کا باعث صرف کوبرلی کی ذاتی رنجش اور کد ہے۔ گو یہ معاملہ خود سلطان کے سامنے لیجانیکی بہت کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اوسے کل گفتگو دیوان کے ترجمان اول یونانی پناجوئی کے توسط سے کرنی پڑتی جو دیوان
کی نیچہ کا بال بنا ہوا تہا۔ اور ساتہہ ہی فرانس کا سخت دشمن تہا۔ وزیر نے تجویز پیش کی کہ فقط پرانے معاہدون کی
تجدید کر لو۔ نونٹل نے اس سے بری طرح سے انکار کرکے کچہہ دہمکی آمیز الفاظ کہے۔ اسپر وزیر نے صاف صاف کہدیا
"سلطان اعظم دنیا کے دیگر بادشاہون سے جنکے ساتہہ اونکو کوئی جہگڑا یا وجہ تنازعہ نہین ہے۔ اتحادی یا تجارتی معاہدہ

لڑنیکے عادی نہین - یہ کیپی چولیشنز (امتیازات) ایکطرح سے بطور رعایت ونوازش امیر المومنین نے اپنے معاصرین کو عطا کر رکہے ہین - اور شاہ فرانس کو انہی امتیازات پر جو کہ دیجا چکی ہین قناعت کرنی چاہیئے - ماسوا ازین اس امر کو کبہی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ بابعالی نے اجنبی لوگون کو جو رعایات عطا کی ہین وہ کبہی بزور شمشیر نہین حاصل کیگئین بلکہ لطف ونرمی سے - پس اگر آپ سابقہ امتیازات کی تجدید پر رضامند نہین تو آپ بیشک فرانس کو واپس چلے جائیے "

لوئی چہاردہم یہ حالات سنکر کمال برافروختہ ہوا - اور بقول فرنچ مورخ چارٹن[1] یہ صلاح ومشورہ شروع ہو گئے کہ آیا بابعالی سے قطع تعلق کر لیا جائے یا ترکون کے اس نا واجب سلوک کو بالکل نظر انداز کر کے اوسکا کوئی نوٹس نہ لیا جائے - آخر ایسے اہم معاملہ مین جلد بازی مناسب نہ سمجہی گئی - اور فرانس کے جنوبی صوبہ پراونس کے صدر مقام آیکس کے حاکم اعلے ایم ڈامیدسی کو حکم بہیجا گیا کہ وہ تمام ایسے تجار وغیرہ کو جو لیوانٹ سے تجارت کرتے ہین یا ترکی معاملات سے بخوبی واقف ہین مرسیلیا مین جمع کر کے اون تجاویز پر جو شاہی کونسل مین اکثر اراکین نے پیش کی ہین اونکی رائے لے - وہ تجاویز حسب ذیل تہین - فرانس اول تو قطعی ورنہ چند برسون کے لئے لیوانٹ سے تجارت کرنا چہوڑ دے - اور ترکون کے برخلاف بحری جنگ شروع کر دے جس سے وہ اونکو باسانی اسقدر نقصان پہونچا سکیگا کہ سلطان اوسکے روکنے کے لئے خود بخود شاہ کے تمام مطالبات کو منظور کر لیگا - مجلس تجار نے ان تجاویز کو پسند کر کے اپنی طرف سے یہ اور رائے دیا کہ صوبہ پراونس مین لیوانٹ کا تجارتی مال اس کثرت سے موجود ہے کہ اگر دس برس تک وہان سے کچہہ نہ منگایا جائے تو وہ فرانس کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے - اور اگر شاہ کلیم دس جہاز بہی بحیرہ مجمع الجزائر بالخصوص آبنائے ڈارڈونیلز کے دہانہ کو بہیجدے تو تہوڑے ہی عرصہ مین قسطنطنیہ مین قحط پڑ جائیگا جس سے تنگ آکر خود ترکی رعایا ہی بر سر فساد ہو کر بابعالی کو فرانس کے مطالبے مان لینے پر مجبور کر دیگی " +

الغرض کل ملک کی رائے یہی تہی کہ لڑائی کیجائے چنانچہ بزور شمشیر امتیازات کی تجدید اور اونکو آیندہ کے استحکام وقیام کی ضمانت کے لئے مجمع الجزائر کے چند بڑے بڑے جزیرون پر قبضہ کرنیکے واسطے بیڑہ جہازات تیار کیا گیا - اور کل ملک مین صلیبی جنگون کے زمانہ ایسا مذہبی جوش اور جنون پہیل گیا - ہزارون رسالے اس مضمون پر شایع ہوئے کہ ترکون کو یورپ سے نکالنے کا وقت پہونچ گیا ہے - ملک الشعرا بوئیلو نے لوئی کو ایک دن بڑے چاؤ سے کہا کہ " چہہ مہینون کے اندر مین آبنائے ڈارڈونیلز کے سواحل پر گلگشت کرتا ہونگا " یہ اوسکا ذاتی خیال یا خواہش

[1] ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑہین گے تو اونہین واضح ہو جائیگا کہ مسٹر گلیڈسٹون کا ہزیانات یا عیسائی دول کی شوخیان ڈارڈونیلز کی ناکہ بندی کی دہمکیان کوئی نئی بات نہین ہین - صدیون سے یہی ہوتا آیا ہے - اور ترک خدا کے فضل سے پیچہے چلے آئے ہین - مخالفت

نہ تھی - بلکہ اونے اعلے - جاہل و ناکامل فرینچ رعایا کو یہی خواب آرہا تہا - اور کئی پراٹسٹنٹ مذہب عیسائی بھی ہمارے زمانہ کے مسٹر گلیڈسٹون کیطرح اس تیقن مین اونکے شامل تھے - قسطنطنیہ مین بھی یہہ خبر بہت جلد مشہور ہوگئی کہ شاہ فرانس پچاس جنگی جہاز اور تیس ہزار فوج اپنے بندرگاہ ٹولون مین تیار کر رہا ہے - اسپر فرینچ لوگون نے یہ حاشیے بڑہانے شروع کر دیئے کہ یہ تیاریان عنقریب قسطنطنیہ کو گولہ باری سے منہدم کر دینے مجمع الجزائر پر قابض ہونے اور ترکون کو یورپ سے نکال دینے کے لئے کیجا رہی ہین - مگر لوئی اوس وقت ہالنڈیون سے بدلہ لینے کے لئے تیار ہو رہا تھا - کیونکہ جب شاہی کونسل مین یہ بحث پیش ہوئی کہ کس کے ساتھہ لڑائی کیجائے تو یہہ فیصلہ ہوا کہ ہالنڈ کے ساتھہ جنگ کرنا مقدم ہے - اوسپر فتح پانے سے فرانس کا اقتدار کل دنیا کے سمندرون پر قایم ہو جائے گا - اور ٹرکی کو مغلوب کرنے سے صرف بحیرہ روم پر - مگر اسکے ساتھہ ہی یہ لازمی شرط لگا دی گئی کہ ہالنڈ کے ساتھہ اس طرح جنگ کیجائے کہ اوسکا اثر مشرق مین بھی محسوس ہو - اور ترک ذرا سید ہے ہو جائین -

اس فیصلہ کے بعد لوئی کے وزیر لیون نے کوبرلی کو لکھا کہ متعجب ہے کہ بابعالی نے شاہ فرانس کے سفیر پر اعتبار نہین کیا - اور اوسکی پیش کردہ تجاویز اور درخواستون کی درستی اور راستی پر شک کیا ہے - حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہین کیا گیا تہا - مگر شاہ موصوف اپنے سفیر کے سوا اور کسی ذریعہ سے بابعالی کے ساتھہ نامہ و پیام نہین کرے گا - اور اگر سلطان اعظم کو اوسپر اعتبار نہین اور وہ ہمارے سفیر کی اوسکی حسب حیثیت عزت کرنا نہین چاہتے تو بادشاہ نے سفیر مذکور کو اوسی جہاز پر جو یہ خط لیکر جا رہا ہے واپس آجانے کا حکم دیدیا ہے "

یہ مراسلہ پڑھ کر کوبرلی نے ذرا نرمی اختیار کر لی اور گفتگو پہر شروع ہوگئی - مگر پہر ایسی ہی التویق بے ترتیبی اور دو طرفہ بدگمانی کے ساتھہ - لیکن نوئنٹل نے حوصلہ بالکل نہ ہارا - کوبرٹ نے اوسے سخت تاکید کر رکھی تھی کہ جس طرح ہو ٹرکی کے ساتھہ صلح قایم رکھے - آخر طول طویل بحث اور غور و فکر کے بعد بابعالی نے محصول درآمد کو گھٹا دینا قدس کے متبرک مقامات کی تولیت پہر فرانسیسی پادریون کو تقریباً چالیس برس کی بیدخلی کے بعد واپس دلا دینا - اور شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے عیسائیون کا محافظ تسلیم کر لینا منظور کر لیا - مگر فرانسیسی علم کی حمایت مین ہی دیگر یورپین اقوام کے ترکی سمندرون اور بنادر مین تجارت کر سکنے کی رعایت پر کوبرلی نے کہا کہ انگلستان ہالنڈ - وینس - جنیوا اور آسٹریا کی رعایا کو یہہ رعایت دیجا چکی ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک کے زیر حمایت ٹرکی مین تجارت کر سکتے ہین - اب ہم اونکو اس سے محروم نہین کر سکتا ہے " سفیر فرانس کل شرائط کی منظوری پر مصر تہا - اسپر کئی دفعہ پہر بگاڑ ہوا اور فرانسیسی سفیر نے وزراء کو رشوت دیکر اپنے حق مین فیصلہ کرا لینے کی کئی مرتبہ بیفائدہ کوشش کی

کیونکہ کل معاملہ یونانی پناجوئی پر منحصر تھا اور اوسے آسٹریا و انگلستان نے بطمع زر اپنا طرفدار بنا رکھا تہا
یہ تنازعہ ابہی یکسو نہ ہوا تہا کہ اتنے مین شاہ فرانس کو جس نے ۱۶۷۲ء مین خشکی اور تری دونون جگہہ ہالنڈ
کے برخلاف جنگ شروع کر دی تہی اپنے غنیم پر کامل فتح نصیب ہوگئی۔ اوسنے ہالنڈ کے پے در پے
کئی صوبے چند ہفتون مین فتح کر لئے۔ اور سمندر پر بہی ڈچون کو پوری زک دی۔ فرانس کی ان فتوحات کا
غلغلہ تمام لیوانٹ مین بلند ہوگیا۔ اور فرنچ لوگون کو اپنے بادشاہ کی عظمت و جبروت پر لن ترانیان ہانکنے اور
ترکون کو اوسکے قہر و جلال سے دہمکیان دینے کا موقعہ ملگیا۔ ان نٹل نے اس خداداد موقعہ سے فایدہ اوٹہا کر
جسکی تاک مین وہ ابتک بیٹہا ہوا تہا بابعالی کو کل امتیازات مطلوبہ کے عطا کرنیکے لئے تحریری پیغام بہیجا۔ اور
بابعالی نے فی الفور ۵ جون ۱۶۷۳ء کو معاہدہ امتیازات پر دستخط کر کے اوسکے پاس بہیجدیا۔ اور اس طرح فرانسیسی
وزرا رکو جنگ ہالنڈ سے عین اپنی تجویز کے مطابق ایک کرشمہ دو کار پوری کامیابی ہوگئی۔ ہالنڈ کے شکست پانے
سے نہ صرف انکا ایک بہت بڑا رقیب پامال ہوگیا بلکہ انگلستان کا بہی ایک زبردست رقیب کم ہوگیا جسکو فرنچ کی
فتح گو ناگوار تہی مگر ہالنڈ کی بربادی کی خوشی اس ناگواری پر غالب آگئی۔ نونٹل کے مطالبہ کرنے پر ترکی کو کسی
دوسری سلطنت کا سہارا نہ تہا۔ یا دوسرے لفظون مین یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اوس وقت نونٹل کی مخالفت کرنے
والا کوئی نہ تہا۔ ہالنڈ کا عدم و وجود برابر ہو رہا تہا۔ انگلستان ایک رقیب کی کامیابی اور دوسرے کی تباہی مین بجیدہ
و مسرور تہا اور آسٹریا وغیرہ کو فرانس کی بالادستی سے اپنے اپنے قدم کے خیر منانے کی فکر دامنگیر ہوگئی تہی پس
میدان اکیلے نونٹل کے ہاتہہ مین تہا اور وہ کامیاب ہوگیا۔ اس معاہدہ کی شرائط مین بحیرۂ قلزم اور مصر کے رستہ کا
کوئی ذکر نہ کیا گیا کیونکہ اسکا انتظام فرانسیسی پاشا مصر سے نامہ و پیام کر کے براہ راست کر لیا تہا کہ خزانہ مصر کو کل اسباب
پر جو سویز سے اسکندریہ جائے دو فیصدی محصول راہگذری دیا جائے۔ اور سلطان نے اس انتظام کو منظور کر لیا تہا
مگر مکہ معظمہ کے امام و مفتی نے اس کی سخت مخالفت کی۔ وہ بحیرۂ قلزم مین عیسائیون کے جہازون کی آمد و رفت کو
ہرگز پسند نہین کرتے تہے۔ انکے علاوہ سفیر انگریزی نے بہی دیوان کو ڈرایا کہ فرانس کی نیت بخیر نہین وہ اس
رعایت کی آڑ مین کسی دن مصر پر قابض ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ان اسباب نے مل ملا کر فرانس کو بحیرۂ قلزم
و مصر کے راستہ کے معاملہ مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ مگر لوئی چہاردہم کی گورنمنٹ نے اسکا خیال کبہی نہ چہوڑا۔ اس امر کی
تصدیق ایم ڈی سیلٹ کی سرکاری تحریرون سے بخوبی ہو رہی ہے۔ وہ ۱۶۹۲ء مین قاہرہ مین فرانسیسی قونصل تہا۔
اور مین مذکور مین اوسنے راستہ کے متعلق پہر سلسلہ جنبانی کی تہی مگر کارگر نہ ہوا ۔ ۱۷۰۶ء مین بہی قونصل تجارتی

تعلقات کے قیام اور جزائر پیولیان و مدغاسکر کے فرنچ آباد کاروں اور سویز و مصر کے درمیان آمد و رفت میں آسانیاں
پیدا کرنے کے لئے حبش گیا تھا۔

الغرض رومن کیتھولک عیسائیوں کی امداد اور محمد چہارم و لوئی چہاردہم میں مصالحت ہو جانے سے فرانس کا
اقتدار پھر لیوانٹ میں قایم ہو گیا۔ ترکی و فرانس کا اتحاد ابتداءً محض پالیسی پر مبنی تھا اور اوسکا مدعا آسٹریا کے
حکمران خاندان ہیپسبرگ کو ضعف پہونچانا تھا۔ ہنری ثانی کے جانشینوں کے عہد میں اوسکی یہ نوعیت نہ رہگئی۔ اور
اوسکی غرض و غایت جہانتک فرانس کا تعلق تھا صرف تجارت کا فروغ اور مذہبی اقتدار کا استحکام رہ گئی۔
۱۵۹۰ء سے لیکر ۱۶۰۳ء تک اوسکی جو کیفیت رہی وہ اوپر مندرج ہو چکی ہے۔ اس عرصہ میں گویا اوسکا وجود معطل رہا
لیکن جونہی اسکی دوبارا تجدید ہوئی تو گو اوسکا مدعا وہی تجارتی و مذہبی اغراض کا استحکام تھا۔ مگر چونکہ لوئی چہاردہم
آسٹریا کی مخالفت کو اپنا اہم فرض سمجھے ہوئے تھا۔ اتحاد جدید نے تھوڑے ہی عرصہ میں وہی فرانسس اول کے زمانہ
کی پولیٹیکل نوعیت اختیار کر لی مگر ستر برس کی مغایرت نے کل کھیل بگاڑ دیا ہوا تھا۔ اوسنے اب اپنے جوہر دکھانے شروع
کیے اور نیا اتحاد آسٹریا کو ضعیف کرنے میں متحدین کو کوئی مدد نہ دے سکا۔ کیونکہ اس طویل بیگانگت سے دونوں گورنمنٹوں
کے دلوں میں اس قدر کدورت بیٹھ گئی تھی کہ وہ جدید معاہدہ سے کما حقہ دور نہ ہو سکی۔ اگر یہ دور ہو جاتی۔ اور
دونوں فریق ایک دوسرے کی طرف سے سینہ صاف کر کے اپنا ایک معین مدعا اور غرض قرار دے لیتے۔ اور پھر
اوسکے حصول کے لئے متفقہ عملی کوشش کرتے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ کل یورپ پر اپنا اقتدار قایم کر لیتے
اسوقت آسٹریا و جرمن جنگ سی سالہ سے نحیف و کمزور ہو رہے تھے۔ انگلستان فرانس کی حمایت اور
سرپرستی کو اپنے لئے فخر سمجھتا تھا۔ اور روس ابھی گمنامی میں پڑا ہوا تھا کہ یورپین طاقتوں میں اوسکا شمار ہی نہیں
ہوتا تھا۔ مگر خداوند کریم کو یہ منظور نہ تھا۔ ایک طرف ترک تعصب و جہالت قومی فخر و مباہات اور نشہ قوت و حکومت
میں ایسے مستغرق تھے کہ یورپ کی متغیر شدہ حالت موجودہ کی کوئی پروا۔ اور اپنے عیسائی رفقا اور معاونین کے
صلاح و مشورہ کا کوئی لحاظ نہ کر کے منفرد اور تنہا رہنے کو اپنے لئے بڑے فخر کی بات اور کسی دوسری سلطنت کے ساتھ
ملکر کارروائی کرنے کو کمزوری اور نامردی کی علامت سمجھتے رہے۔ ادہر دوسری طرف لوئی چہاردہم نے گو ترکوں
کے ساتھ اتحاد کر لیا تھا۔ مگر وہ اوسی مذہب (رومن کیتھولک) کا پابند اور ان ہی مذہبی دیوانوں کا جانشین تھا جنہوں
نے مسلمانوں تو بجائے خود رہے لاکھوں عیسائیوں کو رومن کیتھولک مذہب سے مختلف عقاید رکھنے کے جرم میں
کتوں کی موت ہلاک کرا دیا اور زندہ جلوا دیا تھا۔ اس مذہبی تعصب۔ تنگدلی اور محدود الخیالی نے جو رومن کیتھولک جماعت

کا خاصہ ہے۔ بلاد غرب ہی مین جہان اوسے دیگر عقائد کے عیسائیون سے سابقہ رہتا تہا اوسکو آسٹریا کی بربادی کی پالیسی مین بے انتہا فرمگذاشتون اور غلطیون کا مرتکب بنایا۔ بلکہ بلاد شرق مین بہی جہان اوسے ترکون سے جو بعقیدہ رومن کیتہولک کافر و واجب القتل تہے معاملہ پڑا اپنی چال مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس مذہبی تعصب کیوجہ سے دل مین تو وہ ترکون کی کامل تباہی و بربادی کا خواہان تہا اور ملکی اغراض اور مذکورہ بالا پالیسی نے اوسے ترکون سے اتحاد کرنے پر مجبور کر دیا ہوا تہا۔ اگر دونون سلطنتون کی قسمت اچہی ہوتی۔ تو وہ ملکی بہبود پر مذہبی تعصب کو غالب نہ آنے دیتا۔ لیکن تقدیر مین ایسا نہ تہا۔ اوسنے یہی رویہ اختیار کر کے ترکون سے صرف اس قدر کام لینے پر کفایت کی کہ وہ وقتاً فوقتاً آسٹریا جرمن پر حملہ آور ہو کر فرانس کا ہاتہہ بٹاتے رہین۔ واجب تو یہہ تہا کہ دونون ملکر ایک ہی وقت اپنے مشترکہ دشمن پر یورش کر کے اوسکو نیست و نابود کر دیتے۔ مگر دونون کی حمیت جاہلیہ و غرور و نخوت نے اسے پسند نہ کیا۔ اور بطور خود علیحدہ علیحدہ کارروائی کرتے رہنے کو مستحسن خیال کیا۔ پس جب فرانس آسٹریا سے مشغول کارزار ہوتا تو ترک اور جب ترک اوس سے برسر پیکار ہوتے تو فرانس خاموش بیٹہا رہتا جس اہم غلطی سے دونون سلطنتون کی مستقبلہ قسمت پر نہایت مہلک اثر پڑا۔ اس سے نہ فقط آسٹریا تباہی سے بچکر بتدریج طاقتور اور زبردست ہو گئی بلکہ روس کی عظمت و ترقی کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ اور دوسری طرف سلطنت عثمانیہ اور فرانس ایسی مشکلات مین گرفتار ہو گئی جن سے وہ اب تک خلاصی نہین پا سکے۔ ++

محاربہ پولنڈ و روس

سلطنت عثمانیہ کو جو عظمت و شوکت سلیمان اعظم کے زمانہ مین حاصل ہوئی وہ اوس سے پہلے یا بعد مین اب تک نصیب نہین ہوئی۔ البتہ خاندان کوبریلی کے زمانہ وزارت مین اس اسلامی سلطنت کو تقریباً ویسا ہی عروج حاصل ہو گیا تہا مختلف بڑا عظمی صوبون سے بغاوت و سرکشی کی بیخکنی ہو جانے سے ملک کی اندرونی خوشحالی اور فارغ البالی مین ترقی ہو گئی تہی سلیمان اعظم کے وقت جتنے باجگذار صوبے تہے وہ پہر بار بر مطیع فرمان کر لئے گئے۔ بلکہ سلطنت کی حدود کریٹ کی فتح سے اور زیادہ وسیع کر دی گئین۔ اور اس نمایان فتح کے بعد ہی ایک اور وسیع علاقہ سلطنت کے شامل ہو گیا۔ جو اوس وقت پہلے ہی سے چالیس وسیع صوبون اور چار باجگذار ریاستون (مالڈیویا و والیشیا۔ کریمیا ٹرینسلوینیا و ہنگری) پر مشتمل تہی۔ ان چالیس ولایتون یا صوبون مین یونان و ٹائر کی قدیم جمہوری ریاستون کے علاوہ بیس قدیم بادشاہیون کے ممالک شامل تہے۔ اور ترکی جہنڈا مراکو کے کوہ اطلس سے لیکر دہانہ دریائے فرات تک منبع دریائے نیل سے لیکر وائنا کے دروازون تک اور عدن سے لیکر کوہ قاف کی چوٹیون اور ماسکو کے قریب تک لہراتا تہا

اوس زمانہ کا انگریز مورخ فالسٹن اپنی کتاب کے دیباچہ مین ترکی سلطنت کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتا ہے " اگر تم اوسکی ابتدا۔ ترقی اور سلسل فتوحات پر غور کرو۔ تو اس سے زیادہ کوئی امر حیرت افزا اور قابل تعریف نہ پاؤ گے۔ اگر تم اوسکی عظمت اور شان و شوکت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ شاندار اور عالیشان کسی کو نہ پاؤ گے۔ اگر اوسکی قوت و طاقت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ مہیب یا خطرناک کسی اور کی طاقت و قوت نہ پائی جائیگی۔ ترکون کی ہمیشہ قسمت یاوری کرتی رہی ہے۔ اور دولت کے دریا ہمیشہ اونکے خزانہ مین گرتے چلے آئے ہین۔ اس سے سرمست ہو کر عثمانلی اگر دنیا کی دوسری قومون کو حقارت سے دیکھتے ہین تو وہ ایک طرح سے معذور ہین "

اس عظیم الشان وسعت و عظمت مین اونہی کاسکون کے بطوع و رغبت عثمانیہ حمایت و اطاعت قبول کر لینے سے جنکے ساتھ ترکون اور تاتاریون کو ہمیشہ مشغول کارزار رہنا پڑتا تھا اور اضافہ ہو گیا۔ کاسکون کا ایک گروہ جیسا کہ پہلے کسی حاشیہ مین لکھا جا چکا ہے دریا ڈنیپر و ڈنیسٹر کے درمیان رہتا تھا۔ اس علاقہ کا نام یوکرین ہے جو تاتار خورد (کریمیا) پولنڈ اور ریاست ماسکو کے درمیان ہے اوسکا عرض طول تقریباً تین تین سو میل ہین۔ دریا بوگ شمال مغرب سے جنوب مشرق کو جاتا ہوا اسکے وسط مین سے گذرتا ہے۔ والٹیر اپنی کتاب " تاریخ چارلس دوازدہم "[2] مین لکھتا ہے کہ " یوکرین کا شمالی حصہ زیر کاشت اور زرخیز ہے۔ جنوب ترین حصہ جو ۴۸ درجہ عرض بلد کے قریب واقع ہے دریا کے نہایت ہی زرخیز اور ساتھ ہی نہایت ہی ویران ممالک مین سے ہے۔ ناقص حکومت سے علاقہ کی تمام طبعی زرخیزی خاک مین مل رہی ہے۔ ان اضلاع کے باشندے جو تاتار خورد کے ہمسائے ہین کاشتکاری اور تخم ریزی مطلقاً نہین کرتے۔ کیونکہ اونکو خوف رہتا ہے۔ کہ پریکاپ و بڈزیاک کے تاتار اور سکنائے مالڈیویا جو سب کے سب قزاق و ماہزن ہین۔ یورش کر کے اونکی فصلون کو نیست و نابود کر جائینگے۔ کاسک ہمیشہ سے آزادی کے مدعی رہے ہین۔ مگر ریاست ماسکو۔ مقبوضات سلطان اور پولنڈ سے چوطرفہ محیط ہونیکے باعث اونکے لئے ان تینون مین سے کسی کو اپنا محافظ اور بالآخر

---

[1] انگریز مورخ ۱۸۳۴ء مین پیدا اور ۱۹۰۱ء مین فوت ہوا پہلے آکسفورڈ کے لنکن کالج کا فیلو تہا پہر سینڈویچ (واقع ضلع کنٹ) کے گرامر سکول کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ اوسکی مشہور تصنیفات یہ ہین (۱) ترکون کی تاریخ جسکے کئی ایڈیشن چہپ چکے ہین۔ از انجملہ ایک ایڈیشن انگریز ڈپلومیٹ ڈیکاٹ نے جسکا متن مین ذکر آ چکا ہے حواشی ایزاد کر کے شائع کیا (۲) " عثمانیہ سلاطین کے سوانح و فتوحات " (۳) " سلطنت عثمانیہ کی عظمت " (۴) لاطینی۔ یونانی اور عبرانی زبانون کے قواعد۔

[2] شاہ سویڈن ۱۶۸۲ء مین پیدا ۱۶۹۷ء مین تخت نشین اور ۱۱ دسمبر ۱۷۱۸ء کو محاصرہ ناروے مین توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا۔ مولف

مالک واقا منتخب کرنا ضروری ہوگیا۔ عرصہ دراز تک یہ جنگجو قوم جسکے کیقدر مفصل حالات آئندہ بھی کسی موقع
پر درج کئے جائینگے تاتاریون اور ترکون سے یورپ کو محفوظ رکھنے مین وہی کام دیتی رہی جو یروشلیم کے
طبقہ سینٹ جان (حضرت یوحنا) کے نائیٹ مسیحی یورپ کو اول جزیرہ رہوڈس مین اور پھر مالٹا مین دیتے رہے
مگر جب سلطنت عثمانیہ کی فتوحات کا سیلاب تھمگیا اور وہ یورپ کے نظام دولیہ مین داخل ہوکر دوسری عیسائی
سلطنتون سے اتحاد و معاہدہ کرنے لگ گئی تو کاسکون کی مطلق العنانی کو روکنا لازمی ہوگیا۔ ڈان کے کاسکون
نے سنہ ۱۵۴۹ع مین ایوان ظالم زار ماسکو کی اطاعت تسلیم کرلی تہی۔ مگر یوکرین کے کاسک اس سے بعد بھی
عرصۂ دراز تک آزاد رہکر زیادہ تر ترکی مقبوضات اور گاہ گاہ روسی و پولش علاقون مین بھی برابر تاخت و تاراج
کرتے رہے۔ جب اونکو آخر ہمسایہ سلطنتون مین سے کسی ایک کا ہوکر رہنا لابدی ہوگیا تو انہون نے شاہ پولنڈ
کی حمایت کو پسند کیا۔ اور اہالی پولنڈ کو اونکو اپنا باجگزار تصور کرتے تہے۔ مگر پہلے مدبر و مآل اندیش پولش
فرمانروا ان جنگجو اور جفاکش قبایل پر اتنا تحکم کرتے رہے جسکو وہ سہار لین اور چمک نہ جائین۔ مگر ایسے بادشاہون
کا سلسلہ برابر قائم نہین رہتا۔ اونکے جانشین تیز مزاج اور ناعاقبت اندیش بادشاہون نے اپنی باجگزارون کی
ہمسایہ علاقون مین یورشین کرتے رہنے کی متواتر شکایتون سے تنگ آکر یا طبعی سفاکی اور حرص و طمع سے اونپر جابرانہ
حکومت کرنی چاہی۔ کاسکون نے تشدد کو گوارا نہ کرکے جان توڑ مزاحمت کی۔ اور اپنے نئے ظالمون (اہالی
پولنڈ) کے برخلاف پرانے اعدا تاتاریون سے مدد لی۔ اور جب چند برسون کے بعد تاتاریون نے اونکا ساتھ
چہوڑ دیا تو وہ روسی زار الیکس کیطرف جو انہی کاسکون کے متعلق عرصہ تک کو بلی سے خط و کتابت کرتا رہا۔
ملتجی ہوئے۔ اور کئی برسون کی خونخوار معرکہ آرائی اور جنگ و جدال کے بعد کاسکون کا علاقہ آخر سنہ ۱۶۶۷ع مین پولنڈ
اور روس نے ہدنۂ[1] اندروسان کے رو سے برائے نام آپسمین تقسیم کرلیا۔ اس قرارداد کے مطابق دریائے نیپر و بوگ
کے دہانون کے قریب رہنے والے کاسک بھی جو زپوروژین[2] کاسک کہلاتے تہے پولنڈ کے حصہ مین آئے تہے
مگر پولنڈ کے ماتحت جانا قبول نہ کرکے روس کے ماتحت ہوگئے۔ سنہ ۱۶۸۶ع مین یوکرین کے اوس باقیماندہ حصہ کے
کاسکون نے جو پولنڈ کے پاس رہنے دیا گیا تہا پولش مجلس امرا کے پاس چند مراعات کے لئے درخواست دی

---

[1] عارضی صلح یا التوائے جنگ کے معاہدہ کو عربی مین "الہدنۃ" کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲

[2] روسی تلفظ زپوروزہی ہے۔ اسکے معنے ہین "وہ لوگ جو آبشارون سے پرے رہتے ہین" آبشارون سے مراد دریائے نیپر کی آبشارین ہین۔ انگریزی مین انکو زپوروژیانز بھی کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲

جو نامنظور کردیگئی۔ اور زار رضامند کا سکون کی سرکوبی کے لئے جرار فوج پولش امیر وجرنیل جان سوبی اسکی کے ماتحت
یوکرین کو بھیجدی گئی۔ بہادر کا سکون نے اپنے رئیس ڈارس سنکو کے ماتحت حملہ آورون کا شجاعانہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر
یہ دیکھکر کہ وہ تن تنہا کچھ نہین کرسکین گے انہون نے باجعالی کی ماتحتی قبول کرنے کا فیصلہ کرکے اپنے ہٹمن کو باجعالی
کے پاس بھیجدیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ وہ سنہ ۱۶۶۹ء مین قسطنطنیہ پہونچا۔ دوسرے کا بیان ہے کہ کینڈیا ابھی فتح نہین
ہوا تھا کہ ڈارس سنکو نے سلطان محمد چہارم کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے قبیلہ کیطرف سے اوسکی ماتحتی کو قبول کیا۔ مگر
پچھلی روایت غلط معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال سلطان نے اوسکی التجا کو قبول کرکے یوکرین کو اپنی پناہ مین لے لیا
اور ہٹمن کو وہان کا سنجق بیے مقرر کرکے دو دمون والا جھنڈا عطا کیا۔ اور یہ الحاق وتقرری جنگ پولنڈ کا باعث
ہوگئی۔ مگر جنگ مین ابتدا کنندہ کی نسبت بھی مختلف روایتین ہین۔ مسٹر [illegible] صاحب بحوالہ کانٹی مر لکھتے ہین کہ
اس معاملہ کی خبر سنتے ہی ہمسایہ اقوام مین سخت تشویش پیدا ہوگئی۔ اور اس اتحاد سے اونکو اپنے لئے ہر قسم کی
تکلیف و اذیت کا خطرہ [illegible] والی ملک مین جسے بیشمار نالون اور گھاٹیون نے اور بھی دشوار گذار
بنا رکھا تھا [illegible] مسکوبی اور پولش جو اب تک اونسے دوستانہ راہ ورابطہ رکھتے تھے کا سکون سے بہت
[illegible] تھے۔ وہ اپنی جبلی بہادری اور ملک کی طبعی دشوارگذاری کے طفیل ان دونون ریاستون کو بحر
مسلمانون کے برخلاف سد سکندری کا کام دیتے رہے تھے۔ بلکہ [illegible] اور شائق رہنے کی وجہ سے
[illegible] مین ہر وقت یورشین کرکے سلطنت مذکور کو ضعف پہنچاتے رہتے تھے بالواسطہ طور پر ان دونون
[illegible] کرتے رہتے تھے نئے اتحاد سے ان تمام فوائد کا ترکون کے حق مین چلا جانا یقینی ہوگیا
[illegible] کو بھی طرح سمجھتا تھا۔ اور اوسکے لئے لابدی تھا کہ جس طرح ہو اپنے سابق باجگذار
[illegible] لائے تاکہ وہ ترکون کے ساتھ شامل نہ ہونے پاوے۔ پس [illegible] کے [illegible]
[illegible] پولش فوج یوکرین مین بھیجدی گئی۔ [illegible]
[illegible] چلی گئی۔ [illegible]
[illegible]

دوسری جگہہ پناہ لے لی اوراب وہ ترکی عَلَم کی حمایت مین ہین - اگر مظلوم ملک کے باشندے ظالمون سے مخلصی
پانیکے لئے ایک زبردست شہنشاہ کی اعانت کی ملتجی ہون توکیا ایسی امن وپناہ تک اونکا تعاقب کرنا دانائی کا
فعل ہوگا؟ جب روئے زمین کے تمام شہنشاہون سے زبردست ترین اورسب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ
مظلومون کو جو خواستگار ان حمایت ہون اونکو ظالمون سے چھڑانے پر آمادہ ہوجائے تو دانا آدمی فوراً سمجہہ سکتا ہے
کہ اگر جنگ برپا ہو تو اوسکے برپا کرنے کا ملزم کون فریق ہوگا - اگر آتش نزاع کو سرد کرنیکے لئے تم نامہ وپیام کے
خواہان ہو توہمین بہی کوئی عذر نہین - لیکن اگر تنازعات کا تصفیہ تم اوس قطعی فیصلہ کنندہ اور تیز مزاج منصف پر
جسے شمشیر پکارا جاتا ہے چہوڑنا چاہتے ہو - تو لڑائی کا نتیجہ وہ ذات پاک ومنزہ (خداوند کریم) ظاہر کرے گی
جس نے آسمان وزمین کو بلا سہارا قایم کر رکھا ہے اور جو ایک ہزار برس سے اسلام کو اوسکے اعداء پر
فتحیاب کرتی آئی ہے" اس تحریر سے صاف واضح ہورہا ہے کہ ابتدا ترکون کیطرف سے ہوئی تہی - مگر مجہے یہ
دیکہہ کر کمال حیرانی ہوتی ہے کہ سر کریسی ایسا منصف مزاج شخص بہی مدبر ودانا وزیر اعظم کی اس پالیسی کو جس پر
عملدرآمد کرنے ہی سے دول یورپ کو آج یہ عظمت وجبروت حاصل ہے اور جسکو بدقسمتی سے ترک کردینے کے
وجہ سے یا بالفاظ دیگر یہ کہ کوبرلی کے بعد پہر کسی ایسے مدبر وزیر یا سلطان کے نہ ہونے سے جو اس بےنظیر پالیسی پر ثابت
قدم رہتا ترکی سلطنت اور سلطانان عالم کی یہ گت بن رہی ہے - بنظر استحسان نہین دیکہتا - وہ لکہتا ہے - کہ
ترکوں کا ایسی قوم کے وزیر اعظم کا جسنے کئی دیگر اقوام کو اپنی ماتحتی مین جکڑ بند کر رکہا تہا مظلوم رعایا کی طرفداری کرکے
دوسری سلطنتون کے معاملات مین دست اندازی کرنے کا یہ علانیہ اظہار بہت دلیری اور شوخ چشمی کا فعل تہا
اور بالخصوص کوبرلی کیطرف سے ایسا اظہار اور بہی زیادہ تعجب انگیز تہا جو عین اوسی موقعہ پر آزادی کی نو بیدار شدہ خواہش
کو جسے یونانیون نے محاربہ کریٹ کے دوران مین ظاہر کرنا شروع کردیا تہا دبانے کے لئے موریا مین بیشمار قلعے تعمیر کرارہا
تہا " - سر کریسی کو یہ اعتراض کرتے وقت پہلے اپنے گریبان مین مونہہ ڈال لینا چاہیئے تہا - انگلستان کی قدیم
رعایا آیرش قوم اور روس کی پرانی رعیت جیسی کچہہ اپنے حاکمون سے خوش ہے وہ دنیا پر ظاہر ہے - مگر ان معزز
سلطنتون اور نیز دیگر یورپین دول کے مقبوضات محض اس ہمدردی بنی نوع انسان اور مظلومون کی حمایت کے
بہانہ موجودہ صدی مین کئی گنا وسیع ہوگئے ہین اور ہوتے چلے جارہے ہین - رسالہ **معروضہ مظالم آرمینیا**
اور دول **ثلاثہ** مین مدعیان ہمدردی کی مین قلعی اچہی طرح سے ظاہر کرچکا ہون یہان اعادہ کی ضرورت
نہین - البتہ یہہ افسوس رہ رہ کر آتا ہے کہ کوبرلی کے بعد عرصہ دراز تک عثمانیہ سلاطین کو دیگر مذاہب کی مظلوم

رہایا تو وہ کنارہ خود اپنے ہم مذہب، رعایا سے ممالک غیر کی دستگیری کا خیال تک پیدا نہ ہوا جسکی سزا
مین خداوند کریم نے اونکو خود اپنی مصیبت مین گرفتار کر دیا۔ اور چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ترکون کو انکی
غفلت۔ لاپروائی اور بیدردی کی کافی سزا نہین مل چکی۔ ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کو تلافی مافات کا گو پورا
پورا خیال ہے مگر اوسی سزا کی وجہ سے اونکو اپنے ہی ملک کے دہندون سے اس قدر فراغت نہین ملتی کہ وہ دوسرون
کیطرف متوجہ ہو سکین۔ لیکن اگر ایسی مدبر اور سلیم لیاقت کے شہنشاہ کی خدمت مین مودبانہ مشورہ عرض کرنا بے ادبی
مین داخل نہ ہو تو مین یہہ گذارش کرنے کی جرات کر سکتا ہون کہ اب اوس سزا کی میعاد کو ختم کرنا اپنے اختیار مین ہے
فطرت اللہ ہے کہ قومین اپنی ہمت سے ابھرتی اور اپنی شامت اعمال سے برباد ہوتی ہین۔ ہمت کے ساتھ لازمی طور پر
تائید ایزدی شامل ہوتی ہے اور سستی و غفلت ہمیشہ غضب الہی کی مستوجب۔ اس سنت اللہ کو مد نظر رکھکر جسکی تصدیق
تاریخ عالم کے ہر ایک صفحہ سے ہو رہی ہے مین یہ کہنے پر جسارت کر سکتا ہون کہ ختم میعاد اب ہی نہین بلکہ عرصہ سے
سلاطین عثمانیہ کے اختیار مین تھی۔ مگر اوس جبن و بزدلی یا ٹوپیچ کا شن (بے اندازہ و بیجا حزم و احتیاط) کی وجہ
سے جو سلسل مشکلات اور گوناگون مصائب مین گرفتار رہنے سے طبعی طور پر انسان اور نیز گورنمنٹون مین جو
اسبارہ مین بالکل افراد کے مشابہ ہین پیدا ہو جاتا ہے اونکو اسکے ختم کرنے کی جرات نہ پڑی۔ اوسکا خاتمہ ماضی
حال و استقبال مین دسطرح ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے کہ دبے رہنے کی پالیسی کو چھوڑکر محتاط دلیری اور خواہ مخواہ دخل
در معقولات دینے کی پالیسی کو اختیار کیا جائے۔ ہمارے امیر المومنین یا کوئی اور سلطنت خواہ کیسی ہی طاقت و عظمت
حاصل کرے جب تک وہ ڈیفنسو دبچاؤ کے پہلو پر رہتے کبھی نہین ابھر سکتی۔ اس سے دشمن اپنے اپنے ممالک اور
اونکے اندرونی معاملات و حفاظت سے بالکل بیفکر ہوکر ایسی پالیسی رکھنے والی سلطنت کیلئے بوقت امن و سکون
کو عقار رکھتے ہین۔ اور اوسکو ہر وقت کی مداخلت اور دراندازی سے ایسا پریشان بنائے رہتے ہین کہ اوس بیچاری
کو سر ابھارنے کی فرصت ہی نہین ملتی لیکن اگر قسمت یاور ہو اور ایسی سلطنت کے اولیا امور کو خداوند کریم ہوش
دیے کہ وہ اپنی طاقت کو ڈیفنس کے لئے مضبوط کرکے خود بہی دوسرون کو پہلے تھوڑا تھوڑا اور پھر بتدریج
پوری طرح سے یہی دکھہ دینا شروع کر دین تو دشمنون کو اپنے گھر کی فکر پڑجانے سے اوسکی بہت کچھ گلوخاصی ہو جاتی ہے
اور ممکن ہے کہ اس طرح اوسکو کچھ مادی فائدہ ملک و دولت کی صورت مین بھی حاصل ہو جائے۔ جن لوگون نے
اسلام و اسلامی ریاستون۔ اور یورپین دول کے عروج کی تاریخ کو بغور پڑھا ہے اون سے پوشیدہ نہین ہوگا کہ اونکی ترقی کا
ایک بہت بڑا باعث یہی تھا کہ گو اونکو اندرونی کتنے ہی جھگڑے و قضیے تھے ان وہ دوسرون کے معاملات مین دست اندازی

کرتے رہتے تھے۔ اور یہ دست اندازی آخر کار فتح و الحاق کا پیش خیمہ ثابت ہوتی رہی ہے۔ انگلستان نے جب
ایشیا و افریقہ مین پے در پے ممالک کثیرہ حاصل کئے تھے تو وہ اندرونی مخمصون سے آزاد نہ تھا۔ مگر اوسکے رجال
حکومت ان مخمصون کا دلیرانہ مقابلہ کرنے کے ساتھہ ہی ہر طرف باہر بھی برابر ہاتھہ پاؤن پھیلاتے رہے۔ اور آخر
ایک عظیم الشان سلطنت قایم کر لی جسکو اس وقت بھی اس پالیسی کے طفیل روز افزون ترقی نصیب ہو رہی
ہے۔ مگر افسوس سلطنت عثمانیہ کی قسمتون کے مالک یورپ کی چالون کو دیکھہ نہ سکے اور اگر دیکھتے تھے تو اونکی
تہ کو نہ پہونچ سکے۔ جسکا خمیازہ اب وہ اور مسلمانان عالم برداشت کر رہے ہین۔ قصہ مختصر حکومت عثمانیہ اگر ان یورپین
سلطنتون کے بغلی گھونسون سے محفوظ اور اپنی طاقت کو فی الواقع مضبوط کرنا چاہتی ہے تو اوسے موجودہ پالیسی
جو ڈیفنسو بھی گری ہوئی ہے اور جسے دبی ہوئی ہی نہین بلکہ بزدلانہ کہنا زیادہ مناسب ہے چھوڑ کر دلیرانہ پالیسی
اختیار کرنی چاہیئے جو پہلے اوس صورت مین ظاہر ہو جسکو دول یورپ نے ابتداءً مسلمان حکومتون کے برخلاف
اختیار کیا یعنے دخل در معقولات کے لیئے بہانہ و حجت ڈھونڈھتے رہنا اور بتدریج اوسسے فایدہ اٹھا کر دست اندازی
کرنے لگ جانا اور پھر اپنے اعدا مین تفرقہ ڈالکر نہایت سوچ بچار سے آفنسو (جارحانہ) پہلو لے کر یکے بعد
دیگرے اونکو ہوش مین لایا جائے۔ اسکی ادنی مثال جرمنی کی چین مین تازہ ترین کارروائی ہے جس نے اپنے
دو مشنریون کے قتل ہو جانے پر اواخر ۱۸۹۷ء مین بے تحاشا چینی صوبہ کیا شو پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ اگر
سلطنت عثمانیہ یورپین دول کے برخلاف سردست اس پالیسی کو کامیابی کے ساتھہ نباہ نہین سکتی تو چین وغیرہ
ممالک مین تو اوسکی کامیابی مین کوئی شک نہین ہے اسواسطے کہ اوسکو تو ان کل یورپین طاقتون سے بڑھکر دست اندازی
کی وجہ حاصل ہے۔ مگر افسوس جرمنی تو اپنے دو پادریون کے قتل پر یہ جابرانہ کارروائی کرے اور سلطنت [illegible]
[illegible] ٹاکری و تحلیوہ (حبشی مسلمان) کے
مارے جاتے رہنے پر بھی [illegible] نہین ہو سکتی جس قدر بیانیا
[illegible] کے لیئے اسی قدر کافی ہے [illegible] صاحب بہادر کی طرف رجوع
[illegible]

کے قریب دریاے نیسٹر کے کنارے خیمہ زن ہوئی۔ سلیم غوری خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر سلطان کو وہان آملا
اگست مین سلطانی لشکر نے دریا کو عبور کر کے کامی نیک کے سامنے ڈیرے ڈالدیے۔ یہ مقام بظاہر ناقابل الفتح معلوم
ہوتا تھا۔ مگر ترکون نے نو دن کے محاصرہ کے بعد ۲۶۔ اگست سنہ ۱۶۷۲ع کو اوسے اور ۹ ستمبر کو ایک اور مشہور مقام
[illegible] کو فتح کر لیا۔ پولنڈ کے کمزور مزاج بادشاہ میکائیل ترکون کی اس سیلاب اور متواتر فتوحات سے خوف زدہ ہوکر فوراً
[illegible] ملتجی ہوا۔ اور ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۶۷۲ع کو ترکیہ مین بمقام بوق ساکس صلح کا معاہدہ ہوگیا۔ جسکے رو سے پولنڈ نے
صوبہ پوڈولیا ترکون کو [illegible] علاقہ یوکرین [illegible] باجگذار [illegible] بیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج
دینے کا اقرار کیا۔ اور قلعہ [illegible] کے چھوڑنے کے [illegible] ہزار [illegible] وغیرہ کئے۔ اسکی معاوضہ مین
ترکون کے باجگذار خان کریمیا نے پولنڈ پر آیندہ یورشین نہ کرنیکا وعدہ کیا۔ اور سلطان بفتح ونصرت ایڈریانوپل کو واپس
آگیا۔ اور اسکو چارون طرف سے مبارکباد کے پیغام آنے لگ گئے۔ مگر یہ مبارکبادین ابھی قبل از وقت تھین۔ پوپ
اور جرمن قیصر کے اغوا سے پولنڈ کی مجلس امرا نے معاہدہ بوق ساکس کی تصدیق سے انکار کر دیا۔ اور وزیر اعظم پولنڈ نے
بے ایمان ہوکر کوپرلی کو اپنی گورمنٹ کے فیصلہ سے مندرجہ ذیل عبارت مین اطلاع دی "بادشاہ پولنڈ نے
چونکہ اعیان سلطنت کی منظوری کے بغیر صلح کی شرائط قبول کی تھین۔ گورمنٹ و مجلس امرا نے اونکو کالعدم
قرار دیدیا ہے اور وہ باجگذاری کی ذلت پر ہزار دفعہ مرنیکو ترجیح دیتے ہین" اسپر وزیر اعظم نے تصفیہ جدید معاہدہ پولنڈ اور
نیز زار روس پر حملہ کرنیکے لیے جس نے پولنڈ کی مدد کی تھی پھر فوج جمع کر کے سنہ ۱۶۷۳ع مین پوڈولیا پر چڑھائی کر دی
مگر پولش فوج جان سوبی اسکی کے زیر کمان دریاے نیسٹر پر سے جو اس وقت برف سے منجمد تھا پہلے ہی عبور کر آئی
تھی۔ اور اس دفعہ ولیشیا اور مالڈیویا کے نمک حرام ڈیوک بھی اوسکے ساتھ شامل ہوگئے تھے۔ جس سے ترکون
کی جمعیت کسیقدر کمزور اور ویسی ہی پولش کی مضبوط ہوگئی تھی۔ اوسنے ترکی کیمپ پر بمقام خوزیم اچانک حملہ آور ہوکر
۱۱ نومبر سنہ ۱۶۷۳ع کو ترکی فوج کو شکست فاش دی۔ اور اوسے منتشر کر دیا۔ لیکن کوپرلی اول و دوم کے حسن انتظام سے
ٹرکی کے وسائل ایسے ترقی پذیر اور خزانہ سلطانی اسقدر معمور ہوگیا تھا۔ کہ اس شکست سے اونکے حوصلے پست ہوئے
اور محاربہ کو جاری رکھنے کے لیے [illegible] تازہ [illegible] یوکرین کو بھیجدی گئی۔ جان سوبی اسکی
خوزیم مین ترکون کو شکست دیکر کامی نیک کے دروازہ تک [illegible] تعاقب کرتا ہوا چلا گیا کہ اتنے مین شاہ میکائیل کے مرنے

کے شمال مین ہے۔ معاہدہ مندرجہ بالا کے وقت یہ دونون صوبے ریاست پولنڈ مین داخل تھے۔ جس ریاست کو جرمنی اور آسٹریا
اور روس نے [illegible] تقسیم کر کے معدوم کر دیا۔ کامی نیک صوبہ پوڈولیا کا صدر مقام ہے۔ مؤلف۔

بمقام فورونا ابراہیم پاشا کا مردانہ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اوسکی حالت ایسی ردی ہو رہی تہی کہ جب خان کریمیا نے ثالث بالخیر بنکر فریقین مین صلح کرانیکا ارادہ ظاہر کیا تو سوبی اسکی نے اسے بہت غنیمت سمجہا۔ اور ۲۷ اکتوبر ۱۶۷۶ء کو قسطنطنیہ[۱] کے مضافاتی قصبہ داؤد پاشا مین فریقین مین صلح ہو گئی جسکے رو سے کامی نیک و پوڈولیا اور باستثناء چند قصبات کے صوبہ یوکرین بہی ترکون کے پاس رہا۔ فرانس نے اس محاربہ کو ابتدا ہی سے رنج و قلق سے دیکہا۔ اس لڑائی سے اوسکے رقیب آسٹریا کے دو قدیمی دشمن آپسمین کٹ کٹ کر کمزور ہو رہے تہے۔ شاہ لوئی نے اپنے سفیر بشپ آف مرسیلیا کو جو وارسا مین رہتا تہا صلح کرا دینے کی تاکید کی مگر اُسنے کچھ ایسے پیرایہ سے کوشش کی کہ کسی فریق نے اوسکے مشورہ کو توجہ سے نہ سُنا۔ اور آخر خان کریمیا کے سر صلح کرا دینے کا سہرا بندہا۔ یہ صلح اور فتحیابی ٹرکی کے لئے مبارک نہ ثابت ہوئی۔ معاہدہ سے تیسرے دن بعد سلطنت عثمانیہ کی روح رواں احمد کو پرلی عین عالم شباب مین پندرہ برس تک سلطنت کی وزنی ذمہ واریون کو نہایت قابلیت کے ساتھ اٹہانے کے بعد اکتالیس برس کی عمر مین بعارضہ استسقاء داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک انگریز مؤرخ کثرت شرابخوری کو استسقا کا باعث تحریر کرتا ہے۔ مگر کسی اور مؤرخ نے اسکی تصدیق نہین کی وان ہیمر اوسکی تعریف ان الفاظ مین کرتا ہے "احمد کوپرلی دراز قد تہا۔ آنکہین بڑی اور نمایان تہین۔ رنگ گورا تھا۔ اور اوسکی عادات و اطوار مین حیا۔ متانت۔ اور خداداد رعب و وقار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تہا۔ وہ اپنے باپ کی طرح بے رحم اور خونریز نہین تہا ہمیشہ ناانصافی اور جبر و ستم کی بیخکنی پر تلا رہتا۔ اور ذاتی اغراض۔ نفسانیت۔ بدنیتی حرص و طمع سے ایسا ارفع و بلند تھا کہ تحفہ تحائف کے پیش کئے جانے پر سائل کی طرفداری پر مائل ہونے کی بجائے اوسکا میلان اوسکے برخلاف ہو جاتا۔ لیکن یہ آخری میلان بہی انصاف و عدالت مین مخرج نہ ہوتا۔ اوسکے خیالات بلند اور وسیع تہے۔ حافظہ نہایت تیز تھا۔ اور اپنی لیاقت خداداد اور قوت فیصلہ و تمیز سے بہت ہی جلد معاملہ کی تہ کو پہونچ جاتا تہا۔ کم سخن بہت تھا۔ اور جب بولتا کامل غور و فکر اور امور متعلقہ پر پوری آگاہی حاصل کر لینے کے بعد بولتا۔ اور پہر بہی احتیاط کو ہاتہ سے نہ دیتا۔ اور کوئی لفظ زبان سے ایسا نہ نکلنے دیتا جسپر بعد مین افسوس کرنا پڑے۔ علم کا عاشق تھا۔ یہ زمانہ طفلی سے اوسکا رفیق اور مونس و غمگسار رہتا۔ جو دریاء راب اور دریاء نیسٹر کے کنارون اور کینڈیا کے

[۱] فریقین جب اتفاق سے جنگ پر راضی ہو جاتے تو عارضی صلح کا معاہدہ بالعموم میدان جنگ مین دونوں طرفون کے کمانڈر اپنی گورنمنٹ سے اجازت منگا کر کرتے ہین لیکن قطعی صلح کے معاہدہ پر فریق غالب کے دارالخلافہ مین فریقین کے وکلاء دستخط کرتے ہین۔ جیساکہ اب ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان کے بعد ہی صلح نامہ قسطنطنیہ مین تیار کیا گیا ہے۔ مؤلف

کہنڈرات مین بہی کبہی ایک قدم کے لئے اوس سے علیحدہ نہ ہوا - اور خود ہی علم دوست نہ تہا بلکہ علم پرور بہی تہا - تمام مذاہب کی رعیت کو ایک نظر سے دیکہتا - وہ کینہ ور دشمن نہ تہا - بلکہ گرم جوش دوست - جو وعدہ کرے خواہ دوست سے ہو یا دشمن سے ادنی سے ہو یا اعلےٰ سے اوسے ہمیشہ پورا کرتا - خوزیم اور سینٹ گوتہرڈ کی ہزیمتون سے گو ترکون کا یہ خیال ہوگیا تہا کہ اور خوبیون کے ساتھ خداوند کریم نے اوسے سپہ سالاری کی لیاقت نہین دی - مگر اوسنے سلطنت کی فوجی خدمت بہی کچہہ کم نہین کی - محاربات ہنگری - کریٹ اور پولنڈ مین توحصل - کینڈیا اور کامینیک کی فتح وسقوط کینڈیا کی صلحون - اور بق ساکس و داؤد پاشا کے معاہدون سے اوس نے اپنی فوجی لیاقت اور تدبر کا سکہ کل دنیا مین بٹہا دیا - اور ان تینون محاربون مین چند شکستین کہانے کے باوجود اوس نے نہ فقط عزت کے ساتہ صلح کی - بلکہ اپنے ملک کے مقبوضات کو بہی وسیع کر لیا - سقلی کے بعد وہ بیشک منتظم وزراء سلطنت عثمانیہ مین سب سے اعلےٰ درجہ رکہتا ہے - اور ترک مؤرخین نے اوسکو "قوم کا لعل تابان - قابل تعریف قوانین کا واضع اور جامع - اور اونپر عامل - نائب ظل اللہ - کامل اکمل اور عالم اجل وزیر اعظم" لکہنے مین ذرہ بہر مبالغہ سے کام نہین لیا" اور افسوس کوبرلی کے ساتہہ سلطنت عثمانیہ کے اقبال و نصرت کا خاتمہ ہوگیا - اور اس ایک شخص کی موت سے سلطنت کو چند برسون ہی مین وہ نقصان پہنچا جسکی اب تک تلافی نہین ہوسکی - جو عمارت صدیون کے استقلال اور لاکہون جانون کے خون سے تیار ہوئی تہی اوسکا حصہ کثیر تہوڑے دنون مین منہدم ہوگیا - اور کل قوم کو جو کوبرلی کی زندگی مین بہی اوسکی سچے دل سے مشکور تہی مرنے کے بعد اوسکی اور بہی قدر و منزلت معلوم ہوگئی اور جبتک پہر اسی خاندان کے ایک اور لایق رکن کو مہام سلطنت سپرد نہ کی گئی ذلت و ناکامی کا سلسلہ عارضی طور پر نہ رک سکا -

قرہ مصطفےٰ کی وزارت ١٦٧٧ء سے ١٦٨٣ء تک محاربہ روس - محاصرہ وائینا - ترکون کی پے درپے ہزیمتین و انتزاع صوبجات

احمد کوبرلی کے بعد اوسکا خسر پورہ اور سلطان کا داماد قرہ مصطفیٰ جو قایم مقام یعنی نائب وزیر اعظم تہا - خاتون حرم کے رسوخ اور سعی سپارش سے وزیر اعظم مقرر کیا گیا یہہ ہر بات مین احمد کے متضاد تہا اور نالایق ہونیکے علاوہ پرلے درجہ کا مدمغ و متکبر تہا - اور اوسکا دماغ عرش کی خبرین لاتا تہا - اس نالائق کی وزارت نے سلطنت کو ایسا صدمہ پہنچایا جو اوس سے پہلے یا بعد کوئی شخص یا سلطنت اوسے نہین پہنچا سکی - اوسکے وقت سے سلطنت عثمانیہ کے صریح انحطاط اور علانیہ کمزوری اور بے رعبی کا دور شروع ہوگیا - نالیاقتی اور بیہودگی کے ساتہہ ہی احمد کوبرلی کا جانشین شیخی خورا بہی

پوراتہا - اور اپنے تمول وعظمت کی نمائش کا بڑا شایق تہا - اوسکے حرم مین ۱۵ سو سے زیادہ کنیزکین کم ازکم اسیقدر
خدمتگزار لونڈیان اور سات سو حبشی غلام کنیزان حرم کی خدمتگزاری کے لئے تہے - اوسکے گہوڑون شکاری
کتون اور بازون کا شمار ہزارون سے متجاوز تہا - اسمین کلام نہین کہ قسطنطنیہ - ایڈریانوپل اور بلغراد اوسکی اس
عجب ونخوت اور خودنمائی سے کچہہ کم مفید نہ ہوئے - اوسنے وہان اپنی بڑائی دکہانیکے لئے کئی عالیشان مسجدین
فوارسے حمام - اور مدرسے تعمیر کئے - مگر ذاتی خرچون کے علاوہ ان عظیم الشان عمارتون کے لئے زرکثیر درکار تہا - جسکو
وہ نہایت ہی قابل شرم وسائل اور بے اندازہ جبر وستم سے حاصل کرنے سے دریغ نہ کرتا - یورپین سفرار
سے امتیازات کی تجدید بلکہ سلطان کے حضور مین اونکو شرف باریابی کے لئے بہی وہ نالائق دوکانداران کی طرح
سودے کرتا - اور فوجی وملکی مناصب کی فروخت اور معدلت فروشی کے رواج قبیحہ کو پہرتازہ کردیا - اور اس طرح
سے زربیکران جمع کرلیا - اسکی مدد سے وہ دریا ڈنیوب اور رہاین کے درمیانی وسیع وزرخیز علاقہ پر برائے نام
سلطان کا گورنر جنرل ہوکر اپنی علیحدہ حکومت قایم کرنے کا خبط رکہتا تہا اور اسی لئے اوسکی بڑی تمنا تہی کہ کسی طرح
آسٹریا سے پہر جنگ چہڑجائے - مگر محاربہ روس اور کاسکون کی بیوفائی نے اوسکی اپنی وزارت کے پہلے چند
برسون مین اپنے مدعا کی تکمیل کی فرصت نہ دی - +

قرہ مصطفےٰ نالائق منتظم ہی نہین - فوجی مہارت مین بہی کامل نالائق تہا - اور اوسنے اپنی نالیاقتی سے ترکون
کی شجاعت اور سلطنت کی نیک نامی کو خاک مین ملادیا - پچہلے محاربہ پولنڈ مین ہٹمن ڈارس سنسکو نے بابعالی کو
پولون کے برخلاف مدد دینی چاہی - مگر ترکون نے خدا معلوم پولنڈ ایسی حقیر سلطنت کے برخلاف مدد لینے مین کسر
شان سمجہہ کر یا کسی اور وجہ سے اوسکی درخواست کو منظور نہ کیا - اس سے ہٹمن کو نہایت ملال گذرا - اور اوس نے
یہ خیال کیا کہ ترکون نے "مجہے حقیر سمجہکر مجہہ سے مدد لینا قبول نہین کیا - بہر نوع اس مفروضہ حقارت کا عوض لینے
کے لئے یا یون ہی چڑکر اوس نے اپنی قوم سمیت ترکون کی ماتحتی چہوڑکر زار روس کی تابعداری قبول کرلی - اور
چونکہ روسی صلح ورونا اور معاہدہ داکوریا شامین فریق متعاہد نہ تہا - اوسنے کاسکون کو بلا تامل اپنی حمایت مین لے لیا
یہہ ماجرا سنکر محمد چہارم نے قیدخانہ یدی قلہ سے کاسکون کے ایک سابقہ ہٹمن کے فرزند جارج کیمل نسکی کو رہا
کرکے ڈارس کی جگہہ سنجق بے مقرر کردیا - کاسکون نے اوسے اپنا ہٹمن تسلیم کرنے سے انکار کردیا - اسپر بابعالی کو
اپنا اقتدار قایم رکہنے کے لئے تلوار سے کام لینا پڑا - اور چالیس ہزار ترکی فوج مالڈیویا اور پوڈولیا کے راستہ کاسکون
کے صدر مقام "سہرایم" یا سہرین ہم کے محاصرہ کے لئے بہیجدی گئی - اور دوسری طرف سے خان کریمیا تاتاری

فوج لے کر اوسطرف بڑھا۔ مقام مذکور کے قریب ساٹھہ ہزار روسی اور کاساک خیمہ زن تھے۔ اونکو افسر اعلیٰ[1] نے دونون مخالف فوجون کے اجتماع کو روکنے کے لیے پیشقدمی کر کے تاتاری فوج کو راستہ ہی مین جا لیا۔ اور معرکۂ جانگداز کے بعد اوسے تہ تیغ کر دیا۔ ترکی فوج اس شکست کی خبر سُنکر ایسی وہشت زدہ ہوگئی کہ بلا مقابلہ دریائے بگ یا بوگ سے پھر پیچھے ہٹ آئی۔ یہ واقعات ۱۷۶۸ء مین گذرے۔

دیوان یہ حالات دیکھکر روسیون سے بذریعہ نامہ و پیام تصفیہ کر لینے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر قرہ مصطفےٰ نے اسکی بڑے زور سے مخالفت کی۔ اور چونکہ ادہر روسی بھی اس فتح سے دلیر ہوکر دریائے نیسٹر تک یوکرین کا علاقہ لینے کا مطالبہ کر رہے تھے وزیر اعظم کی رائے غالب آگئی اور لڑائی کا جاری رکھنا منظور کیا گیا۔ قرہ مصطفےٰ نے اس دفعہ خود فوج کی کمان لی۔ خان کریمیا نے تیس ہزار فوج سے مدد دی اور کیل نسکی بھی چار ہزار کاساک لے کر عثمانیہ فوج سے آملا۔ وزیر نے اس جرار فوج کے ساتھ "سہرین"[5] پر حملہ کیا اور طویل محاصرہ کے بعد جسمین کئی دفعہ ترکون کو سخت زکین اٹھانی پڑین۔ مقام مذکور آخر ۲۱۔ اگست ۱۶۷۸ء کو فتح کر لیا گیا۔ مگر یہہ اونکی اس محاربہ مین پہلی و آخری فتح تھی ترکون کو روسیون کی تلوار اور روسی سرما کی شدت سے اس قدر نقصان پہونچا کہ قرہ مُصطفی کو فوج کا حصہ کثیر لے کر واپس آجانا پڑا جسکی یہ پسپائی فراری سے کچھ کم نہ تھی۔ روسی ایک دفعہ شکست کھا کر پھر میدان مین تو بالمقابل ہوئے مگر ہمارے سرحدی آفریدیون اور دیگر قبایل کیطرح اندہیرے اوجالے متفرق دستون پر حملہ آور ہوکر سخت نقصان پہونچاتے رہے تھے۔ واپسی کے وقت بھی اونکا یہی وطیرہ رہا۔ وہ دشوار گذار درون (کمین گاہون) مین چھپے رہتے۔ اور جب فوج کا اکثر حصہ گذر جاتا تو فوج عقب اور باربرداری کے قافلہ پر حملہ آور ہوکر اکثر سپاہیون کو قتل کر جاتے اور بہت کچھہ مال و اسباب لوٹ لے جاتے۔ اور اس طرح ترکون کا اکثر اسباب اور توپین لوٹ لی گئین۔ لیکن روس کی طاقت ابھی ایسی نہ تھی کہ ترکون کی شکستہ دلی اور کمزوری سے کچھہ معتد بہ فائدہ حاصل کر سکتا یا قطعی حملہ کر کے اونکو ایک دم علاقہ متنازعہ سے باہر نکال دیتا۔ فریقین مین ۱۶۸۱ء تک کم و بیش محاربہ جاری رہا۔ آخر سن مذکور مین خان کریمیا نے بیچ بچاؤ کر کے دونون مین بمقام رادزین صلح کرادی۔ اوسکے روسے بابعالی نے متنازعہ علاقہ روس کو دیدیا۔ اور دونون سلطنتون نے وعدہ کیا کہ دریائے نیسٹر اور دریائے بگ کے درمیان کوئی سلطنت قلعہ تعمیر نہ کرے گی۔ اس معاہدہ سے پانچ برس بعد پولنڈ نے بھی روس کے ساتھہ سرحدات ملحقہ کی درستی کر کے کل علاقہ یوکرین پر روس کی حکومت تسلیم کر لی۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اس ابتدائی جنگ مین ہی جس سے محاربات روس و روم کے سلسلہ نامتناہی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ترکون کے دل مین روسیون کی ایک طرح کی ہیبت بیٹھہ گئی تہی۔ انگریز مؤرخ تہارنٹن اپنی کتاب مین

[1] کریسی صاحب کا بیان ہے کہ پہلی مہم بھی وزیر کے ماتحت گئی تہی۔ اور اوسنے سہرین کا محاصرہ کر لیا تہا۔ مگر روس و کاساک فوج نے اوسکو شکست فاش دے کر پسپا کر دیا۔ دیگر مصنفین نے اسکے متعلق جو بیان کیا ہے وہ اوپر لکھا جا چکا ہے کیونکہ میری رائے میں وہی درست تہا۔ مؤلف

یورپین سیاح "سیپان" کے سفرنامہ سے جو سنہ ۱۷۸۶ء مین شائع ہوا تھا مندرجہ ذیل الفاظ نقل کرتے ہین:
"تمام عیسائی بادشاہون مین سے کسی سے ترک اتنا نہین ڈرتے جتنا کہ زار ماسکو سے" مسٹر [illegible] صاحب اپنی رائے
لکھتے ہین کہ "سنہ ۱۷۷۶ء سے بعد تہوڑے تہوڑے وقفون سے روس اور ترکی کے درمیان جو لڑائیان ہوتی رہی
ہین محض اونکے حالات معلوم کرنا اس قدر مفید اور آگاہی بخش نہین ہے جس قدر کہ اون معاہدات پے درپے
کے سلسلہ پر غور کرنا جو سلاطین اور زارون مین ہوتے رہے ہین صرف انہی دستاویزون کو پڑھنے سے ہم روس
کے اصل مدعاؤن اور روسیون کے اون بہانون کو جن سے وہ اپنے ان مدعاؤن کے حصول مین کام لیتے رہے
ہین۔ اور نیز اونکی ثابت قدمی وہٹ کو بخوبی معلوم کرسکتے ہین۔ اور انہی معاہدون سے ہمکو یہ معلوم ہوسکتا ہے
کہ روسیون کو اپنے مدعا کے حصول مین بتدریج کس قدر کامیابی ہوئی۔ اور وقتاً فوقتاً اونکو حالات موجودالوقت سے
مجبور ہوکر اوس مدعا کے حصول سے عارضی طور پر کسقدر بعید ہونا پڑا۔ جب سترہوین صدی کے آخری نصف
مین روسی اور ترک پہلی دفعہ ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ اونکی اوس وقت کی حالت کو مدنظر رکھکر یہ کہنا
کچھ غلط نہ ہوگا کہ وہ متوحشیون کی دو عظیم جماعتین تہین۔ البتہ اونکی نسبتی حالت مین یہ فرق تھا کہ ترک ایسے متوحشی
تھے جو بر سر انحطاط تہے۔ اونکی ہمت و مستعدی استداد زمانہ سے صرف یا ختم ہوچکی تہی۔ اونکی سابقہ فتوحات
کا طرّہ امتیاز یہ تہا کہ اونکے اسلحہ مخالفون سے عمدہ تر کے تہے۔ اب اونکو اپنے اعداء پر یہ فوقیت حاصل نہین رہگئی
تہی۔ اونکا پولیٹیکل (سیاسی) نظام اندرونی خرابیون اور عمال کی بددیانتیون سے بوسیدہ ہوگیا تہا۔ اور اس بوسیدگی
نے نظام مذکور کے عناصر طاقت اور وسائل قوت کو اب منبع انحطاط و کمزوری بنادیا تہا۔ برعکس اسکے روسی اوس
جوش و تحریک سے ابہی متاثر ہونے لگے تہے جسکی طفیل صدیون پہلے ترکون نے مغربی ایشیا اور مشرقی یورپ کو
فتح کیا تہا۔ یہ درست ہے کہ وہ وحشت و غلاظت اور جہالت کے قعر تاریک مین غرق تہے۔ اور گو بظاہر عیسائی
تہے۔ مگر اونکی عیسویت توہم پرستی سے کچھ ہی بر تر تہی تاہم حسن اتفاق (یا مشیت ایزدی) سے اونمین چند ایسے بینظیر
لیاقت خداداد رکہنے والے مرد اور عورتین حکمران ہوگئے (جنہون نے اوسے ترقی کے معراج پر پہونچادیا)
اور اپنی مسیحیت کے طفیل جو گو اونکے اخلاق کو درست کرنے مین بالکل ناکامیاب اور ناکارہ ثابت ہوئی (مگر
ہم مذہبی کیوجہ سے) اونکی مغربی یورپ سے راہ و رسم پیدا ہوگئی۔ اور یہ ارتباط اونکے حق مین نہایت ہی مفید
اور کارآمد ثابت ہوا۔" +

محاصرہ وائینا

روس کے ساتھ ایسی شرائط پر صلح کرلینے کی ایک اور بہی وجہ تہی چند اسباب ایسے

پیدا ہو گئے تھے جنسے فرقہ مصطفی کو اپنے مدعا کے حصول یعنی آسٹریا سے جنگ چھڑ جانے اور پھر اوسے مغلوب کرکر
اپنی علیحدہ حکومت علاقہ مفتوحہ مین قایم کرنے کی آرزو کے پیدا ہو جانے کی توقع ہو گئی تھی۔ یہ معاملہ ایسا اہم تہا جسپر
اوسے اپنی پوری ہمت و توجہ لگانے کی ضرورت تھی۔ اسی یکسوئی کو حاصل کرنیکے لئے اوس نے روس سے مقرر شرائط
پر صلح کر لی۔ بدستور سابق اس دفعہ بھی ہنگری ہی سے آسٹریا اور ٹرکی کے نئے محاربہ کی بنا اُٹھی۔ اکثر باشندگان
ہنگری[1] پراٹسٹنٹ مذہب رکھتے تھے۔ اور آسٹروی اور اونکے قیصر رومن کیتھولک تھے۔ جو اختلاف مذہب کیوجہ سے

---

[1] ہنگری اس وقت آسٹریا کے ساتھہ شامل ہے۔ اور قیصر آسٹریا شاہ ہنگری بھی کہلاتا ہے۔ اسکے مغرب مین جرمنی کا کچھ حصہ
شمال مین صوبہ گلیسیا، مشرق مین مالڈیویا اور ایشیا اور جنوب مین سرویا و بوسینیا ہین۔ رقبہ ایک لاکھ ستر ہزار چھ سو
میل مربع اور آبادی دیڑھ کروڑ کے قریب ہے جس مین سے ۴۰ فیصدی باشندگان مگیر مجر ۱۸ فیصدی جرمن اور ۱۶
فیصدی سلیوونین ہین۔ مذہب کے لحاظ سے اس وقت ۴۸ فیصدی رومن کیتھولک ۔۔۔ ۱۰ فیصدی کلیسای یونانی ۔ ۲۰ فیصدی
پراٹسٹنٹ اور ۲۰ فیصدی بازنطین گریک چرچ کے معتقد ہین۔ ریاست ہنگری مین اسوقت ٹرینسلوینیا۔ کروشیا۔ سیلونیا
اور جنگی سرحد بھی شامل ہین۔ یہ ریاست ۱۰۰۰ع سے مستقل وجود مین آئی ہے طرز حکومت اریسٹوکریٹک مانرکی
. . . . . (یعنی بادشاہ بامداد امرا، سلطنت حکومت کرے) ہے۔ یہ طرز ۱۲۲۲ء مین شاہ اندریو ثانی نے بروئے
فرمان سطلاتی قایم کی تھی۔ ۱۸۴۹ء مین رعایا کے باغی ہو جانے پر سلطنت آسٹریا نے یہہ طرز ۱۸۶۰ء مین منسوخ کر دی
مگر موجودہ قیصر آسٹریا یوسف فرانسس نے ۸ جون ۱۸۶۷ء کو بحیثیت شاہ ہنگری ہان کا تاج پہنکر اس طرز کو بحال کر دیا اور آیندہ
برابر قایم رکھنے کا وعدہ کیا۔ رومن لوگون کے وقت مین یہہ علاقہ جواب ہنگری کے نام سے موسوم ہے ریاست ڈیسیا (صوبہ
ٹرینسلوینیا کا پرانا نام) کا مغربی اور ریاست پنونیا کا جنوبی حصہ تہا۔ تیسری صدی عیسوی مین زمانہ قدیم کی وحشی قوم گوتھ نے جو ایشیا
سے آئی تھی یورپ کے اس تمام نواح پر قبضہ کر لیا۔ ۳۷۶ء مین انکو ہون قوم نے نکالدیا۔ ہنگری کا نام اس ہون قوم اور ایک دوسری قوم
موسومہ آواری سے ملکر پڑا تہا۔ آخر الذکر قوم کو ۷۹۶ء مین شالمین قیصر فرانس نے مغلوب کیا۔ اور ۸۸۹ء مین قوم مگیر جو آٹھوین صدی
مین ایشیا سے آکر دریا ڈان اور نیپر کے درمیانی علاقہ مین آباد ہو گئی تھی ہنگری مین داخل ہو گئی۔ اونکا رئیس اعظم ارپد پسر المس تہا
اوسنے قیصر جرمنی کے ساتھہ ملکر آلکر قبایل کو جو ہنگری پر قابض تہے شکست دی۔ مجر تاتاری النسل ہین۔ اور ترکون کے ہم قوم ہین۔ اسوقت
تک اونکا مذہب بت پرستی تہا۔ اسکے جانشینون نے عیسویت اختیار کر لی۔ اور مگیرون کے رئیس سٹیفن اول کو جو ولی کے خطاب سے مشہور
ہے اور ۹۹۷ء سے قوم کا رئیس تھا سنہ ۱۰۰۰ء مین پاپا سلویسٹر بادشاہی کا لقب اختیار کیا۔ یہ خاندان ۱۳۰۱ء مین ختم ہوگیا۔ اور ترکون کے
حملہ اور پھر ہنگری کو فتح کرنے تک متعدد خاندان حکمران رہے۔ ۱۵۲۶ء مین ہنگرین نے میکسملین قیصر آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا۔

ہنگری کے اوس حصہ کے باشندون کو جو سلیمان اعظم کے بعد ۱۵۲۶ء مین انکے ماتحت ہوگیا تہا بہت اذیتین پہونچاتے رہتے تہے۔ آسٹرویون کا اقتدار آخر ایسا سخت اور متعصبانہ ہوگیا کہ اہالی ہنگری اوسے برداشت نکرسکے قیصر لیوپولڈ نے جو کٹر رومن کیتہولک اور نہایت ہی متعصب و تنگ خیال تہا پروٹسٹنٹی عقیدہ کی اشاعت و ترقی کو روکنے کے لئے بے تعداد پروٹسٹنٹ پادریون۔ واعظون اور منادون کو سولی پر چڑہا دیا۔ بادشاہ سلامت تو یہہ رعیت پروری کر رہے تہے اور اوسکے جرنیل اور جرمن عمال نے تمام علاقہ مین قیامت برپا کر رکہی تہی۔ اونکو یہ یاد نہین رہگیا تہا کہ ہنگریون نے بطوع و رغبت آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا ہے۔ برخلاف اسکے وہ ہنگری کو مفتوحہ علاقہ سمجہکر رعیت کے جان مال و ننگ و ناموس کو برباد کرنا اپنے لئے مباح سمجہتے تہے۔ اہالی ہنگری نے حاکمان وقت کو بیعانۂ پرانے معاہدون اور سندون کے حوالے دیکر جنکے روسے اونکی قومی و مذہبی آزادی کے قیام کے وعدے کئے گئے تہے۔ حاکمان وقت کو جور و ستم سے ہٹانے کی کوششین کین۔ اونکی جایز سے جایز درخواست کا لیوپولڈ یہ جواب دیتا کہ سائلون کو خوفناک سزائین دیجاتین۔ اس جابر نے تعصب سے اندہا ہوکر غربا و عوام الناس ہی نہین امراء اور بڑے بڑے آدمیون کو بہی خالی نہ چہوڑا۔ اور کئی ہنگرین امراء جلاد کے ہاتہہ سے دوسرے جہان کو بہیجدیئے گئے۔ ایسے ظلم و ستم کا لازمی نتیجہ تہا کہ بغاوت ہو۔ چنانچہ ۱۶۶۶ء مین چند اعلے امراء نے لیوپولڈ کے برخلاف سازش شروع کردی لیکن اسکا راز فاش ہوگیا۔ اور وہ بڑی سختی سے دبائی گئی۔ کئی امراء قتل اور کئی قید کئے گئے اس سختی سے ظاہر ہے ہنگریون کی ناراضمندی اور تیز ہوگئی حتے کہ ۱۶۷۸ء مین ایک ہنگرین امیر کونٹ امیرک ٹکلی نے زندان سے بہاگ کر اپنے ہمقوم ناراضمندون کو جمع کیا اور بغاوت مہیب صورت مین ظاہر ہوگئی۔ ہنگریون نے اپنے اس جوانمرد سردار کے خاندانی موٹو (استیان۔ خدا کے لئے اور اپنے ملک کے لئے جان قربان کرنا جوانمردون کا کام ہے") کو اپنا موٹو بنایا۔ ٹکلی نرا محب قوم و ملک ہی نہ تہا بلکہ فنون حرب و ضرب اور تدبیر مین بہی یدطولی رکہتا تہا۔ اوسکا دل اپنے ہم قومون کی بے بسلی پر نظر پیشت

اور ۱۶۸۷ء مین آسٹریا کے حکمران خاندان کو ہنگری کا بہی موروثی حکمران مان لیا گیا۔ اسکے بعد گو ترکون نے کئی دفعہ حملہ کرکے کچہہ علاقہ پر قبضہ کرلیا اور ہنگرین نے بہی جو عیسائی ہم مذہب آسٹریون کی نسبت مسلمان ترک ہم قومون کی حکومت کو ترجیح دیتے تہے متعدد بغاوتین کین۔ اور اب ۱۸۹۷ء تک سلطنت آسٹریا اندرونی تنازعون اور فسادون سے پریشان ہو رہی ہے جو غالبا آخر ایک دن برباد کرکے رہین گے۔ تاہم آسٹریا کا قبضہ ہنگری پر بدستور قایم رہا اور گو ہنگری دل سے کیسے ہی ناراض کیون نہ ہون اونکے ملک کے الحاق اور انکے سپاہیون کی مدد سے آسٹریا کو بے اندازہ مدد پہونچتی رہی۔ اور پہونچ رہی ہے۔ مؤلف ۱۲

دیکہہ کر کباب ہو رہا تھا- اور اوس نے خاندان آسٹریا کی بربادی کی حلف اوٹھالی تہی- اوس نے بارہ ہزار آدمی لیکر
ہنگری کے بالائی حصہ پر حملہ کیا اور آسٹرین فوج کو پے در پے شکستین دے کر کئی قلعون کو فتح اور کوہسار کارپی تہین
کے تمام ضلع کو اپنے تصرف مین کر لیا- اور آسٹرین جرنیلون کونٹ سوآب اور لسکی نے اوسکی من مانتی شرائط پر عارضی
التواء جنگ کر کے اپنی مخلصی کرائی- ان شکستون کی خبر ملنے پر لیوپولڈ کو کچہہ ہوش آگیا اور سے اصلاحات مطلوبہ کے
عطا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگئی اور اوسنے سنہ ۱۶۸۱ء کے آخری حصہ مین مقام اوڈن برگ کے اجلاس ڈائٹ
(پارلیمنٹ) مین اہالی ہنگری کی چند شکایتون کی تلافی کردی- مگر اس جزوی تلافی سے فقط چند امراء ہی خوش ہوئے
آزادی کی خواہان جماعت خوشنود نہ ہوئی- لیکن محولہ بالا امراء کی علیحدگی سے اوسکی طاقت کمزور ہوگئی تہی- اور
مزید برآن معاہدہ نمگن سے جو حال ہی مین فرانس سے ہوا تھا لیوپولڈ اپنی کل فوجی طاقت سے باغیون کی سرکوبی کرنے
کے قابل ہوگیا تہا- اسپر ٹکلی نے بابعالی کیطرف رجوع کر کے محمد چہارم سے امداد کی التجا کی- قرہ مصطفےٰ آسٹریا سے
لڑائی کرنے کا کوئی بہانہ خدا سے چاہتا تھا- اوسنے جیسا کہ اوپر لکہا جاچکا ہے روسیون کے ساتہہ جہٹ پٹ ذلیل مضر شرائط
پر سنہ ۱۶۸۱ء مین صلح کرلی- اور ہنگرین کی علانیہ اعانت پر کمربستہ ہوگیا- ٹکلی نے اس اعانت کے معاوضہ مین بابعالی کی
شہنشاہت قبول کرنیکا اقرار کیا- بہادر ہنگرین نے فرانس سے بہی مدد کی استدعا کی- لوئی چہاردہم نے لسّے نقد
امداد بہیجکر سلطان سے ہنگری مین فوج بہیجدینے کی درخواست کی- سلطانی افواج کے لئے فرانسیسی انجنیر اور فوجی
افسر بہیجدیئے اور ساتہہ ہی سنہ ۱۶۸۲ء مین آسٹریا کے برخلاف والیشیا- ٹرنسلونیا اور ہنگری مین اتحاد کرادیا- مگر خود اوسی
مہلک پالیسی پر کاربند رہکر جسکی توضیح اوپر ہوچکی ہے لڑائی سے علیحدہ رہا- اگر خدا اوسے عقل دیدیتا اور ان خفیہ کارروائیون
کی بجائے خود بہی ایک طرف سے حملہ کردیتا تو فرانس اور ٹرکی کو وہ مصیبتین نہ اوٹہانی پڑتین جن کے ذکر سے اگلے صفحے
بہرے ہوئے ہونگے جب کہ وہ آسٹریا کی بربادی پر تلا ہوا تہا اور دیکہہ رہا تہا کہ ٹکلی نے بغاوت کردی ہے اور ممکن ہے
کہ ٹرکی بہی اوسکے ساتہہ شامل ہوجائے تو اوسنے نمگن مین آسٹریا سے صلح کیون کرلی- اور اگر کرلی تہی تو کیا وہ پہلے یا بعد
مین اکثر معاہدہ شکنی کا مرتکب نہین ہوا تہا کہ علانیہ تجدید حرب سے باز رہا- اور کیا یہہ در پردہ کارروائیان نقض عہد سے کچہہ
کم تہین- مگر افسوس وہی مذہبی تعصب بجہالت اور تنگدلی ہر موقعہ پر اوسکی کامیابی مین مانع ہوتی رہی-

قرہ مصطفےٰ نے ٹکلی سے بچنت ویز تو کرلیا- مگر سنہ ۱۶۶۴ء کے معاہدہ وسور کی بیس سالہ میعاد صلح ابہی ختم نہین ہوئی
تہی- اور شیخ الاسلام و اکثر سنیٹ اراکین نقض عہد کے سخت مخالف تہے- اسپر دیوان مین کچہہ عرصہ بحث ہوتی
رہی کہ میعاد سے پہلے آسٹریا کے ساتہہ جنگ کیا جائے یا نہین- خواہان حرب جماعت نے دلیل پیش کی کہ

اس موقعہ پر ہنگرین کے طرفدار ہونے کی وجہ سے ہم دشمن اسلام و سلطنت کو بالکل تباہ کر سکین گے۔ اور صرف
معاہدہ کے لحاظ سے ایسے موقعہ کو ہاتھ سے دینا واجب نہین۔ یہہ رائے غالب آگئی اور سلطان نے نقض معاہدہ
کا حکم دیدیا۔ خلیفۃ المسلمین ہوکر اسلام کے پاک احکام کی ایسی صریح مخالفت کرنا اپنا خمیازہ دکہائے بغیر نہ رہا۔ ترکون کو
عوض معاوضہ مین ایسی ہی بدعہدی سے سابقہ پڑنے کے علاوہ مزید سزا کے طور پر ایسی زک پہونچی جسکی نظیر تاریخ عالم
مین بمشکل ملے گی۔ ورنہ بظاہر احوال اونکی تیاری ایسی مکمل اور جمعیت ایسی مضبوط تہی کہ کسی کو ناکامیابی کا وہم و گمان بہی نہین
ہوسکتا تہا۔ دنیاوی اسباب پر بہروسہ کرکے خدا کی امداد سے لاپرواہ ہوجانے۔ اور اوسکے احکام کی تعمیل سے پہلوتہی کرنے
کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ وزیر نے مندرجہ بالا تصفیہ ہوتے پر ابراہیم پاشا گورنر بودا کو تکلی کی مدد کرنے کا جس نے شاہ ہنگری
کا لقب اختیار کرلیا تہا۔ حکم بہیجدیا۔ آسٹریا مین اس سے سخت تشویش پہیل گئی۔ اور تہوڑے ہی دن بعد لیوپولڈ کا خاص ایلچی
کونٹ البرٹ معاہدہ صلح کے قیام کا مطالبہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ پہونچگیا۔ قرہ مصطفی نے بحالی صلح کے لئے
یہ شرائط پیش کین۔ آسٹریا بعالی کو دو لاکھ فلورین سالانہ خراج دے۔ قلعجات لیوپولڈ سٹاٹ لورگنڈ منہدم کردیئے
جائین۔ جزیرہ شط۔ قلعہ موران اور بعض دیگر مقامات تکلی کے حوالہ کردیئے جائین۔ تمام اہالی ہنگریا کو اونکو سابقہ
مقبوضات واپس دیئے جائین اور اونکے کل حقوق قایم رکہے جائین تمام خطاکارون کو جو پچہلے ہنگامون مین ملوث
ہوئے ہون عام معافی دیجائے۔ سفیر یہہ شرطین اپنے آقا کو سنانیکے لئے اگست سنہ ۱۶۸۲ء مین وائنا کو واپس آگیا
اور وزیر نے سفیر کی واپسی کا انتظار نکرنے یا محض دفع الوقتی اور ابلہ فریبی کے لئے اوس سے نامہ و پیام کرتے رہنے کی
مزید بے ایمانی کا مرتکب ہوکر چند ہی دنون بعد اعلان جنگ کے نشان مین ہلسرا کے مقابل کے میدان مین سلطانی خیمہ
نصب کردیا۔ اور بڑے زور شور سے جنگی تیاریان شروع کردین سنہ ۱۶۸۲ء کے موسم خزان اور سنہ ۱۶۸۳ء کے موسم بہار
مین باقاعدہ و بیقاعدہ افواج پیدل و سوار۔ توپخانہ۔ اور ہر ایک قسم کا سامان حرب اس عظیم پیمانہ پر ایڈریانوپل مین جمع ہوتا
رہا کہ اوس سے نہ فقط ترکی کے وسائل کی زرخیزی اور اوسکی خوشحالی جو کوپریلیون کے حسن انتظام سے پیدا ہوگئی
تہی دنیا پر واضح ہوگئی۔ بلکہ اوس تمول۔ افراط اور خوشحالی کو اچہی طرح سے چوس لیا گیا۔ لیوپولڈ قیصر جرمن نے ان
تیاریون سے مخوف ہوکر قسطنطنیہ کو پہر ایک عالیشان سفارت بہیجکر معاہدہ وسوار کی تجدید کی التجا کی مگر بیفائدہ۔ وزیر نے
اپنے مطالبات کو اور زیادہ بڑہا دیا۔ کریسی صاحب لکہتے ہین کہ یہ فوجین ایڈریانوپل مین جمع کی گئی تہین۔ اور سلطان نے وہین
سے اونکی کمان وزیر کو دیکر آسٹریا کیطرف بہیجدیا تہا۔ مگر مسٹر پرز صاحب تحریر کرتے ہین کہ یہ تیاریان قسطنطنیہ مین کیگئی تہین
اور سنہ ۱۶۸۳ء کے موسم بہار مین خود سلطان اس فوج کو لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا اور بلگریڈ پہونچکر اوسکی کمان قرہ مصطفی

کو تفویض کی تہی۔ بہرحال ان مین سے خواہ کوئی روایت درست ہو۔ اس مین کسی کو اختلاف نہین کہ اس کروفر اور جمعیت کے
ساتہہ سلیمان کے بعد یہ پہلی مہم تھی۔ اور اسکے بعد پہر آجتک اس قدر فوج کسی مہم پر نہین گئی۔ قرہ مصطفے کے خیمہ سے
جو فوج کے رجسٹر فاتحین کے ہاتہہ آئے تہے۔ اُس مین باقاعدہ فوج کی تعداد ۲ لاکہ ۷۸ ہزار درج تہی۔ تاتاری اور ہنگرین
والیشی وغیرہ ملکی فوجین ملکر کل جمعیت سات لاکہہ پیدل۔ ایک لاکہہ سوار اور بارہ سو توپین ہوگئی تہی۔ شاگرد پیشہ وغیرہ علیحدہ
رہے۔ تکلی فوج لے کر بمقام اسک ترکون سے آملا۔ بوڈا کے تجربہ کار پاشا نے وزیر کو مشورہ دیا کہ وائینا پر حملہ سال آئندہ پر
ملتوی کرکے اس سال ملحقہ علاقجات کو فتح کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اوسنے اپنے مشورہ کی درستی اس مثال سے واضح کرنے
کی کوشش کی کہ فرش کے درمیان اگر کوئی گیند پڑا ہوا ہو تو اُسے پکڑنے کے لئے سب سے عمدہ اور متحقق طریقہ یہ ہوگا
کہ اُچک کر اُسے پکڑنے کی سعی کی جائے۔ بلکہ فرش کو ایک سرے سے لپیٹتے ہوئے وہانتک پہونچا جائے۔ فرش سے اوسکی
مراد آسٹریا کا ملک اور گیند سے وائینا تہا۔ وزیر نے اوسکے مشورہ کو بڑی حقارت سے مسترد کردیا۔ اور ایسا کرنے مین وہ کسیقدر
معذور بہی سمجہا جاسکتا ہے۔ غنیم نے اب تک ایسی خفیف مزاحمت کی تہی کہ زیادہ احتیاط سے کاربند ہونے کی بظاہر کوئی
احتیاج نہین معلوم ہوتی تہی۔ چنانچہ قرہ مصطفے نے تکلی۔ ابراہیم پاشا اور کئی دیگر آزمودہ کار جرنیلون کے مشورہ کے
برخلاف دریاے ڈینوب کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ وائینا پر پیشقدمی کردی۔ اور راستہ مین چند مقامات کو تہوڑے تہوڑے
عرصہ مین فتح کرکے ۱۴ جولائی کو وائینا کی دیوارون کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔

لیوپولڈ اس جرار فوج کے مقابلہ کی مطلقًا طاقت نہ رکہتا تہا۔ اوسکے عزیز ڈیوک آف لارین کے ماتحت جو
موجودہ قیصر آسٹریا کا مورث اعلےٰ ہے صرف ۳۳ ہزار فوج تہی جسکا کثیر حصہ مختلف قلعون کی محافظت پر مامور کیا گیا
تہا۔ مطیع ہنگری امرا نے قیصر کی مدد کے لئے تین ہزار فوج جمع کی۔ لیکن ترکی افواج کے بحر متلاطم کے مقابلہ پر
یہ ناچیز قطرے کیا کرسکتے تہے۔ ترکون کی فوجی تیاریون کے ساتہہ ہی دوسری طرف لوئی چہاردہم نے [1] قصبہ
سٹراسبرگ پر قبضہ کرلیا تہا اور اوسکی فوجین دریاے رہاین کو عبور کرنے پر آمادہ نظر آتی تہین۔ تمام یورپ میں اس سے

---

[1] یہہ شہر جرمنی کے صوبہ آلسس لورین کا صدر مقام ہے اور دریاے رہاین سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے دریا ال
اسکے وسط مین سے گذرتا ہے۔ اس شہر کے برابر روے زمین پر کوئی اور مقام محفوظ اور قلعبند نہین سمجہا جاتا۔ لوئی چہاردہم نے
اسپر ۱۶۸۱ء مین قبضہ کرکے صوبہ مذکور کو فرانس کے ساتہہ ملالیا۔ اس سے پہلے صدیون سے وہ جرمنی کے ماتحت چلا آتا تہا مگر
اہالی شہر کو اندرونی آزادی حاصل تہی۔ یہ شہر اور صوبہ دو صدیون کے بعد ۱۸۷۰ء کی جنگ مین پہر جرمنی کو واپس ملا۔ جسکا رنج فرانس کو
اب تک فراموش نہین ہوا۔ شہر کی آبادی ایک لاکہہ سے متجاوز ہے۔ اوسکے ایک گرجہ کا مینار ۴۶۶ فیٹ بلند ہے۔ مؤلف ۱۲

عام تہلکہ برپا ہوگیا اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ فرانس اور بابعالی نے آسٹریا و جرمنی کی فتح اور باہمی تقسیم کا آپسمین اقرار کرلیا ہے۔ مگر اونکا یہ خیال غلط تہا۔ لوئی ترکون کی فتح سے بیشک خوش تھا مگر ساتھہ ہی اوس ایماندار نے یہ ارادہ کر رکہا تہا کہ اگر وہ بہت ہی آگے بڑہ آئے تو اونکا مقابلہ کرکے اونکو پیچھے ہٹادے اور کل دنیا کی نظرون مین عالم مسیحی کا محافظ و خلاصی کنندہ بنجائے۔ لیوپولڈ نے چارونطرف سے مایوس ہوکر آخر جان سوبی اسکی کیطرف جسکی وہ کئی دفعہ تذلیل و تحقیر کرچکا تھا۔ رجوع کیا۔ پولنڈ و اوس پاشا کے معاہدہ کے مطابق اُس وقت بابعالی سے صلح رکہتا تہا۔ اور ترکون نے معاہدہ مذکور سے کوئی انحراف نہین کیا تہا کہ اوسے معاہدہ شکنی کا بہانہ مل سکے۔ مگر جان سوبی اسکی یا ترکون کے دیگر عیسائی اعداد ایسے معاہدون کی کیا پروا کرتے تہے۔ شاہ پولنڈ نے ۴۰ ہزار فوج سے قیصر کی مدد کرنے کا وعدہ کر دیا۔ اور آسٹریا و پولنڈ مین معاہدہ اتحاد لکھا گیا۔ لیکن یہ عیسائی سلطنتین مسلمانون سے ہی نہین آپسمین بھی اپنے اقرارون کی ایسی ایمانداری سے نگہداشت کرتی تہین کہ العیاذ باللہ۔ جس فریق کو معاہدہ شکنی کی احتیاج معلوم ہوئی اوسنے جہٹ پوپ صاحب کو کچھہ نذر کرکے معاہدہ کی پابندی سے بریت حاصل کر لی۔ اس بات سے ڈر کر قیصر نے جسکا سہارا ہی اوس وقت اس اتحاد پر تہا معاہدہ مین فریقین کی طرف سے آخر مین یہہ حلفیہ اقرار ایک کارڈینل کے روبرو درج کرالیا کہ یہ معاہدہ پوپ کی اسوقی سے بہی کالعدم نہ ہوسکیگا۔ بعض یورپین مورخ اپنے بزرگون کی اس ایمانداری پر بہت افسوس ظاہر کرتے ہین۔ مگر کیا یورپین پالٹیکس سے اب بدعہدی کا وجود خارج ہوگیا ہے؟۔ اور کیا وہ اب بہی پرانا رنگ بدلکر زمانہ کے مطابق مہذبانہ پیرایہ مین بدستور موجود نہین ہے؟۔

قیصر کی خوش قسمتی اس اتحاد ہی سے واضح نہین ہورہی۔ اس اڑے وقت پر خلاف دستور جرمن ریاستین وفاداری پر ثابت قدم رہین اور اونہون نے فی الفور حسب حیثیت کمک بہیجدی۔ اور سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تہی کہ اوسکے پاس ڈیوک آف لارین ایسا قابل جرنیل تہا اور ترکون کا نیک و بد مصطفی ایسے نالایق کے ہاتھہ مین تھا گو ترک بڑہے ہوئے چلے آرہے تہے۔ اور شاہ پولنڈ و جرمن کمک کی فوجین ابہی اپنے اپنے ملک ہی مین تہین۔ اور شہر کی فصیلین ایسی خستہ احوال تہین کہ ترکون ایسے ماہر انجنیرون سے بچا رہنا تو درکنار وہ معمولی محاصرہ کو بہی برداشت کرنے کے قابل نہ تہین۔ بے سروسامانی کی یہ حالت تھی کہ اونکو درست کرنیکے لئے اوزار تک شہر مین موجود نہ تہے ایک مورخ کا بیان ہے کہ اگر وزیر راستہ مین سہل انگاری سے توقف کرکے اہالیان شہر کو سنبہلنے کی مہلت نہ دیتا تو ظن غالب ہے کہ وائینا بلا مزاحمت ترکون کے قبضہ مین چلا جاتا۔ دارالخلافہ کا یہ رنگ اور رفقا کا وہ رنگ (جو مجبوری سے تہا نہ کہ عمداً) دیکھکر لیوپولڈ کے ہاتھہ پاؤن پہول گئے۔ وہ شہر کو کونٹ سٹہر نبرگ کے حوالہ کرکے خود بڑی

نامردی کے ساتھہ معہ متعلقین بویریا کے شہر لنتز کو بہاگ گیا - اور شہر کے نصف باشندے (۶۰ ہزار آدمی) بہی اوسکے ساتھہ شہر سے فرار ہو گئے - باقیماندہ شہر کی فصیلون کی درستی مین مصروف ہو گئے - طلبا اور کاریگرون نے پلٹنین بنا کر دن رات قواعد سیکہنی شروع کر دی - ۱۲ ہزار باقاعدہ فوج ڈیوک آف لارین نے جو خود شاہ پولنڈ کے انتظار مین باہر رہا - ترکون کے آنیسے پہلے شہر مین داخل کر دی تہی - الغرض جس وقت ترکی فوج نے ۱۵ جولائی کو شہر کا محاصرہ شروع کیا اس وقت تقریباً بیس ہزار اسلحدار آدمی شہر کے محافظ تہے -

لیوپولڈ نے وائینا سے بہاگنے کے بعد چارون طرف امداد کی التجا کی - جب پوپ نے لوئی کو مذہبی اخوت یگانگت کا واسطہ ڈالکر اعانت کرنیکے لئے کہا - مگر حامی دین لوئی اسکے برعکس کل یورپ مین یہ کوشش کر رہا تہا کہ کوئی عیسائی شاہزادہ آسٹریا کی مدد نہ کرے - پوپ کے اصرار پر اوس نے ان شرائط پر آسٹریا کی مدد کرنا منظور کیا - جرمن پارلیمنٹ (جو ستر ہوین - اٹہارہوین صدی مین بویریا کے شہر راٹسیان مین اجلاس کرتا تہا) صوبہ آلسس لورین کا الحاق فرانس سے باضابطہ منظور کرلے - اور میرے فرزند کو (جرمنی کی ماتحت ریاست) اطالیہ کا بادشاہ منتخب کرے اوسکا خیال تہا کہ اگر یہ شرطین منظور ہو گئین تو مین ترکون کو سمجہا کر پیچہے ہٹا دون گا - اور جرمنی سے ان شرائط کی بنا پر باضابطہ صلح کر لون گا - جو خاندان آسٹریا کے لئے پیغام اجل ہوگا - کیونکہ اگر پارلیمنٹ اوسکے بیٹے کو شاہ اطالیہ[1] یعنی ولیعہد تسلیم کر لیتا تو تاج قیصری لیوپولڈ کے بعد اوسکے خاندان مین منتقل ہو جاتا - مگر پولون نے آسٹریا کی بروقت امداد کر کے اوسکی توقع کو پورا نہ ہونے دیا - لوئی کو یہی اندیشہ تہا کہ شاہ پولنڈ آسٹریا کا معاون ہوکر میرے مدعا مین مخل ہوگا چنانچہ اوس نے سوبی اسکی کو آسٹریا کی اعانت سے باز رکہنے کی بڑی کوشش کی - اوسنے اوسے سلطان کا بھیجا ہوا خط بہیجکر اطمینان کرا دیا کہ ترک فتح آسٹریا کے بعد پولنڈ پر حملہ آور ہونیکا مطلقاً ارادہ نہین رکہتے - تم اس خوف سے آسٹریا کی رفاقت پر آمادہ نہ ہو جاو - تمہارے اصل دشمن ترک نہین بلکہ یہی آسٹریا - جرمن ریاست رینیڈن برگ[2] اور شمالی ہمسایہ روس تمہارے حقیقی اعدا ہین اور پولنڈ کو جب نقصان پہونچے گا انہی سے پہونچے گا - کیا تم کو یاد نہین کہ سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی مین آسٹریا کو فتح نوج

---

[1] جرمنی قیصر ولیعہدونکو اپنی حین حیات ہنگری یا اطالیہ کا بادشاہ بنا دیا کرتے تہے چنانچہ شاہ اطالیہ ہونا ولیعہد ہونیکے مترادف تہا - مؤلف ۱۲

[2] رینیڈن برگ پرشیا کا ایک صوبہ ہے مگر یہان مراد کل پرشیا سے ہے - شاہ پولنڈ نے لوئی کی نصیحت نہ مانی - اور آخر بعینہ ویسا ہی ہوا جیسے کہ اوس نے پیشینگوئی کی تہی - ریاست پولنڈ کو ان تینون ریاستون ہی نے دو دفعہ آپس مین تقسیم کر کے اوسکا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا - اور پولش قوم کی آزادی کا خاتمہ کر دیا - غدارون عہد شکنون اور بے ایمانون کا آخر یہی انجام ہوتا ہے مگر نشہ طاقت و تجارت مین ایمانداری کی کوئی پروا نہیں کرتا اور آخر اوسکا خمیازہ اوٹہاتا ہے - مؤلف ۱۲

ہی۔ نے تباہی سے بچایا تہا۔ مگر اُس نے اس خدمت کا صلہ یہ دیا کہ فاتحین کو رسد تاکٹ دی۔ جنمین سو سینکڑون بہوک سے مر گئے۔ اور بابعالی کو ہمیشہ فرانس کے برخلاف اُکساتا رہا۔ یہی صلہ تمکو ملیگا۔ لیکن لوئی کی تمام نصیحتین بیکار تہین۔ تعصب مذہبی نے سوبیسکی کو نیک بد کے سوچنے اور مآل اندیشی سے معذور کر رکہا تہا۔ وہ ترکو کا فرون کی تباہ کرنے پر تلا ہوا تہا۔ اور اوسکی فوجین وائینا کی امداد کے لئے ڈبل کوچ کرتی چلی جا رہی تہین۔ کاشکے! آج سوبیسکی ایک ساعت کیلئے زندہ ہوجائے۔ اور اوس جور و ستم کو جو پولون پر ہو رہا ہے اپنی آنکہہ سے دیکہہ لے!!۔

ترکون نے وائینا اور اوسکے مضافات کو چارونطرف سے گہیر لیا۔ انکے کیمپ کا دور ۱۹-۲۰ میل سے کم نہ تہا یہ محاصرہ ۱۵ جولائی سے ۱۲ ستمبر ۱۶۸۳ء تک رہا۔ اور اس اثنا میں محصورین نے پوری داد شجاعت دی۔ ترکون کے توپخانہ اور سرنگبازون نے شہر کے تقریباً تمام برجون اور فصیلون کو منہدم کر دیا۔ اور محصورین کی تعداد ترکون کے حملون کے روکنے اور اکثر خود باہر نکلکر انکی خندقون اور سرنگون کو آگے بڑہنے سے روکنے کیلئے حملے کرنے مین بہت کم ہوگئی تہی۔

چالیس دن کے اندر محاصرین نے چالیس اور محصورین نے اونکے روکنے کے لئے دس سرنگین اڑائین ترکون نے اٹہارہ حملے اور محصورین نے ۲۴ حملے کئے۔ ایک ایک انچ زمین پر دونون فریق کٹے مرتے تہے سب سے خونریز مقابلہ برج لیبل پر ہوا جسکی مٹی غنیم و دوست کے خون سے تر ہو گئی۔ آخر کار اخیر مین ترک آخر شہر کی خندقون تک پہونچ گئے۔ اور ۴ ستمبر کو برج لوبرگ کے نیچے سرنگ اُڑائی گئی جس سے آدہا شہر لرز گیا اور فصیل مین بہت بڑا شگاف پڑ گیا۔ ۱۰ ستمبر کو اسی موقعہ پر اور سرنگ اڑائی گئی جس سے فصیل مین اتنا بڑا شگاف ہوگیا کہ سالم پلٹن ایک قطار مین ہوکر اُس مین داخل ہو سکتی تہی۔ اور شہر کو عام حملہ کرکے فتح کر لینے کا اب موقعہ تہا۔ بلکہ اگر مصطفے وہی طریقہ اختیار کرتا جو مراد چہارم نے فتح بغداد مین کیا تہا یعنے فصیل شہر مین ۴ ستمبر کو شگاف ہو جانے پر کل فوج کو حملہ کا حکم دیکر ہر روز اوسے جاری رکہتا تو شہر یقیناً دو چار روز مین فتح ہوجاتا۔ مگر اوس نمک حرام غدار نے طمع سے فوج کو آگے نہ بڑہنے دیا۔ وہ چاہتا تہا کہ محصورین تنگ ہو مایوس ہوکر خود ہی شہر اوسکے حوالہ کر دین۔ تاکہ وہ وہان کی کل دولت حشمت پر قابض ہوجائے۔ کیونکہ اگر سپاہی حملہ کرکے شہر کو فتح کرتے تو غنیمت انکا حق ہوتا۔ بیت المال (یعنے وزیر) کو صرف پانچوان حصہ ملتا۔ ۱۰ ستمبر کو محصورین کی حالت ایسی مخدوش ہو گئی تہی کہ کونٹ سٹہرنبرگ نے مدد کیلئے قاصد پر قاصد ڈیوک لورین کو بہیجنے شروع کر دیئے۔ اوسکے سب خطوط کا مضمون یہی تہا۔ "صاحب من۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو" مگر مصطفے نے محصورین کے کامل نظاطی حتی کہ ۱۰ ستمبر کے شگاف سے بہی

فایدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کی۔ ترکی فوج وزیر کی نالیاقتی خودغرضی اور سہل انگاری سے تنگ آ کر چلا اُٹھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ محصورین کی کمک کے لئے فوج چلی آ رہی ہے۔ مگر وزیر اپنی بیوقوفی سے فتح کا ایسا کامل یقین رکھتا ہے کہ دشمن فوج کو روکنے کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی بے انتہا فوج میں سے صرف چند دستے دریائے ڈینوب پر بھیج دیتا تو جان سوبی اسکی کمکی فوج لیکر اوسپر سے کبھی عبور نہ کر سکتا۔

سوبی اسکی اگست سے پہلے وطن سے روانہ نہ ہو سکا تھا اور اس قدر توقف کے باوجود ۲۰ ہزار سے زیادہ فوج ہمراہ نہ لا سکا مگر راستہ میں اُسے ڈیوک لورین اور فرمانروایان بویریا وسکسنی و دیگر جرمن شہزادگان تقریباً ۵۰ ہزار تازہ دم فوج لیکر مل گئے۔ اور سوبی اسکی ستر ہزار فوج سے وائینا کے اوپر بمقام ٹلن سے ڈینوب کو عبور کر آیا۔ یہاں سے وہ کلمبرک پہاڑیوں کے عقب کیطرف جو وائینا سے شمال مغرب میں ہیں ہو گیا تاکہ ترکوں کے پیچھے سے آ لے۔ وزیر نے سوبی اسکی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور نہ اس دشوار گذار ملک میں سے جسمیں سے اوسے لازمی طور پر گذرنا پڑتا تھا اوسکی پیش قدمی کو روکنے کا کوئی بندوبست کیا۔ اور وہ ۱۱ ستمبر کو کوہ کلمبرگ کی چوٹی پر پہونچ گیا۔ اُسکی حالات قلمبند کرنے والا مورخ سمی کویر لکھتا ہے کہ "اس پہاڑی کی چوٹی سے عیسائیوں کو انسانی طاقت کی عظمت کا نہایت ہی خوبصورت اور ساتھ ہی نہایت ہی مہیب منظر دکھائی دیا۔ ڈینوب کے تمام جزیرے اور وائینا کا متصل وسیع میدان خیموں اور شامیانوں سے ڈھپا ہوا تھا جنکی عالی شانی اور زرق برق کو دیکھ کر یہہ گمان ہوتا تھا کہ یہ تفریح کنندگان کی فرودگاہ ہے نہ کہ نبرد آزماؤں کی۔ بے تعداد گھوڑے۔ اونٹ اور بیل تاتاریوں کے دل بادل اور کلہم تقریباً بیس لاکہہ انسان پہاڑ کے دامن میں اِدہر اُدہر چل پھر رہے تھے۔ محاصرین کی گولہ باری مسلسل اور نہایت سخت تھی۔ اور محصورین بھی تا بمقدور جواب دے رہے تھے۔ الغرض وائینا کا خوبصورت شہر صرف میناروں کی چوٹیوں اور آگ و دہوئیں سے پہچانا جاتا تھا۔"

سوبی اسکی ترکی کمپوں کے بظاہر مہیب منظر سے ناواقف نہ تھا۔ مگر اوسکی عقابی نظر نے کمپ کی ترتیب کو دیکھتے ہی فوراً تاڑ لیا تھا کہ وزیر نالائق محض ہے۔ جس نے اپنے کمپ کو اچانک اور مہلک حملہ سے بچانیکے لئے خندقیں وغیرہ تیار کرنے سے مطلقاً کوئی انتظام نہیں کر رکھا تھا۔ اوسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ "یہ شخص بہت بُری طرح سے مقیم ہے۔ وہ فن حرب میں ذرہ درک نہیں رکھتا۔ ہم اوسے یقیناً شکست دینگے" چنانچہ حملہ سے پہلی رات اپنی پیاری ملکہ کو جو اوسنے خط لکہا اوسکے چند الفاظ یہ تھے "یہ بآسانی سمجھہ میں آ سکتا ہے کہ جس جرنیل نے اپنی فوج کی محافظت کیلئے کوئی خندقیں و مورچے بنانا نہیں سیکھا اپنی فوج کو مجتمع کرنے کی پرواہ کی ہے

بلکہ اس طرح سے خیمہ زن ہو کہ گویا مین ابہی سو میل کے فاصلہ پر ہون۔ اوسکی قسمت مین شکست مقدر ہو چکی ہے"۔

سوبی اسکی نے دوسرے دن (۱۲ ستمبر کو) حملہ کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے سے پہلے کلبرگ کے گرجہ مین تائید ربانی کی استدعا کے واسطے نماز ادا کی پیش امام پادری مارکو واڈیانو بنا جو قیصر کا خاص پادری تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر شاہ پولنڈ نے اس واقعہ کی یادگار مین اپنے بیٹے جیمز کو نائیٹ کا مرتبہ دیا۔ اور پہر اپنی فوج کے افسرون کو مخاطب کر کے باواز بلند دل بڑہانے والی تقریر کی۔ اونکو خوزیم کی فتح یاد دلائی گئی اور کہا گیا کہ یہہ نہ سمجہنا کہ تم وائینا کو بچانیکے لئے لڑ رہے ہو۔ بلکہ خود اپنے دار الخلافہ وارسا و کراکو اور کل عیسائی دنیا کو کافرون سے محفوظ رکہنے کے لئے۔ تم اپنے دنیاوی بادشاہ کے لئے نہین بلکہ احکم الحاکمین کی راہ مین تلوار مار رہے ہو۔ اب بہادری دکہانیکا وقت پہونچگیا ہے۔ تقریر کے ختم ہونے پر اس امر کے نشان مین کہ پیش قدمی شروع کیجاوے پانچ توپون کی شلک کی گئی۔ سوبی اسکی نے عیسوی فوج کی یمین کی ڈیوک آف لورین نے یسار کی اور شاہ بویریا نے قلب کی کمان لی۔ ہونہار اونیس سالہ شہزادہ یوجین لورین کے ماتحت تہا۔ پہاڑی سے اترتے وقت جس زمین سے سوبی اسکی نے گذرنا تہا وہ نالون اور مغاکون کی وجہ سے بہت ہی ناہموار تہی۔ اور فوج کے گذرنے کیلئے ایسی مشکل اور دشوار تہی کہ اگر وزیر اپنی فوج کے کچہہ حصہ کو لیاقت سلیقہ کے ساتہہ مختلف ناکون اور ضروری موقعون پر مامور کر دیتا تو وہ بہت عرصہ تک پولون کو آگے بڑہنے سے روک سکتا تہا۔ کیونکہ یہہ امر ایک اوسکی حق مین تہا کہ سوبی اسکی جلدی کی وجہ سے صرف ہلکی توپین ساتہہ لا سکا تہا۔ مگر وزیر نے اس موقعہ پر بہی بدستور سابق مکروہی اور سرمستی ظاہر کی۔ اوسے پہلے تو یہی یقین نہ آیا کہ غنیم کلبرگ پر پہونچگیا ہے۔ اور جب آخر اس امر کا اوسے اپنی آنکہون سے دیکہنے پر یقین ہوا۔ اور جان گیا کہ عیسائی حملہ ہوا چاہتا ہے تو اوسنے اون درون پر قابض ہو جانے کا حکم دینے مین جنمین سے ہوکر پولون کو پہاڑی پر سے میدان مین اترنا تہا بہت دیر لگا دی۔ جس سے حملہ آورون کو بہت آگے بڑہ آنے کا موقعہ ملگیا۔ آخر مصطفے وائینا کے مقابل ینگچری فوج کا حصہ کثیر خندقون اور مورچون مین چہوڑ کر اور تیس ہزار عیسائی قیدیون کو جن مین سے زیادہ تر عورتین تہین قتل کرا کر باقیماندہ فوج کو لیکر پہاڑیون کیطرف جنسے عیسائی اتر رہے تہے بڑہا۔ عیسائیون کی فوج یسار نے سخت مقابلہ کے بعد موضع نسڈورف کو فتح کر لیا۔ اور دوپہر کے وقت سوبی اسکی نے میدان مین داخل ہو کر پولش فوج سواران کے ساتہہ ترکی سوارون کے مختلف دستون اور عثمانیہ فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ ترک اون اون موقعون پر جہان

انہون نے ترکون کے کچہہ حصے مورچہ بند کر لئے تہے۔ اب تک حملہ آورون کا مردانہ مقابلہ کرتے رہے تہے مگر جب سوبی اسکی بجلی کیطرح قلب لشکر مین وہس آیا تو سلیم غوری اوسے پہچانتے چلا اُٹہا "شاہ پولنڈ بسیج ہمارے سر پر آپہونچا ہے" یہ کہکر اوسنے گھوڑے کو ہمیز لگا راہ فرار اختیار کی۔ اور اوسے دیکہکر دوسری فوج کا بہی حوصلہ پست ہو گیا۔ اور وہ میدان چہوڑ کر بہاگ گئی۔ الغرض عیسائیون کی فوج یمین کے ایک ہی حملہ مین شام کے سات بجے تک میدان صاف ہو گیا اور ویانا کی خلاصی ہو گئی۔ دس ہزار سے زیادہ ترک اس معرکہ مین کام آئے۔ مگر یہ ابہی اصل فتح کی تمہید تہی† ہزارہا ترکی خیام ابہی سامنے کے میدان مین حد نظر تک پہیلے ہوئے تہے۔ اور ترکی باتریان شہر پر ابہی برابر گولہ باری کر رہی تہین فاتح سپہ سالار نے پہلی فتح کے بعد تمام افسرون کو اس مشورہ کے لئے طلب کیا کہ سپاہیون کو آرام دینے کے لئے آیا لڑائی کو صبح آیندہ پر ملتوی کر دیا جائے یا وہ جاری رکہی جائے۔ کہ اتنے مین ایک قاصد خبر لایا کہ ترک کمپ چہوڑ کر سراسیمہ وار بہاگے چلے جا رہے ہین۔ اسپر فی الفور آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا اور یہہ خبر درست پائی گئی۔ البتہ وہ ینگچری جن کو مصطفی نے شہر کے مقابل چہوڑا تہا ثابت قدم رہے۔ اوپر اب ایک طرف سے سوبی اسکی نے اور دوسری طرف سے محصورین نے حملہ آور ہو کر سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اور کل کمپ مع سامان حرب و ضرب فاتحین کے ہاتہ آیا۔ ✣

ایک عیسائی مؤرخ اس لڑائی کے متعلق عجیب روایت لکہتا ہے کہ پہلی لڑائی کے بعد جب سوبی اسکی اپنے افسرون سے مندرجہ بالا مشورہ لے رہا تہا تو وہ قرہ مصطفی کو اپنے خیمہ مین بڑے استغنا سے بیٹہا ہوا چاء پیتا دیکہکر بگڑ گیا۔ اوسنے خیال کیا کہ وزیر مجہے چڑا رہا ہے۔ اس سے غصہ مین آکر اوسنے اوسیوقت کمپ پر حملہ کر دیا اور کل فوج کو بہگا دیا۔ مگر تحقیق یہی ہے کہ دوسرے حملہ مین لڑائی تک نوبت نہ پہونچنے پائی۔ ترک پہلی شکست ہی سے حوصلہ ہار گئے تہے۔ اور اوسی بدحواسی مین خود بخود کمپ کو چہوڑ گئے۔ فاتحین کو تین سو وزنی توپین پچیس ہزار خیمے بیشمار مع سامان اسلحہ۔ کل جنگی خزانہ جسمین ۲۰ لاکہ فلورن نقد تہے۔ صرف وزیر کے شامیانے سے چار لاکہ فلورن نقد نو ہزار بارود کی گاڑیان۔ ایک لاکہ بیل۔ بارہ تیرہ ہزار من بارود۔ اور کل نقدی ڈیڑہ کرور فلورن دستیاب ہوئی۔ مفرورین بہاگتے وقت اپنے اسلحہ اور جہنڈون کو بہی پہینک گئے۔ مصطفے

✣ کریسی صاحب نے اس لڑائی کا حال بہت ہی مجمل لکہا ہے اور وہ اس پہلی شکست کو قطعی شکست سمجہتے ہین حالانکہ یہہ کسی قدر درست نہین جیسا کہ ناظرین کو مندرجہ ذیل تحریر سے معلوم ہو جائے گا۔ مؤلف ۱۲ ✣

صرف علم محمدی کو بچا کر لے گیا۔ شاہ پولنڈ کو غنیمت میں سے چار لاکھہ فلورن ملے۔ فتح کے بعد اوس نے
اپنی انیس و محرم ملکہ میری اٹ کو بڑی خوشی سے کل حالات تحریر کرکے غنیمت کی مقدار عظیم پر بڑا فخر
ظاہر کیا۔ دوسرے دن جان سوبی اسکی نے بکرّ و فر شاہانہ شہر میں داخل ہوکر نماز شکرانہ ادا کی۔ سر کونٹ
سٹہرنبرگ نے وزیر کے عالیشان خیمہ میں شاہ سے ملاقات کی اور اوس سے شہر کا نجات دہندہ کہکر مخاطب
کیا۔ اس شکست سے نہ فقط مصطفے کے تمام ہوائی سلسلے جو بقول مورخ کانتی مردہ جرمن و پولنڈ و آسٹریا کو
فتح کرکے وہاں اپنی شہنشاہی قایم کرنے اور ابراہیم پاشا حاکم بودا کا جسے فوج پر بہت اقتدار حاصل تہا موتہ بند
کرنیکے لئے ہنگریا کا بادشاہ بنا دینے کے متعلق اپنے دماغ میں تیار کر رہا تہا خاک میں مل گئے۔ بلکہ کل
یورپ میں گہر گہر گہی کے چراغ جلائے گئے اور کل عیسائیوں کو یقین ہوگیا کہ سلطنت عثمانیہ اب چند دنوں
کی مہمان ہے۔ قیصر لیوپولڈ ۱۶ ستمبر کو وائینا میں داخل ہوا۔ مگر بہادر کمانڈروں کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے
وہ اوس و دربار آسٹریا کے آداب و قواعد کے مطابق کمال سرد مہری اور بڑی بے اعتنائی سے پیش آیا۔ تاہم
شاہ پولنڈ خدمت گذاری پر ثابت قدم رہکر مغرور ترکوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ وزیر نے خود پرستی کے نشہ سے
بیدار ہوکر ترکی کا راستہ لیا اور آپ جاکر اپنی بقیۃ السیف فوج کو درست کیا۔ وہاں سے اوسنے بودا کا رخ کیا
اور راستہ میں صوبہ سٹیریا کے قصبہ للن فلڈ پر حملہ کیا اور جب اُسے فتح نہ کرسکا تو اوسکا غصہ جنوبی سٹیریا
کے علاقہ کو برباد کرکے نکالا۔ دریائے ڈنیوب کو اوسنے بمقام پارکن کشتیوں کا پل بناکر عبور کیا۔ سوبی اسکی بہی برابر
تعاقب کئے چلا آرہا تہا۔ اس مقام پر فریقین میں سخت لڑائی ہوئی جس میں گو ترکوں کے آٹھ ہزار آدمی ہلاک و غرق
ہوئے۔ مگر شاہ پولنڈ کو بہی جو اب ترکوں کو بالکل بے حقیقت سمجہنے لگ گیا تہا ایسا سبق ملا کہ آیندہ کے لئے
اوسے ترکوں کو پہر ذلیل سمجہنے کی جرات نہ رہی۔ اور اوسنے حزم و احتیاط سے کام لینا شروع کردیا۔ پارکن
کے بعد سوبی اسکی نے مشہور قصبہ گران کا محاصرہ کیا۔ اور وہاں کی فوج نے قلعہ مذکور کا خود بخود قبضہ دیدیا۔ وزیر
نے اون تمام افسروں کو جنہوں نے معاہدہ حوالگی قلعہ پر دستخط کئے تہے قتل کرا دیا۔ اور اپنی نکبتوں کا الزام
ماتحت جرنیلوں پر تہوپ کر اونہیں اور نیز الزام دینے والوں کو قتل کرا دینے کا ارادہ کر لیا۔ فوج اس
سراسیمگی اور بے ترتیبی سے پیچہے ہٹ رہی تہی کہ گویا وہ اپنے سایہ سے بہی کانپ رہی ہے۔ ترکوں کی
بے رعبی کا یہ عالم ہو رہا تہا کہ قرہ مصطفے نے جب ایک یہودی قاصد کے ہمراہ حفاظت کے لئے چند سوار
بلگریڈ کو بہیجنے چاہے تو اُس نے جواب دیا "مجہے پہرہ کی کچہہ ضرورت نہیں میں ٹوپی کو جرمنوں کی طرح پہن

لو لنگا۔ اور کوئی ترک مجہہ چہونیکی جرأت نہ کریگا۔" +
شکست وائینا کی خبر جب قسطنطنیہ پہونچی تو وزیر کے مخالفون کو اوسکے برخلاف سازش کرنیکا موقعہ ملگیا اور خواہان صلح جماعت کی چڑہ بچگئی مصطفے بلگریڈ پہونچکر اپنے ماتحتون کو قتل کرانے کی فکر مین تہا کہ سلطان محمد نے شکستون سے برافروختہ ہوکر اپنے گرینڈ چیمبرلین کو وزیر کا سر قلم کرانیکا حکم دیکر بلگریڈ روانہ کردیا اور منحوس سنہ ۱۶۸۳ء کے ختم ہونے سے پہلے چیمبرلین نے حکم کی تعمیل کرکے وزیر کا سر نقرئی قاب مین سلطان کے سامنے پیش کردیا۔ +

مقتول وزیر کی جگہ قائم مقام ابراہیم پاشا مقرر کیا گیا جس نے اس عہدہ کو ایسے خطرہ کے وقت جبکہ کل یورپ ترکون کا دشمن ہورہا تہا بڑے زور سے منظور کیا۔ اور گو اوسنے میگزینون کو پہر معمور اور تازہ فوج تیار کرنے مین بڑی سرگرمی سے کوشش کی۔ مگر مخالفین کے سلسلہ فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہوسکی۔ وائینا کے محاصرہ ثانی سے کل عیسائی طاقتون کو اپنی اپنی جگہہ ترکون سے خطرہ پیدا ہوگیا تہا۔ اور لیوپولڈ نے اس مشترکہ اندیشہ سے اون سب کو "اتحاد مقدس" مین شامل کرکے ترکون کے برخلاف متفق کردینیکا فایدہ اٹہایا۔ پولنڈ پہلے ہی تہا اب وینس اور روس بہی اس غرض کے لئے آسٹریا کے ساتہہ شامل ہوگئے اور انہون نے ٹرکی کے برخلاف جنگ کا اعلان کردیا لیوپولڈ نے روسیون کو خود ہتہیار بہیجکر بحیرہ اسود کے راستہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی پٹی پڑہائی۔ اور کہلا بہیجا کہ یونان اور ایشیا تمہارے منتظر بیٹہے ہین بابعالی کو اس وقت بالکل یکہ وتنہا تہا۔ فرانسیسیون سے کچہہ امید ہوسکتی تہی۔ مگر بحری قزاقون کی طفیل پہر اون سے کہٹ پٹ ہوگئی ہوئی تہی۔ +

سنیٹ ونسنٹ کی بحری جنگ۔ نائیٹان مالٹا ریاست ہا ہائے اٹلی سے اتحاد ہوجانے سے بر صقلیہ لنگوسٹا ویلرمو کے قریب ڈچ بیڑہ پر فتوحات پانے اور بالخصوص بابعالی سے مجدداً امتیازات حاصل ہونیکے وقت سے بحیرہ روم پر فرانسیسی اقتدار غالب آگیا تہا۔ مگر ایک خلش (بحری قزاقی) بدستور باقی تہی۔ بربری قزاقون نے سنہ ۱۶۷۲ء کی لڑائی سے فایدہ اٹہا کر معاہدون کی پہر خلاف ورزی شروع کردی۔ سلطان نے اونکو بہتیرا سمجہایا کہ ٹرکی کے دوست فرانس کے جہازون کی حرمت کرو۔ لوئی نے بیفایدہ اونکو بالکل برباد کردینےکی دہمکیان دیں وہ اپنی کرتوتون سے باز نہ آئے۔ بلکہ پراونس کے ساحل پر سے بہی فرنچون کو اٹہا لیجاتے۔ اسپر اونکی کامل تباہی کا فیصلہ کرکے فرانسیسی بیڑون کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ امیر فرانسیسی امیر البحر کی ایک کارروائی

لہ جزایر غرب الہند کا ایک جزیرہ جو انگریزون کے ماتحت ہے۔

سے ٹرکی اور فرانس مین پہر بگاڑ کا احتمال ہوگیا۔ اوسے طرابلس والون کے آٹھ جہازون کا تعاقب کرتے
ہوئے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ ساموس کے بندرگاہ مین پناہ گزین ہوئے ہین۔ اونپر حملہ کرنیکے لیئے وہ سنہ ۱۸۱۶ء مین بندر
مذکور مین داخل ہوگیا۔ ترکی کمانڈر نے اوسے سلطانی علاقہ کی حدت کو نیکا حکم دیا۔ اور جب اوسنے انکار کیا تو فرانسیسی
جہازون پر گولہ باری کی۔ امیر البحر نے اسپر گولہ باری کرکے قلعہ کو منہدم کردیا۔ اور خود شہر کا بھی کچھہ آور دو مسجدین
گولیون سے گرگئین جب نوبت یہانتک پہونچ گئی تو خود باشندگان شہر نے اوس سے گولہ باری بند کرنیکی
التجا کی۔ اور کہا کہ اس معاملہ پر سلطان سے استصواب کرلو۔ امیر البحر نے اونکی درخواست قبول کرلی سلطان نے
قپودان پاشا کو مہم گیلی دیکر موقعہ پر بہیجدیا۔ فرنچ امیر البحر نے اوسے کہا کہ اگر تم قزاقون کو فرانس کی متابعت قبول
کرنے معاہدات کی تعمیل کرنے اور فرانسیسی اسیرون کے واپس کردینے پر مجبور نہ کروگے تو مین اونکی آٹھون
جہازون کو قصبہ ساموس اور عثمانیہ بیڑہ سمیت جلادونگا۔ قپودان پاشا نے اس معاملہ کو صلح و آشتی سے طے کرنا
چاہا۔ مگر سلطان مساجد کے انہدام سے نہائت برافروختہ ہورہا تہا۔ اس نے صاف کہدیا کہ اگر فرانس نے
اسکی تلافی نہ کی تو مین اسکا عوض لیکر چہوڑونگا۔ فرنچ سفیر اسوقت مارکویس گلرگس تہا جو سنہ ۱۸۶۸ء مین نوئیل
کے بعد مقرر ہوا تہا۔ اور تاریخ تقرر سے اوس وقت تک وزیر سے سفرا کے طریقہ تعظیم پر جہگڑ رہا تہا۔ وزیر اعظم
نے اوسے بلاکر کہا کہ تمہاری اور کل فرنگیون کی جان صرف اسی طرح بچ سکتی ہے کہ مساجد کے ہرجانہ مین کثیر رقم
ادا کرو۔ سفیر نے جواب دیا کہ سلطان منصف مزاج بادشاہ ہے اور میرا آقا زبردست فرمانروا ہے۔ اسلیئے مجھے
اپنی اور اپنے ساتھیون کی سلامتی کا کوئی اندیشہ نہین مین ایسی دستاویز پر کبہی دستخط نہین کرسکتا جس مین میرے
آقا کی طرف سے معذرت اور نقد ہرجانہ کی ادائیگی کا اقرار ہو۔ اسپر وزیر نے اوسے یدی قلہ مین قید کرنے کی دہمکی دی تو اوسنے
جواب دیا کہ اگر مین ایک دفعہ وہان داخل ہوگیا تو جبتک میرا بادشاہ خود آکر دروازہ نہ کہولے مین باہر نہین نکلونگا
اس دہمکی سے ڈر کر وزیر نے اوسے اپنے ہی ایک کمرہ مین نظربند کردیا۔ مگر تہوڑا ہی عرصہ بعد فرنچ امیر البحر
دس جنگی جہاز لیکر ڈارڈنیلز پر پہونچگیا۔ اور بابعالی کو اطلاع دی کہ اگر سفیر کو کچہہ ایذا پہونچائی گئی یا مسئلہ تنظیم کا
تصفیہ فرانس کے حسب مراد نہ کیا گیا تو مین جبرًا داخل ہوکر سفیر کو قسطنطنیہ سے لیجاؤنگا۔ یہہ پیغام ملنے پر وزیر
نے گلرگس کو صلاح دی کہ وہ محض اپنی طرف سے سلطان کو نذرانہ دیکر متنازعہ مساجد کا تصفیہ کردے۔ اوسنے
اسکو قبول کرلیا۔ کیونکہ گورنمنٹ فرانس نے جسے ان معاملات کی خبر نہ تہی امیر البحر کو فورًا بحیرہ مجمع الجزائر
سے دوسری جگہہ جانے کا حکم بہیجدیا تہا۔ کئی مہینون تک نذرانہ کی مالیت پر جہگڑا ہوتا رہا۔

آخر اوسنے پندرہ ہزار لیور[1] مالیت کی جواہرات و دیگر سامان سائٹ کے معاملہ کا ذکر درمیان لانے کے بغیر محض اپنی ملت فتنہ کرکے پیش کئے اور اسکے معاوضہ مین مسئلہ تعظیم کا تصفیہ حسب خواہش کرالیا۔ اور فرنچ تجار اور پادریون کے متعلق بہی اپنے مطالبات کے مطابق فرمان حاصل کر لئے۔ بابعالی نے اس حقیری تلافی کو خوب لون مرچ لگا کر مشتہر کیا۔ سرکاری اعلان کے الفاظ یہہ تہے "یہ ایک نہایت شاندار کارروائی ہوئی ہے جسکا ذکر لوگ کمال انبساط سے کرتے ہین۔ اسکی خبرین ایران۔ آرمینیا اور ہند مین مشتہر ہوگئی ہین۔ اور ہمارے دوستون۔ باجگزارون۔ اور کل مسیحی طاقتون کو اسکے متعلق اطلاع دی گئی ہے دیگر سفرا نے جیسی اس دفعہ فرنچ سفیر کی مخالفت کی ہے پہلے کبہی نہین کی تہی۔ وینس۔ ہالنڈ اور کل دیگر یورپین ریاستون نے سلطان المعظم کو فرانس کے مخالف بنانے مین بڑی کوشش کی۔ مگر دانا و مدبر وزیر نے سفیر کے تلافی کر دینے کو کافی تصور کیا ہے" +

فرنچ امیر البحر ادمائل جیریا کی سرکوبی کے لئے فرانس کو واپس بلایا گیا تہا۔ وہ سولہ جنگی جہاز۔ پندرہ گیلی اور پانچ بمب کے گولے چلانے والے جہاز لیکر الجیریز پہونچا۔ اور کئی دن تک اوسپر گولہ باری کرتا رہا۔ مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے واپس چلا آیا۔ دوسرے برس وہ پہر حملہ آور ہوا۔ اور کامل دو ماہ گولہ باری کرکے شہر کو تقریباً منہدم کردیا۔ باشندگان شہر نے گہبرا کر صلح کی التجا کی۔ فرنچ امیر البحر ڈوکسنی نے یہ شرائط پیش کین۔ وہ کل عیسائی قیدیون اور اون توپون کو جو فرنچ جیری مین چہوڑ گئے تہے واپس کردین۔ اور بارہ لاکہ پیاسٹر بطور تاوان جنگ ادا کرین۔ اسپر معززین شہر کی نیابت پیرس کے مضافاتی قصبہ ورسیلز جاکر جو شاہان فرانس کا مسکن تہا ۴ اپریل سنہ ۱۶۸۴ع کو لوئی چہاردہم کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور معافی مانگ کر آیندہ کے لئے تمام معاہدون اور امتیازات کی جو فرانس اور ٹرکی مین ہوچکے تہے تعمیل کرنے کی حلف اوٹہائی اور ڈوکسنی الجیریا سے طرابلس کو روانہ ہوگیا جسپر سنہ ۱۶۸۵ع مین اوسنے پانچ ہزار گولے برسائے۔ ٹیونس نے ہمسایون کے حال سے عبرت حاصل کرکے پہلے ہی صلح کی درخواست کردی اور اوسکی ایمانداری سے نگہداشت کی۔ اس اثنا مین ایک دوسرے فرانسیسی بیڑہ نے مراکو کے تمام بنادر کی ناکہ بندی کرکے اوسکے بیڑہ کو ایسا نقصان پہونچایا کہ سلطان مراکو نے تجارتی و دوستانہ معاہدہ کرنے کے لئے لوئی کے پاس سفارت بہیجکر اپنی خلاصی کرائی۔ شمالی افریقہ سے فارغ ہوکر فرانس اون اتحادیون کی طرف متوجہ ہوا جنہین سب سے بڑہ کر اٹالی

[1] فرانس کا پرانا سکہ جو ۱۸½ سینٹ یعنی تقریباً ایک شلنگ کے برابر ہوتا تہا۔ مؤلف ۱۲

جنوا تھے - وہ قزاقون کے پاس جہاز مکمل کرکے بیچا کرتے تھے - فرانسیسی بیڑون نے جنوا کو گولہ باری سے برباد کرکے بحیرہ روم مین فرانسیسی اقتدار کو بخوبی قایم کر دیا -

کفار کی فتوحات اور سلطان محمد کی معزولی -

الغرض ٹرکی کے اپنے واحد دوست فرانس سے بھی ایسی عمدہ صفائی نہ تھی کہ آسٹریا و پولنڈ کے علاوہ روس اور وینس نے بھی اعلان جنگ کر دیا - عیسائی طاقتون کا یہ "مقدس اتحاد" یا "مقدس جنگ" پوپ کے زیر حمایت سنہ ۱۶۹۹ع تک جاری رہا - اور اس مین ریاست وینس نے ایسی جوانمردی دکھائی جسکی اوس سے مطلقاً امید نہ تھی - اوسنے کئی ہزار جرمن فوج مین بھرتی کرکے موروسینی اور ایک سویڈش افسر کونٹ کوس مارک کو فوج کا افسر مقرر کیا - چوطرفہ نرغہ مین مبتلا ہو جانے پر باب عالی نے فرانس سے گھٹنے کی کوشش کی - فرانسیسی سفیر کی بڑی خاطرین ہونے لگین اور تجارت - مقامات متبرک اور شولن کے متعلق اوسکی جتنی فرمائشین تھین اون سب کو پورا کیا گیا - مگر وضعداری ایسے بادشاہ سے جس نے حال ہی مین الجیرز اور طرابلس پر گولہ باری کی تھی - کھلم کھلا اتحاد کی درخواست کرنے سے مانع تھی - اسلئے باب عالی نے صرف اُسے بیچ بچاؤ کرا دینے کے لئے کہنے پر کفایت کی - دوسری طرف لوی کو بھی یہ امید تھی کہ لیوپولڈ ترکی و آشتی سے راٹسبان کے عارضی معاہدہ کو دیرپا عہدنامہ بنا دے گا - اور اسلئے وہ ترکون کی علانیہ امداد کرنے کی جرأت نہین کر سکتا تھا کہ لیوپولڈ تھہرے سے نا کہر جائے - اس لئے اوسنے صرف پولوں کو مخالفت سے باز آجانے اور اہالی ہنگری کو بغاوت پر قایم رہنے کی نصیحت کرنے پر کفایت کی - ان غلط چالون کا پہلے تو یہہ نتیجہ ہوا کہ ترکون پر سے چوطرفہ حملے ہو گئے اور اونکو جا بجا شکستین اٹھانی پڑین - اور پھر لوئی کو بھی مندرجہ بالا توقع سے مایوسی ہو جانے پر آخر کار خود ہتھیار اُٹھانے پڑے - مگر اُس وقت جبکہ اوسکے رفیق نے متواتر زکین اٹھانے کے بعد آسٹریا سے صلح کی التجا کر دی تھی -

مقدس اتحاد کے ہوتے ہی ڈیوک لورین نے ہنگری پر - وینس نے موریا اور ڈلمیشیا پر اور پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ کر دیا - اور باب عالی کو اس تہرے حملے کو روکنے کے لئے تین علیحدہ علیحدہ فوجین جنہین بعد المشرقین تھا میدان جنگ مین بھیجنی پڑین - ڈیوک نے ہنگری کے قصبہ وسی گراد کو لیکر چند دن کے بعد جانگداز معرکہ سے ویزن کو فتح کر لیا - اور تھوڑا عرصہ بعد پستھ کی فوج نے حملہ آورون کے سامنے ہتھیار رکھدیئے - مقام سینٹ اینڈری کے قریب ترکون کو دوبارہ شکست ملی اور وہ بودا کو ہٹ گئے - جہان ابراہیم پاشا نے آسٹریون کا بہادرانہ مقابلہ کرکے اونکی پیشقدمی

مین رکاوٹ پیدا کردی۔ اور آخر محاصرین کو بے نیل مرام محاصرے سے ہاتہہ اُٹہانا پڑا۔ ترکی مصنفون نے رسول مقبول (صلے الله علیہ وآلہ وسلم) کی تائید غیبی کو اپنی مخلصی کا باعث قرار دیا کیونکہ انہون نے بزعم خود دو دفعہ حضرت سرور کائنات (صلعم) کو شہر کی فصیلون پر نماز فجر کے وقت ٹہلتے ہوئے دیکہا تہا۔ ایک طرف ابہی بودا کا محاصرہ قایم تہا کہ ڈیوک لورین نے سرعسکر سلیمان پاشا کو سخت شکست دی۔ اور اُسی کے قریب جرنیلان ٹراٹ منس ڈورف اور لسلی فاتحان گورزان بوسینیا و کروسکا نے صوبہ کروشیا مین ویرووزا اور کئی دیگر قلعجات ترکون سے فتح کر لئے۔ یہ کل واقعات سنہ ۱۶۸۳ء مین ہی گذرے۔

دوسرے برس ترکون نے ویزان کو پہر فتح کر لیا۔ لیکن رآب اور وسی گراد کو نہ لے سکے۔ رومیلیا کا بیگلربیگ اسمٰعیل پاشا اس سال کی مہم کا سرعسکر تہا۔ اوسکی استروی جرنیل ہاسلر کے سامنے کوئی پیش نہ گئی اور اُسے پیچہے ہٹ آنا پڑا۔ سنہ ۱۶۸۵ء مین ڈیوک آف لورین نے پہلے قلعہ گران کے گرد سے ترکون کا محاصرہ اُٹہا کر ہنگری کے مشہور و مضبوط مقام نوحسل کو حملہ کرکے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ دوسری طرف کونٹ ہربرسٹین نے علاقجات لکا۔ کاربیوی۔ اور وادی اُڈونیا کو تاخت و تاراج کیا اور جنرل لسلی نے اسِک کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ آخر کار اسی سال کے محاربہ مین ترکون کو مقامات ویزان اور نووی گراد چہوڑ کر پیچہے ہٹ آنا پڑا۔ اور تکلی بہی جنرل شولز سے شکست کہاتا ہوا پیچہے ہٹ آیا جسپر وزیر اعظم اُس سے خفا ہوکر اوسے یدی قلہ مین قید کئے جانے کے لئے قسطنطنیہ بہجوا دیا۔ ✦

آسٹریا کی طرح وینس کی حقیر و کمزور جمہوری ریاست کو بہی اپنے قابل جرنیلون کی طفیل ڈلمیشیا اور موریا وغیرہ مین کچہہ کم کامیابی نہ ہوئی۔ ریاست مذکورہ کے ایک کمانڈر کو مقام سائیش[1] کے محاصرہ سے دست بردار ہونا پڑا لیکن تاہم ڈلمیشیا۔ البانیا۔ اور موریا کے کوہستانون کے عیسائی باغی ہوکر وینشنون کے ساتہہ ملگئے اور انہون نے اپنے علاقون کے ترکی گورنرون کے سر کاٹ کر وینس کو بہجدیئے۔ اور جزیرہ سنٹا مورا اور پریویسا عیسائیون کے قبضہ مین آگئے۔ سنہ ۱۶۸۶ء مین اوسی موروسینی نے جسکی وزیر احمد نے کینڈیا مین جان بخشی کی تہی موریا کے مشہور قصبہ کرون کا محاصرہ کیا اور جو فوج اوسکی کمک کے لئے آئی تہی اوسے پسپا کرکے مقام مذکور کو فتح کر لیا وہان کی غنیمت سے اوس نے ایک علم اور دو ہم وار جہنڈے سینٹ کو بہیجے جو بطور نشان فتح وینس کے بڑے گرجہ مین لٹکائے گئے۔ اسکے بعد اوس نے صوبہ مذکور کے عیسائی باغیون کی امداد سے زرناٹا۔ کالاماٹا۔ اور دیگر قلعون

---

[1] یہ شہر صوبہ ڈلمیشیا کے شمالی حصہ مین واقع ہے۔ صوبہ مذکور بحیرہ ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر واقع اور اب آسٹریا کے ماتحت ہے۔ مولف

کو فتح کرکے موریا سے براہ سمندر روانہ ہوکر البانیا پر حملہ کیا۔ موسکر برس جرنیل کونگر مارک بہی موروسنی کو آملا۔ اور ان دونون نے قصبات نوارینو۔ موودون۔ ناپولی دی رومینیا۔ آرکیڈیا۔ پطراس۔ لیپانٹو۔ کارنتہہ مسیطرا۔ اتہینز وغیرہ کو فتح کرکے یونان کے حصہ کثیر پر تصرف کرلیا۔ اتہینز کے بندرگاہ پائیرسکس یعنی دروازہ برجو دو شیر ببر سنگ مرمر کے نصب تہے وہ وہان سے اکہیڑکر وینس کو بہیجدیئے گئے۔ اور وہان اسلحہ خانہ کے دروازہ پر کہڑے کردیئے گئے۔ اور اس فتح کے صلہ مین موروسنی کا مجسمہ بہی دارالوکلا کے ایوان مین رکہا گیا اور اوسپر یہ عبارت کندہ کی گئی ”سینٹ کیطرف سے موروسنی کی خدمات کے اعتراف مین۔ اس مجسمہ کو سنہ ۱۶۸۶ء مین پیلو نونی سیارک نے اصل سے تیار کیا“۔

پولنڈ کی سرحد پر البتہ ترکون کو ایسے نقصان نہ اوٹہانے پڑے۔ سوبی اسکی نے قسطنطین کانٹی مرحاکم مالڈیویا کو اپنے ساتہہ ملانے کی بہت کوشش کی۔ اور جب اوسکے انکار سے برافروختہ ہوکر سوبی اسکی اوسپر چڑہائی کی تو بابوجو کے مقام پر اوس سے شکست فاش کہائی۔ اسکے بعد سرعسکر سلیمان پاشا نے شاہ پولنڈ کو پے درپے چند ہزیمتین دین۔ اس کارگذاری سے خوش ہوکر محمد چہارم نے اوسے ابراہیم کی جگہہ وزیر اعظم بنادیا مگر جس امید سے اوسکو وزیر اعظم بنایا گیا تہا وہ پوری نہ ہوئی۔ اوسنے مستعدی اور سرگرمی تو بہت دکہائی۔ لیکن عیسائی سپہ سالار ڈیوک لورین کی قابلیت اور مہارت جنگی کو نہین پہونچتا تہا اس عیسائی ڈیوک کے ماتحت ۹۰ ہزار جرار فوج تہی۔ اور یورپ کے کل ممالک کے فوجی افسر اوسکی ماتحت جنگی فن کی تکمیل اور اوس سے اکتساب فیض کے لئے اوسکے پاس جمع تہے۔ اوسکے سٹاف مین جرمن۔ فرنچ۔ انگریز۔ ہسپانوی اور اطالین امرا موجود تہے۔ اور وہ ایسے نامور کے زیر کمان لڑائی کرنے کو اپنے لئے بڑا فخر سمجہتے تہے۔ ۱۸ جون سنہ ۱۶۸۶ء کو ڈیوک کے ماتحت آسٹریون نے دوسری دفعہ بوڈا کا جو ہنگری مین ترکون کا مضبوط ترین حصن حصین تہا اور اوسکا دارالخلافہ ہے محاصرہ شروع کیا۔ وہان کے ترکی گورنر عبدی پاشا نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے عیسائیون کے دو زبردست حملون کو نہایت مردانگی کے ساتہہ پسپا کیا۔ مگر ۲ ستمبر کو تیسرے حملہ مین تنگاف فصیل پر چار ہزار جان نثارون کے ساتہہ شہید ہوگیا۔ اور عیسائیون نے شہر مین داخل ہوکر وہان کے ایک مکان کو ایستادہ اور ایک مسلمان کو زندہ نہ رہنے دیا۔ بوڈا جو اسلامی ممالک کی سد سکندری اور عثمانیہ سلطنت کی کلید تہا ۱۴۵ برس سے ترکون کے قبضہ مین تہا۔ اسکے فتح ہوتے ہی بیشمار دیگر مقام عیسائیون کے تصرف مین آگئے۔ اور سلیمان پاشا نے موسم زمستان بسر کرنیکے لئے بلگریڈ کو ہٹ کر صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی مگر اوسے جلد معلوم ہوگیا کہ سخت

ذلت بخش شرائط ماننے بغیر صلح نہین ہو سکتی - اوسپر اوسنے عیسائیون کے برخلاف پہر غزا کرنے کیلئے دگنی سرگرمی سے تیاریان شروع کردین - سلطان نے جنگی مصارف کے لئے سلطنت کے باشندون پر چندہ لگایا اور مثال نیک قایم کرنیکے لئے سب سے اول اپنے ذاتی خزانہ سے پانسو کیسہ زر چندہ مین دیئے - آخر وزیر نے ۸۰ توپین - ۶۰ ہزار فوج جمع کرکے بلگریڈ سے پیشقدمی شروع کی - مہاتس کے قریب وہ عیسائی لشکر سے دوچار ہوا - اس مقام پر جہان ۱۵۲۶ء مین سلیمان نے عیسائی لشکر کو پامال کرکے ترکی شجاعت کا سکہ تمام عالم مین بٹہا دیا تہا فریقین مین سخت خونخوار لڑائی ہوئی - مگر اس دفعہ نتیجہ عین برعکس ہوا ترکون کو کامل زک ملی - اونکے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے اور کل توپین اور سامان عیسائیون کو غنیمت مین ملا - یہ مہیب معرکہ باختلاف روایت ۲ یا ۱۲[1] اگست ۱۶۸۷ء کو وقوع مین آیا - اس ہزیمت سے ترکون کی کمر ہمت بالکل ٹوٹ گئی - انہون نے ایک والیو - اور جنوبی ہنگری و صوبجات سلیوونیا و یالونٹ کے ۴۰ دیگر مضبوط قلعے اور صوبہ کروشیا کے کئی مقام خود بخود ترک کردیئے - اور کل ہنگری اور ٹرینسلوینیا پر آسٹریا کا کامل تصرف ہوگیا - اسیوقت دوسری طرف روس نے تاتاریون پر حملہ کردیا - اور شاہ پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ آور ہوکر اوسے تاخت و تاراج کردیا - اور جب تک قحط نے مجبور نہ کیا اوسے خالی نہ کیا - دوسرے برس (۱۶۸۸ء) اوسنے کامی نیک کا محاصرہ کیا - مگر جب ترک اور تاتاری فوج بیکران لیکر کمک کو آپہونچے تو اوسے محاصرہ چہوڑکر واپس ہٹ جانا پڑا - ٭

فرانسیسی سفیر گلرگس ۱۶۸۵ء مین مرگیا تہا اور جب اوسکا جانشین جیرارڈن بہی ۱۶۸۶ء مین فوت ہوگیا تو اوسکی جگہہ شاتونو مقرر کیا گیا - جسے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے یہ ہدایتین ملی تہین کہ وہ بابعالی کو آسٹریا کے ساتہہ لڑائی جاری رکہنے اور پولنڈ سے صلح کرلینے کی تاکید کرتا رہے - شاہ فرانس کے کہنے سننے سے اسمین کلام نہین کہ شاہ پولنڈ نے پہلا زور شور اور مستعدی چہوڑ دی تہی - مگر لوئی کی زبانی و اخلاقی امداد آسٹریا کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے کافی نہ تہی - اوسکو روکنے کے لئے عثمانیون کو عملی اور حقیقی امداد کی ضرورت تہی - لوئی کو خود بہی آسٹریا کی جدید طاقت سے اندیشہ اور اوسکو آسٹریا سے لڑائی کرنا اصل ہوگیا تہا - لیکن اوسنے مناسب موقعہ کو نہ پہچانا - اور قیصر آسٹریا کو ترکون کے کامل طور پر مغلوب کرنیکا وقفہ دیدیا - اگر وہ اس وقت جیساکہ اوسنے بعد مین کیا تہا - رائن کیطرف پیش قدمی کردیتا تو آسٹریا کو اپنی فوج کا ایک حصہ مجبوراً ادہر اوسکے مقابلہ پر روانہ کرنا پڑتا - جس سے لازمی طور پر ترکون کے مقابلہ مین اوسکی فوج کم رہجاتی - اور ترک مغلوب ہونیسے بچتے

[1] اکثر مورخین نے ۱۲ اگست لکھا ہے - ۱۲ مؤلف - ٭

بجائے فاتح ہوجاتے۔ افسوس اوسنے ایسا نہ کیا اور سلطان کو تن تنہا مقابلہ پر رہنے سے شکستون کے سوا اور کچہہ نصیب نہ ہوا۔ اور ان شکستون نے قحط کے ساتھہ ملکر جو اوسوقت جیسے صورت مین تمام قلمرو مین پہیلا ہوا تہا بغاوت و سرکشی کے مادہ کو پہر تازہ کر دیا ٹرکی کو کو برلی وزراء کے حسن انتظام سے کچہہ عرصہ کے لئے جو ہوش آگئی تہی اور وہ نکبت افلاس سے بہت کچہہ سنبہل گئی تہی۔ ان متواتر شکستون نے جن کے ساتہہ ہی فوج کی خودسری پہر شروع ہوگئی کل کی کرائی پر پانی پہیر دیا۔

مہاٹس کی شکست کے بعد سپاہیون اور ینگچریون نے سلیمان پاشا کے برخلاف شورش برپا کر دی اوسنے اونکو زر و دولت اور تحائف سے خوش کرنیکی کوشش کی۔ مگر اوسکی اس کمزوری سے باغیون کو اور جرات ہوگئی۔ اونکی اذیت سے محفوظ رہنے کے لئے وہ چوری بہاگ کر مقام پیٹر واردن اور وہان سے بلگریڈ کے رستہ قسطنطنیہ چلا آیا۔ اوسکی فراری کے بعد سپاہ نے خود ایک پاشا کو وزیر اعظم بناکر سلیمان کے برخلاف سلطان کے پاس باضابطہ عرضی ارسال کی۔ محمد نے اونکی شورہ پشتی سے ڈر کر اونکے مطالبات کو قبول کر لیا۔ اور سلیمان کا سر اونکے پاس بہجوا دیا مگر سرکشی کا جن ایک دفعہ جب فوج کے سر پر سوار ہوگیا تو وہ آسانی سے کب دور ہوسکتا تہا۔ اب فوج نے سلطان کو متہم کرنا شروع کیا کہ وہ دن رات شکار مین غرق رہتا ہے اور سلطنت کے معاملات سے کوئی سروکار نہین رکہتا۔ وہ حکومت کے قابل نہین ہے چنانچہ وہ سرحد کو بالکل خالی چہوڑ کر سلطان کو تخت سے اوتارنیکے ارادہ سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگئی۔ اور احمد کوبرلی کے چہوٹے بہائی مصطفے کوبرلی نے جو اوسوقت قایم مقام (نایب وزیر اعظم) تہا سلطنت اور دار الخلافہ کو ان جنون کی دست برد سے محفوظ رکہنے کے لئے سلطان کو اطلاع دی کہ قوم اور فوج آپکی معزولی کی خواہان ہین۔ مناسب ہے کہ آپ اونکے مطالبہ کو منظور کر لین۔ سلطان نے یہہ سنکر باواز بلند کہا کہ تقدیر کا حکم کبہی ٹل نہین سکتا اور ۳۸ برس کی حکومت کے بعد ۴۶ برس کی عمر مین تخت کو بلا حجت چہوڑ دیا۔ فوج نے اوسکی جان سے کوئی تعرض نہ کیا اوسے باسایش باقی عمر محلسرا مین بسر کرنے کی اجازت دیگئی جہان وہ پانچ برس کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اوسکو عزل پر اوسکا بہائی سلیمان ثانی ۸ نومبر ۱۶۸۷ء کو تخت قیصری پر بٹہایا گیا۔

محمد چہارم کا کیرکٹر اور علم دوستی

محمد چہارم کی خوش قسمتی تہی کہ اوسے اپنے عہد کے حصہ کثیر مین قابل وزراء ملتے رہے۔ مگر جیسا کہ کمبخت و نالایق قرہ مصطفے کی تقرری سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ اوسے خود دوسرون کی قابلیت و جوہر کے شناخت کرنیکی قابلیت نہ تہی۔ بلکہ جو تقرر ہوتا تہا بیگمات حرم کے رسوخ سے۔ یا سلطان کی ذاتی مہربانی سے چنانچہ کوبرلیون کا انتخاب بہی اسی ذریعہ سے ہوا۔ ایک مورخ

کا یہ قول بالکل درست ہے کہ محمد چہارم بادشاہ تو تہا۔ مگر حاکم نہین تھا۔ اُسے صید و شکار کے سوا اور کوئی کام نہ تہا حتی کہ خود دارالخلافہ مین اوسکی رہایش بہت کم رہتی تہی۔ کبہی اوسکا ڈیرہ کوہ المپس کے دامن مین بمقام بروصہ یا اوسکے مغربی میدانی ترائی مین ہوتا۔ کبہی ایڈریانوپل کے قریب کوہ بلقان کے دامن مین بمقام جامبولی جو ایڈریانوپل سے پچاس میل بجانب شمال ہے۔ اور کبہی تہیسلی کے صوبہ مین لاریسا اور ٹرنوواس کے میدانون مین۔ مگر جامبولی اور لاریسا کے پرفضا میدان اور فرحت بخش سبزی سے اوسے خاص اُنس ہوگیا تہا۔ اور وہان سال کا زیادہ حصہ جنگل مین بنا رہتا تہا۔ فوجین سرحد پر مصروف کارزار ہین اور بادشاہ سلامت سیر و شکار مین مشغول ہین اور کل عملہ فعلہ اور سفرا و امرا تہیسلی کے جنگلون اور بلقان کے کوہسار کو ظل اللہ کی سلامی کے لیے دوڑے جا رہے ہین۔ جب وہ دارالخلافہ سے بروصہ۔ جامبولی یا لاریسا پہونچتا یا وہان سے روانہ ہوتا تو پندرہ متصلہ اضلاع کے باشندون کا فرض ہوتا تہا کہ حاضر ہو کر اُسے شکار کہلائین۔ انکے علاوہ لاکہون تماش بینون و اہل الغرض کے اجتماع سے بادشاہی قیام کے دوران مین وہان ایک عظیم الشان شہر خیام و خرگاہ کا موجود ہو جاتا تہا بادشاہ کا یہہ شوق اور وارفتگی دیکہکر عوام الناس کو اعتقاد ہوگیا تہا کہ وہ پہٹکار مین آیا ہوا ہے۔ اوسکی تخت نشینی پر جب اوسکے باپ ابراہیم کو قتل کیا گیا تہا تو اوسنے بددعا دی تہی کہ اس ناخلف کی عمر جنگلی جانورون کی طرح کوہ و دشت مین آوارہ پہرتے رہنے مین کٹے گی۔ محمد طبعًا ظالم نہ تہا۔ مگر جب اوسکی اپنی اولاد پیدا ہوگئی۔ تو اوسنے اپنی بادشاہی کے قیام کے لئے دونون بہائیون[1] کو مروا دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور اگر سلطان والدہ اور وزرا نہ روک دیتے تو ضرور اپنے ارادہ کو فورًا پورا کر دیتا۔ تاہم اوسکے دل سے یہ خیال دور نہ ہوا جسپر سلطانہ ترخانہ نے اپنے دونون چہوٹے فرزندون کو مزید احتیاط و حفاظت کے لئے محل کے اندرونی حصہ مین رکہنا شروع کر دیا۔ جہان سلطانہ کے کمرون مین سے گذر کر پہونچا جا سکتا تہا۔ اس احتیاط کے باوجود وہ ایک رات خنجر ہاتہہ مین لے کر اون کمرون کیطرف چلدیا۔ سلطانہ کے کمرہ مین جو اوس وقت سو رہی تہی دو غلام موجود تہے وہ بادشاہ کو اوس کمرہ مین سے دبے پاؤن شاہزادون کیطرف جاتا دیکہکر بولنے کی تو جرات نہ کر سکے۔ مگر ایک نے حوصلہ کر کے سلطانہ کو ہلا کر جگا دیا۔ وہ نیند سے فورًا چونک اُٹہی اور پلنگ سے کود کر بادشاہ کو لپٹ گئی۔ اور کہا کہ پہلے میرا سر کاٹ لو پہر بہائیون کو قتل کرنیکے لئے بڑہو۔ محمد نے ابتک والدہ کے سامنے گستاخی نہین کی تہی

[1] ابراہیم کے محمد کے علاوہ حسب ذیل چہ بیٹے تہے سلیم عثمان۔ احمد سلیمان۔ مراد جہانگیر۔ اسفان و بایزید۔ ان مین سے چار صغر سنی مین فوت ہو گئے محمد کی تخت نشینی پر سلیمان اور احمد صرف دو زندہ تہے جو محمد کے بعد یکے بعد دیگرے بہ نوبت فرمانروا ہوئے۔

اس موقعہ پر بھی وہ معطل نہ کر سکا۔ اور اپنے گھروں کو واپس لوٹ گیا۔ اوس دن سے بعد اوسے پھر برادر کشی
کی ضرورت نہ پڑی۔ گو دونوں غلاموں کو جو حاجب ہوتے تھے بے سبب ہی قتل کر دیا۔ وہ کینہ ور تو تہا۔ مگر
بے دید اور خود غرض نہ تہا۔ گو تا ہم کچھ بھائی نہ تہا۔ اوسکا عمل تو ہمیشہ قتل برادران پر تلا رہا۔ لیکن کر گذرنے کا حوصلہ
نہ پڑا۔

اسی سلطان کے عہد میں سلطنت کا ایک قدیم دستور منسوخ ہوا جسکا باعث کسی قدر کمزوری اور کسی قدر رحم دلی
تہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سلطان ارخان نے ینگچری فوج کو قایم کرتے وقت ہر سال عیسائی بچوں کا پانچواں حصہ بھی
اس فوج کے لئے لینا مقرر کیا تہا۔ جو صدیوں تک برابر قایم رہا۔ اس قاعدہ کی تعمیل میں مراد چہارم کے بعد
انتظام کی خرابی اور اندرونی خطا کی وجہ سے تبدیلیاں واقع ہونے لگ گیا حتی کہ احمد کوپرلی کے وزارت کے
آخری برس یعنی سنہ میں تین ہزار عیسائی بچوں کی جو فوج میں بہرتی ہوئی وہ آخری بہرتی تہی۔ اس قاعدہ کا صحیح منشاء
اور حکم یہ تہا کہ ینگچری فوج میں عیسائی بچوں کے سوا اور کوئی بہرتی نہ کیا جائے۔ مگر جب اس فوج کو رفتہ رفتہ بیشمار
ملکی و فوجی رعایتیں اور حقوق ملنے لگے تو وہ لوگ بہی جو قوم سے ترک اور ایشیائی مسلمان چلے آتے تہے فوج مذکور
میں بہرتی کئے جانیکے خواہاں ہوگئے۔ چنانچہ اس قاعدہ میں جو رعایت کی گئی وہ یہ تہی کہ ینگچریوں کی اولاد کو بہی بہرتی
ہونے کی اجازت دیدیگئی۔ پہر کیا تہا۔ دوسرے مسلمانوں کے لئے بہی راستہ صاف ہوگیا۔ اور وہ بہ تعداد کثیر داخل
ہونے شروع ہوگئے۔ اور جب خالی شدہ جگہیں اس طرح پر ہونے لگ گئیں تو عیسائی بچوں کی طرف سے لازمی طور
پر لاپروائی ظہور میں آئی تہی کہاں ہر سال معینہ عمر کے عیسائی بچوں کا پانچواں حصہ لیا جاتا تہا پہر گورنمنٹ گاہ گاہ
اپنا حق لینے پر کفایت کرنے لگ گئی۔ اور وہ بہی صرف اس غرض سے ان لڑکوں کو محلسرا شاہی کے خدمتگزاروں اور محافظ
غلاموں کے زمرہ میں جنکی تعداد ہزاروں میں تہی داخل کیا جائے۔ اور جب کبہی مزید فوج کے لئے اتفاقیہ ضرورت
آپڑتی تو انہی غلاموں میں سے حسب ضرورت فوج میں بہیجدیئے جاتے۔ اور آخر سنہ ۱۶۷۵ء کی بہرتی آخری ہوگئی۔
اس دست برداری سے سلطنت کو دوہرا ضعف پہونچا۔ ایک تو مسلمان آبادی پر حفاظت ملک کا سارا بوجہ پڑ گیا
جس سے اوسکی تعداد میں مسلسل کمی ہونے لگ گئی اور دوسری طرف عیسائی رعایا کی آبادی اور طاقت میں اوسی
نسبت سے اضافہ ہونا شروع ہوگیا جسکا نتیجہ آخر یہ ہوا کہ اس احسان فراموش قوم نے سلطنت کے مقابلہ پر کمر ہمت
کرلی۔ اور بتدریج مختلف صوبوں کو ترکوں کی محکومی سے آزاد کرانا شروع کر دیا جو سلسلہ سنہ تک بلکہ تا این جم
برابر جاری ہے۔

محمد کو شوق شکار نے گو امور سلطنت کیطرف سے غافل کردیا تھا۔ مگر وہ عثمانیہ خاندان کے موروثی خاصہ علم دوستی پر غالب نہ آسکا۔ وہ علما و فضلا کا بڑا قدر دان تھا۔ اور کل مورخین کی بالعموم اور اونکی بالخصوص جو اوسکے زمانہ کی تاریخ لکھہ رہے ہون بہت پرورش کرتا تھا۔ وہ ایسے وقایع نگارون کو اپنے دربار مین دیکھکر بہت خوش ہوتا تھا اور بسا اوقات اپنی قلم سے اونکی تصانیف کی اصلاح کرتا تھا۔ مگر ہر دوستی کے ساتھہ ہی ایک یہ رنج بہی لگی ہوئی تھی کہ سلطان اپنے ہر ایک شکار کی مفصل کیفیت قلم بند کئے جانے پر مصر رہتا تھا۔ ترکی مورخ عبدی پر اوسکی خاص نظر عنایت تھی جسکو وہ ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ سلطان کے عہد کے کل واقعات کو احاطہ تحریر مین لانا اوسکا خاص فرض تھا۔ ایک دفعہ شام کو سلطان نے اوس سے پوچھا "آج تو نے کیا لکھا ہے؟" اوسنے جواب دیا "آج کوئی واقعہ لکھنے کے قابل نہین گذرا" اسپر سلطان نے بے تحاشا ایک مصاحب پر جو اپنے درمیان مین تھا برچھی پھینک کر اوسے سخت زخمی کردیا۔ اور کہا۔ "لے اب تو تجھے لکھنے کے لئے کچھہ مصالح ملگیا"

سلطان ابراہیم اور محمد چہارم کے زمانہ مین نابی مشہور شاعر گذرا ہے جسنے اپنے ہمعصر ایرانی شاعر صائب کی فلسفیانہ طرز غزل نویسی کی ترکی مین نہایت عمدہ نقل اتاری ہے۔ اوسکے شاگردون مین احمد پاشا اور رسالی نہایت قابل شاعر گذرے ہین۔

چارلس ثانی شاہ انگلستان نے سلطان محمد کے دربار مین ارل آف ونچلسی کو سفیر مقرر کیا تھا۔ اس امیر کا سکرٹری مسٹر پال ریکاٹ جو بعد مین سر ہوگیا نہایت لایق آدمی تھا اوسنے سلطنت عثمانیہ کی اقامت سے فایدہ اوٹھاکر "سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت کی تاریخ" کے نام سے ایک نہایت قابل قدر کتاب تالیف کی جسکے تین ایڈیشن چند برسون مین فروخت ہوکر چوتھا سنہ ١٦٧٥ء مین لکھا گیا۔ اوسکا بیان ہے کہ ترک پولنڈ کے اہل خیرخواہ ہین۔ اور روس سے اونکو اسی وقت ہی مین اندیشہ پیدا ہوگیا تھا وہ اسلام کی بے تعصبی کو تسلیم کرکے آخر مین ترکون پر متعصب ہونیکا الزام لگاتا ہے مگر اوسکی تردید خود کئی عیسائی مورخون نے کردی ہے اور مین بھی رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا مین اسپر کافی بحث کرچکا ہون۔ اور حسب ضرورت اس کتاب کی دوسری جلد مین مناسب موقعون پر [illegible] ۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔

جلد اول تاریخ عثمانیہ ختم شد

سلطنت عثمانیہ کا عروج و انحطاط دکھانے کیلئے یہ نقشہ مسٹر لین پول کی کتاب ٹرکی سے لیا گیا ہے۔ عمودی طور پر اسمیں فی انچ ایک صدی کے حساب سے زمانہ کی مقدار دکھائی گئی ہے اور شرقاً غرباً اسے تین بڑے حصوں میں تقسیم کر کے اُن میں آیشیا یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے عثمانی صوبجات جس ترتیب سے وہ ملحق ہوئے اور پھر نکل گئے دکھلائے گئے ہیں۔ خط دار حصہ سے وہ علاقے مراد ہیں جو ترکوں کے براہ راست اقتدار میں یا اُنکے ماتحت (جیسا کہ اب سے پہلے شاہان سرویا تھے) رہے یا ہیں۔ اس نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوجائیگا۔ کہ پہلے ایشیا میں عثمانیہ طاقت کی ابتدا بہت چھوٹے سے پیمانہ پر قائم ہوئی۔ جو چودہویں صدی کے پہلے نصف میں صوبہ تھینیا میں۔ اسی صدی کے دوسرے نصف میں رومیلیا اور بلغاریہ سے گذر کر والیشیا اور سرویا تک یورپ میں۔ اور صدی مذکورہ کے اخیر پر یکبارگی کل اناطولیا میں پھیلگئی اور پھر ویسے ہی اچانک تیمور کے ہاتھوں سے تقریباً ملیا میٹ ہوگئی۔ بعد ازاں وہ یورپ میں یونان۔ قسطنطنیہ۔ البانیا۔ مالڈیویا۔ ہنگری وغیرہ کے الحاق سے۔ اور ایشیا و افریقہ میں صوبجات قرمان۔ آرمینیا۔ عرب۔ شام۔ مصر۔ الجزائر۔ طرابلس و ٹیونس کی فتوحات سے بتدریج بڑھتی گئی۔ حتی کہ سولہویں صدی کے آخری ربع میں اُسکے مقبوضات کی وسعت عین کمال کو پہنچ گئی۔ اسکے بعد انحطاط کا دورہ شروع ہوا۔ یہ نقشہ کی دوسری جزو میں دکھایا گیا ہے۔ اولاً سترھویں صدی کے پہلے نصف کے گذرنے سے پہلے الجزائر نیم آزاد ہوا۔ اور پھر ٹیونس کی باری آئی۔ سنہ۱۶۹۹ء سے پہلے ہنگری نکل گئی۔ اس سے پیچھے روس نے کریمیا کو بابعالی سے غصب کیا۔ محمد علی ایکطرح مصر میں بالکل آزاد ہوگیا۔ جزیرہ نما بلقان میں یونان۔ بوسینیا۔ سرویا۔ اور رومانیا وغیرہ ریاستوں نے علم بغاوت بلند کرکے آزادی حاصل کر لی۔ فرانس نے الجزائر اور ٹیونس کو ہضم کر لیا۔ اور سنہ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم کے بعد اناطولیا میں بھی روس کی دستبرد کا آغاز ہوگیا۔ اس جزو میں خطوط و حدانی دیکر بتادیا گیا ہے کہ یہ صوبہ عثمانیہ قبضہ سے نکلکر خود مختار ریاست ہوگیا ہے۔ اور یہ فلاں سلطنت کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ الجیریا اور ٹیونس جب نیم مختار رہے اُسوقت خط وحدانی میں ڈالے اور ہیے جو دہلے نیم آزاد فرمانرواؤں کے لقب تھے لکھدیئے گئے ہیں اور جب فرانس کے قبضہ میں چلے گئے تو اُسوقت خط وحدانی میں فرانس لکھدیا گیا ہے

محمد یوسف

نقشہ عروج سلطنت عثمانیہ

یورپ
ایشیا
افریقہ
١٣٠٠
١٣٥٠
١٤٠٠
١٤٥٠
١٥٠٠
١٥٥٠
اناطولیہ
طرابزون
کرمان
آرمینیا
کردستان
مصر
الجیریا
طرابلس
یونان

یورپ
ایشیا
افریقہ
١٨٠٠
١٨٥٠
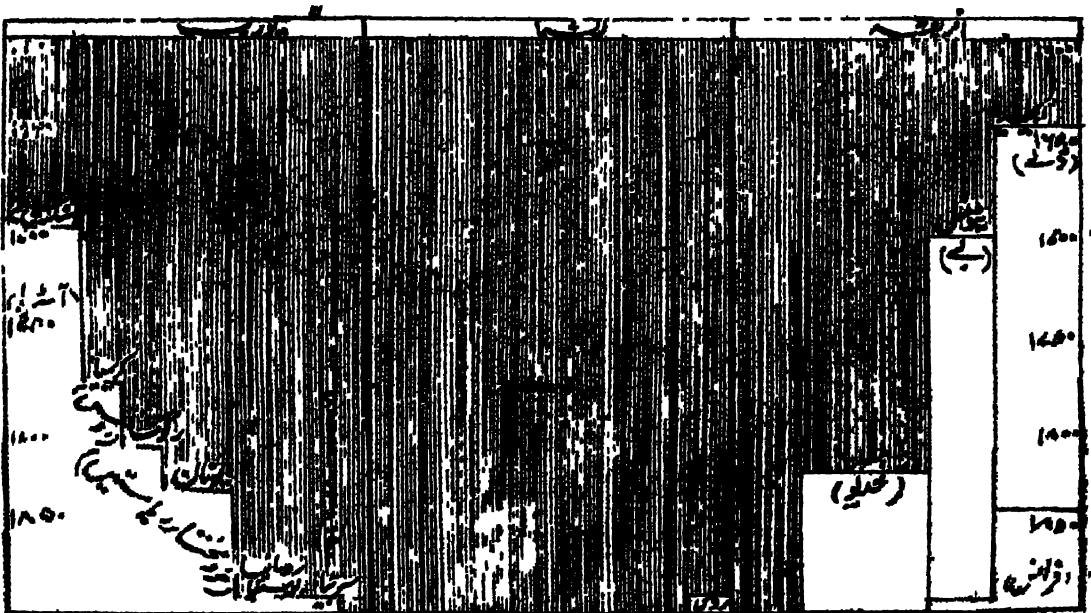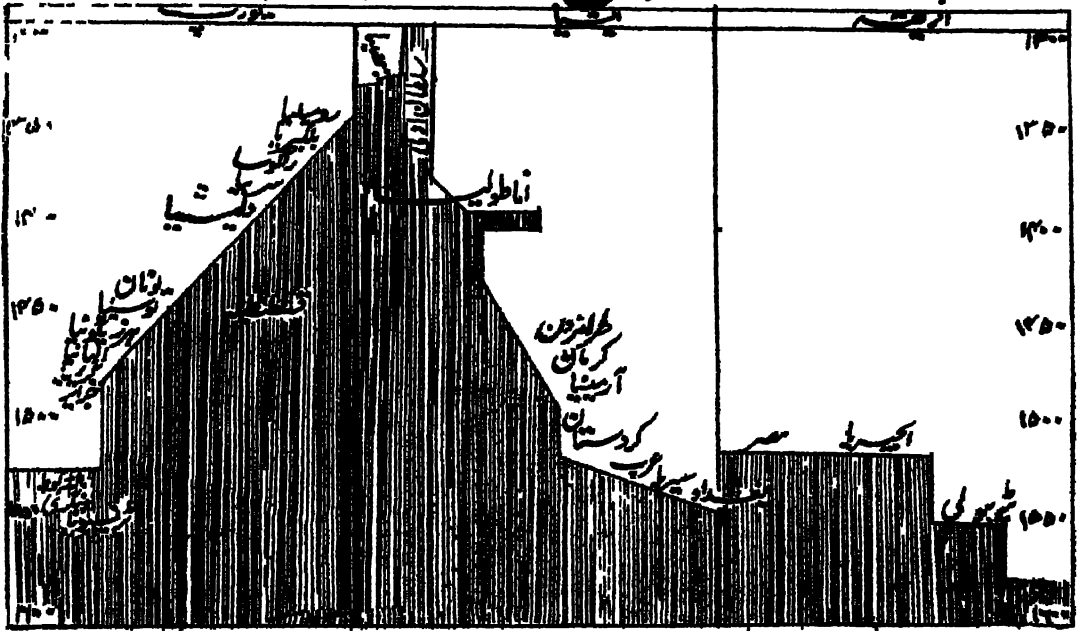
نقشہ انحطاط سلطنت عثمانیہ

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	کی نسبت	کا نسب
۵	۲۱	پلنڈ	پولنڈ
۶	۴	بہ تنگ	تنگ
۷	۲۳	اس	اسی
۸	۱۹	ونڈن	ونڈال
۹	۱۴	۵۱۰ھ و ۵۲۷ھ	۵۲۷ھ و ۵۶۰ھ
۹	۱۶	ابو آبائی	ابو الآباء
۱۰	۱۷	تیاصرہ	وہ قیاصرہ
۱۱	۹	کرلیا۔	کرلیا"
۱۷	۲۳	جان ستان	جان ستان لڑائی
۱۹	۱۷	ایالیا	اباسیا
۲۱	۲۳	دو غلی	او غلی
۲۴	۱۱	سلطان	سکندربیگ سلطان
۲۴	۱۴	ولی	والی
۳۳	۱۴	اورنتہ	اورنہ
"	"	نیچے	پیچھے
۳۴	۲۱	ایلچی	ایلچی کو
۳۵	۳	نے	نے از سر نو
"	۲۲	مین	ہین
۳۶	۴	وہ	وہ پہلے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۲	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۳۹۵ء
۳۸	۱۰	پہار کا	پہار کے
"	۲۲	جاتا	جانا
۳۹	۱	ڈارونیلر	ڈارڈنیلز
"	۳	کیفیت	کیف
۳۹	۱۶	وقت س	وقت امن
"	۱۸	فیصلہ	فاصلہ
۴۰	۹	نہ تہو	نا تہون
۴۱	۱۷	مرتے	مارتے
۴۲	۸	ہے۔ جس	تہا۔ اس
"	۱۴	اونکو	اونکے
۴۳	۹	تہا	تاہم
"	۱۳	صام	عام
"	۱۵	شکر	سنکر
۴۹	۲۱	ہوا	ہو
۵۱	۸	دلغ	دماغ
"	۱۳	ہوتی	ہوتی
"	۲۳	پرچڑہائی ہی	پر بہی چڑہائی
۵۳	۴	پوپ	یورپ
۱۸۲	۱۴	روائیت گو	روائیت بظاہر گو

تمام شد